

فہرست

صفحہ نمبر

4	پیش لفظ
7	پہلی مجلس
28	دوسری مجلس
50	تیسری مجلس
71	چوتھی مجلس
87	پانچویں مجلس
100	چھٹی مجلس
117	ساتویں مجلس
136	اٹھویں مجلس
151	نویں مجلس



مَجَالِسِ شَبِیرؒ



مَجْمُوعَةُ تَقَارِيرِ
حَافِظِ الْحَدِيثِ مَوْلَانَا شَيْخِ شَبِيرِ حُسَيْنِ نَجْفِيِّ مَوْحُومِ

پیش لفظ

مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کوپاٹنج ضلع اعظم گڑھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں کے دینی مدارس میں حاصل کی پھر مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نجف اشرف تشریف لے گئے۔ چھتیس برس تک باب مدینہ العلم کے زیر سایہ علم دین کی تبلیغ و ترویج کرتے رہے۔ آپ کی علمی کاوشوں کو دیکھتے ہوئے آیت اللہ سید محسن الحکیم اعلیٰ اللہ مقامہ نے آپ کو اپنا وکیل خاص مقرر فرمایا۔ جس کی پاداش میں صدام نے آپ کو زندان میں ڈالا اور کئی مرتبہ زندان میں مولانا کو ختم کرنے کی کوشش کی مگر لیکن باب مدینہ العلم کو آپ سے دین کی خدمت لینا مقصود تھی۔ لہذا ایسے اسباب مہیا فرمائے کہ آپ معجزانہ طور پر عراق سے بچ کر اقلیم امامت کے آٹھویں تاجدار امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ تقریباً ۲۳ برس تک آستانہ قدس رضوی کے مقام حرم عالی میں دین کی ترویج کرتے رہے اور دنیا بھر کے دانشور کے لئے مجالس امام مظلوم برپا کرتے رہے۔ آپ کے ہزاروں طلباء نجف اشرف اور مشہد مقدس سے فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے مختلف مقامات پر دین محمد و آل محمد کی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی علمی کاوشوں کو دیکھتے ہوئے حکومت ایران نے آپ کو ایک خاص مقام اور مجتمعہ کا درجہ دیا۔ عربی، فارسی اور اردو زبان میں آپ کے علمی دروس مشہد مقدس میں بہت سے طلباء کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ کی لائبریری ہندوستان، نجف اشرف اور مشہد مقدس میں موجود ہے۔ جس میں ایسی نادر و نایاب کتب بھی موجود ہیں جو کہ کسی بھی لائبریری میں موجود نہیں۔ مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم نے ستر کی دہائی میں پاکستان آنا شروع کیا۔ پہلی بار آپ عراق سے تشریف لائے پھر کوپاٹنج اور اس کے بعد مشہد مقدس سے تشریف لاتے رہے۔ تقریباً چودہ برس تک آپ نے عز خانہ گلستان زہراء میں مجالس عزاء سے خطاب فرمایا۔ اس کے علاوہ پاکستان کے

دوسرے شہروں میں بھی خطاب فرمایا۔ ہر سال آپ کا قیام عام طور پر دو اڑھائی ماہ رہا کرتا تھا اور لاہور ہی کو مرکز رہائش قرار دیتے تھے اس دوران آپ مسلسل درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور ہزاروں مومنین آپ سے فیضیاب ہوتے۔ مولانا مرحوم کا مجالس پڑھنے کا اپنا ایک خاص انداز تھا جو کہ زیادہ تر دروس پر مشتمل ہوتا تھا۔ فضائل و مصائب کے بیان کے ساتھ ساتھ اعمال و مسائل دنیویہ پر بہت زور دیتے۔ نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور اہمیت حصول علم دین ان کا خاصہ تھا۔ مولانا مرحوم نے کبھی بھی محافل و مجالس کے لئے معاوضہ طے نہیں کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بعض جگہ یہ دیکھتے ہوئے کہ کسی مومن کی معاشی حالت درست نہیں اور اس وجہ سے وہ مجالس نہیں کر رہے تو ان کو خود اصرار کر کے عشرہ پڑھا اور کوئی معاوضہ اگر دیا بھی گیا تو خوش اسلوبی سے واپس کر دیا۔ ان کے کافی دروس کی ریکارڈنگ میرے پاس محفوظ ہے۔

مومنین کے اصرار پر ان کا ایک عشرہ مجالس شائع کیا جا رہا ہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جو کچھ اور جس طرح آپ نے بیان فرمایا ہے اس کو پیش کیا جائے تاکہ مومنین اس سے استفادہ کر سکیں۔ اگر اس کوشش نے مقبولیت حاصل کی تو انشاء اللہ باقی مجالس کو بھی پیش کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ جناب علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مرحوم کے مجموعہ تقاریر کا نام کفایت الواظنین مولانا شبیر حسن نجفی مرحوم نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ مولانا مرحوم کی تقاریر کو ٹیپ سے تحریر میں لانے کے لئے مولانا سید ابو رضا زینبی نے جو کاوشیں کیں وہ آپ کے سامنے ہیں میں ان کا انتائی ممنون ہوں۔ نہ صرف تحریر بلکہ پروف ریڈنگ اور درستگی میں بھی آپ نے بہت محنت کی اس کا اجر تو سرکار جناب سیدہ سے ہی ملے گا۔ لیکن پھر بھی اگر کمپوزنگ میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو دامن عفو میں جگہ دیں۔

۱۹۹۵ء میں ہمارے اہل خانہ اور کچھ دوست احباب قطرات عراق و ایران کے لئے تشریف

لے گئے واپسی پر مشہد مقدس میں مولانا شیخ شبیر حسن نجفی مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بہت اصرار کرنے پر آپ نے عشرہ محرم گلستان ذہراء میں پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن افسوس وقت

نے وفات کی۔ ہمارا قافلہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۵ء کو واپس لاہور پہنچا۔ چند ہی دنوں کے بعد آلہ آباد سے مولانا رضوان حیدر رضوی صاحب نے فون پر مولانا کے انتقال کی رو فرما خبر دی۔

حکومت ایران نے مولانا مرحوم کی میت کو ہندوستان سے مشد لے جانے کا انتظام کیا اور آپ کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ محسن امام ربانی علیہ السلامؒ میں پورے اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔ چالیس روز تک مجالس برپا ہوئیں اور قرآن خوانی ہوتی رہی۔ میرے بڑے بھائی خلیفہ سید حیدر مہدی اور چھوٹے بھائی خلیفہ سید سجاد مہدی جنازے میں شریک ہوئے اور خلیفہ خاندان کی نمائندگی کی۔

مولانا شیخ شہیر حسن نجفی مرحوم کو حافظ الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔ نجف اشرف اور مشد مقدس ہی نہیں بلکہ کہیں بھی جب مومنین یا علماء کو حدیث و نفع ابلاغ کے مسائل درپیش ہوتے تو وہ آپ سے رجوع کرتے۔ ان کی مجالس کا طرہ امتیاز اقوال و احکامات آئمہ طاہرین و معصومین علیہ السلام تھا اور اس پر بجا طور پر فخر فرماتے تھے۔ نجف اشرف کے چھٹے کو بار ہا یاد کرتے اور اکثر آبدیدہ ہو جاتے تھے مولانا مرحوم اتنے علم و قابلیت کے باوجود انتہائی سادہ اور منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے۔ مومنین کو محافل و مجالس میں آنے والے حالات سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ ان کے حلقہ میں بلا تخصیص ہر فرقہ کے لوگ تھے۔ برادران اہلسنت بھی ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

آخر میں ملتس ہوں کہ مولانا شیخ شہیر حسن نجفی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ توحید تلاوت فرمائیں۔

والسلام

محتاج دعا

خلیفہ سید حسن مہدی

مجلس اول

الحمد لله العلی العظیم حسبنا الله ونعم الوکیل نعم المولی و
 نعم النصیر بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی یا یبلغ
 مدحته القائلون ولا یحصی نعماءه العادون ولا یودی حقه
 المجتهدون الذی لا یدرکه بعد الهمم ولا یناله غوص الفطن الذی
 لیس لصفته حد محدود ولا نعت موجود ولا وقت معدود ولا اجل
 ممدود فطر الخلاق بقدرته ونشر الرياح برحمته ووتد بالصغور
 میدان ارضه والصلاة والسلام علی العبد الموید الرسول المسدد
 المصطفی الامجد المحمود الاحمد حبیب الہ العالمین ابی
 القاسم محمد والہ الطیبین الطاہرین المعصومین ولعنت الدائمہ
 الباقیہ علی اعدائهم اجمعین من الان الی یوم الدین اما بعد فقید قال
 الله سبحانه تبارک وتعالی فی محکم کتابہ ومقتن خطابہ وقوله
 الحق ان الله اشترى من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة
 یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی
 التورته والانجیل والقران

خداوند زمین و آسمان کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس سال پھر ہمیں نصرت فرزند
 بنت الثقلین کی عزاداری اور ماتم داری کی توفیق عطا کی۔ یہ قرآن کریم کی کسی چھوٹی سے
 چھوٹی آیت کے بارے میں۔ کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس
 کے ہر ہر پہلو پر روشنی پڑ چکی۔ اس کے تمام گوشے بیان ہو چکے اب کوئی گوشہ باقی نہیں

ہے یہ قرآن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی آیت کے بارے میں یہ کبھی بھی نہیں کہا جاسکتا اور وقت نزول سے الیٰی یومنا ہذا آج کے دن تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔

اب ظاہر ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا ہر مسلمان اور ہر مومن پر - یہ دس روزہ عشرہ - انشاء اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ موضوع ہو حسین اور اصحاب حسین اور انشاء اللہ اس کے متعلق بیان ہو گا۔ سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیجئے یہ جان لیجئے اور اس امر سے آگاہ ہو جائیے - سب سے پہلے خداوند کریم زمین و آسمان بندوں سے دین چاہتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ میرا ہر بندہ دین دار ہو - وہ دین چاہتا ہے وہ مذہب چاہتا ہے لادینی کو دوست نہیں رکھتا۔ لادذہبیت کو وہ دوست نہیں رکھتا اور دین دار کو وہ دوست رکھتا ہے۔ کیسا دین چاہتا ہے - کس طرح کا دین چاہتا ہے - وہ خالص دین چاہتا ہے۔ بندوں سے دین چاہتا ہے۔ اور خالص دین چاہتا ہے وہ دین جو خالص نہ ہو وہ اس کا دین نہیں ہے۔ اور اس کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے وہ تو خالص دین چاہتا ہے اعلان کرتا ہے **اللاّٰہ دین الخالص** یہ قرآن ہے اس میں اعلان ہو رہا ہے کہ خالص دین میرا ہے **الاحرف تنبیہ** یہ آگاہ کرنے کیلئے - جب کوئی مطلب اہم ہوتا ہے اور کسی مطلب کی طرف متوجہ کرنا اور منظور کروانا ہوتا ہے اس موقع پر یہ **الا استعمال** ہوتا ہے کہ کوئی اہم مقصد ہے۔ جیسے حضورؐ نے غدیر خم میں پہلے خطبہ آپؐ نے دیا۔ حمد و ثناء کے دریا بہانے کے بعد - جب اصل مطلب بیان کرنا چاہا تو اس سے پہلے آپؐ نے فرمایا **الا آگاہ** ہو جاؤ۔ خبردار فتنہ کنت مولاء پہلے **الا** تو جب کوئی اہم مسئلہ ہوتا ہے کسی اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروانا مقصود ہوتی ہے تو اس پر **الا استعمال** ہوتا ہے۔ **اللاّٰہ دین الخالص** - خالص دین میرا ہے وہ اللہ کا دین ہے اور جو خالص نہ ہو وہ اللہ کا دین نہیں ہے۔ اللہ کا دین کونسا دین ہے جو خالص ہو۔ خالص دین کے

کیا معنی ہیں خالص دین کے کہتے ہیں خالص دین کیا ہے یعنی خالص عبادت، خالص عمل، یہ دین خالص کو کہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے جو بات بھی کہوں گا وہ آیت ہو گی۔ بغیر آیت کے نہیں ہو گی فعبد اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کرو اللہ کی مخلصین لہ الدین دین کو اس کیلئے خالص رکھتے ہوئے۔ صرف ہمارے نبی حضرت ﷺ سے ہی اللہ خالص دین نہیں چاہتا بلکہ انبیا سلف کی امتوں سے بھی وہ خالص دین چاہتا تھا۔ سورۃ بینہ پڑھیے ارشاد ہوتا ہے وما تفرق الذین اوتوا الكتاب الا من بعد جائتہم البینۃ وما امروا الا لیعبوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء وبقیموا الصلاۃ ویوتوا الزکوۃ وذلک دین القیمۃ یہ اہل کتاب فرقہ فرقہ نہیں ہوئے الا من بعد ماجاء تہم البینۃ مگر دلیل آنے کے بعد۔ قرآن آنے کے بعد۔ بینہ یعنی دلیل آنے کے بعد فرقہ فرقہ ہوئے وما امروا الا لیعبوا اللہ انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا مگر اس چیز کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ مخلصین لہ الدین دین کو اس کیلئے خالص رکھتے ہوئے وہ خالص دین چاہتا ہے خالص عبادت اور جو خالص نہ ہو وہ عبادت اللہ کو نہیں چاہئے۔ سب سے پہلے عبادت میں جو ملاوٹ آئی یہ کس نے کی۔ اہل کتاب نے کی۔ یہود و نصرانی نے وما امروا الا لیعبوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء باطل سے ٹکرا کر یہ حکم دیا گیا نماز قائم کرو

الحاصل خداوند زمین و آسمان دین چاہتا ہے۔ کونسا دین، خالص دین، غیر خالص اس کا دین نہیں ہے آیت ہے الا للہ دین الخالص وہ خالص دین اس کا ہے اس نے صاف صاف کہہ دیا ہے خالص دین یعنی خالص عبادت، خالص عمل فعبد اللہ مخلصین لہ الدین خالص دین، خالص عبادت کیا ہے خالص عبادت وہ جو خلوص سے ہو جو اخلاص سے

ہو خالص عبادت یعنی جس میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ نہ ہو خالص عبادت جو خلوص اور اخلاص سے ہو خالص ہو کیا مطلب یعنی جس معبود کی عبادت کر رہا ہے ازرو اخلاص ہو یعنی اسے لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرے۔ مستحق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت کرے۔ یہ ہے خالص عبادت۔ صلوات

یعنی کوئی اور غیر اس میں شامل نہ ہو کوئی مقصد اس میں شامل نہ ہو امثلاً۔ مستحق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا۔ لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا یہ ہے خالص عبادت۔ اگر جنم کے ڈر سے عبادت کرے تو یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ جنم کے خوف سے جنم کے ڈر سے کہ اگر میں عبادت نہیں کروں گا تو جنم میں مجھے ڈال دیا جائے گا۔ اس لئے عبادت کرے تو یہ بھی عبادت خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ اس کا فرض ہے اس عبادت کو اس نے باطل قرار نہیں دیا۔ عبادت ہے اور صحیح ہے مگر خالص نہیں ہے۔ یعنی جنم کے ڈر سے عبادت ہو تو عبادت صحیح ہے۔ مگر خالص نہیں ہے۔ یہ تو اس کا فضل ہے۔ یہ تو اس کا کرم ہے کہ اس نے اسے صحیح قرار دیا۔ اس نے قبول کر لیا مگر خالص عبادت نہیں ہے یہ عبادت جنم کے ڈر سے عبادت اپنے نفس کی سلامتی کیلئے ہے اپنی حفاظت کیلئے ہے۔ اگر کسی ذریعے سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنم میں نہیں داخل کرے گا۔ تو یہ عبادت بھی نہیں کرے گا سمجھ رہے ہیں آپ۔ یہ عبادت بھی نہیں کرے گا۔ یقین ہو جائے کسی ذریعے سے کسی طریقے سے کہیں سے یہ معلوم ہو جائے کہ جناب اوھر سے برات نامہ دے دیا گیا ہے۔ نماز بھی نہیں پڑھے گا۔ روزے بھی نہیں رکھے گا اور بھی کوئی عبادت نہیں کرے گا۔ لیکن یہ عبادت یہ تو نوکروں کی سی عبادت ہے۔ جیسے بادشاہ کا نوکر ہے۔ بس کسی آدمی کا نوکر ہے۔ یہ خدمت کرتا ہے بادشاہ کی۔ سلطان کی خدمت کرتا ہے کیا اسے مستحق خدمت سمجھ کے

وہ اس لیے خدمت کرتا ہے کہ اگر میں خدمت نہیں کرتا تو اندیشہ ہے کسی نقصان کے پہنچنے کا۔ لہذا وہ ظاہری محنت کے دفعیہ کیلئے وہ خدمت کرتا ہے وہ خالص اسے مستحق خدمت سمجھ کر کہ یہ سلطان یا حاکم مستحق خدمت ہے۔ اس لیے خدمت نہیں کرتا وہ تو اپنے مفاد کیلئے اپنی حفاظت کیلئے یہ کرتا ہے۔ لہذا جہنم کے در سے جو عبادت ہو وہ عبادت اگرچہ صحیح ہے۔ وہ درست ہے بری الذمہ ہو جائے گا۔ اسے عذاب نہیں دیا جائے گا مگر وہ خالص عبادت نہیں ہے۔ لہذا اس طرح کی طمع میں لالچ میں حورو و غلمان کی لالچ میں جنت کی طمع میں عبادت۔ یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے یہ عبادت تو اپنے فائدے کیلئے ہے۔ اگر کہیں سے یہ معلوم ہو جائے کہ عبادت کریں یا نہ کریں بہر حال جنت ہمیں ملے گی تو وہ چھوڑ دے گا۔ وہ نماز کے قریب بھی کبھی نہیں جائے گا۔ روزے کے قریب بھی نہیں جائے گا۔ حج کے قریب نہیں جائے گا اور دوسری عبادتوں کے قریب بھیگے گا بھی نہیں۔ اگر علم ہو جائے کہ مجھ کو بغیر رحمت بغیر مشقت جنت مل جائے گی تو وہ کوئی عمل نہیں کرے گا۔ لہذا اس کی بھی یہ عبادت خالص نہیں ہے جنت کی طمع میں حورو و غلمان کی طمع میں انواع و اقسام کے میوؤں کی طمع میں لالچ میں عبادت یہ بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ صحیح ہے۔ خالص عبادت وہ ہے جو مستحق عبادت ہے لائق عبادت سمجھ کے عبادت کی جائے۔ صلوات لائق عبادت مستحق عبادت سمجھ کے اگر عبادت کی تو وہ ہے خالص عبادت۔ جو اللہ کا دین ہے جو وہ چاہتا ہے جو اسے پسند ہے جو وہ چاہتا ہے وہ خالص عبادت چاہتا ہے خالص دین چاہتا ہے لالچ میں تو ایسے ہو گی۔ جس طرح کوئی بڑے آدمی کی تعظیم حکرم کرے کسی مقصد کیلئے۔ بہر حال خلوص اور اخلاص کا مظاہرہ کرے۔ ہاتھ بھی چوم لے مصافحہ بھی کرے۔ کس لیے کوئی اپنا مقصد نکالنے کیلئے۔ اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے۔ کوئی مقصد ہے مثلاً

دیکھنے کیلئے کر رہا ہے تاکہ اس سے کوئی مقصد کوئی فائدہ حاصل کرنا ہے اس لئے وہ خدمت کر رہا ہے۔ یہاں بھی ایسے ہی جنت کی طمع میں عبادت کر رہا ہے۔ یاد رکھیے میں آپ کو دھوکا دے سکتا ہوں آپ کو دیکھنے کیلئے کر سکتا ہوں اپنا مطلب نکالنے کیلئے۔ آپ تو دھوکے میں آجائیں گے مگر وہ قادر مطلق جس پر کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ یعنی دل میں جو خیال آتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے۔ صلوات

لہ ما فی السموات وما فی الارض جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمینوں میں ہے سب کچھ اسی کا ہے وانی صدور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ خواہ تم اسے ظاہر کرو یا حسابکم باللہ اللہ اس کا حساب تم سے لے گا يعلم ما فی الارض وما یخرج منها وما ینزل من السماء ان اللہ لا یخف علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں ہے ہر شے کا علم ہے عالم بھا قبل ابتدائہا امیر المؤمنین کا ارشاد ہے وہ اشیاء کو خلق کرنے سے پہلے تمام اشیاء کو جانتا تھا اس سے کوئی شے مخفی نہیں نہ زمین میں کوئی شے اس سے پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں کوئی شے اس سے پوشیدہ ہے ہر شے کا اسے علم ہے۔ لہذا وہاں اگر دیکھنے کیلئے یا کسی اور مقصد کیلئے تو وہ اس کے علم میں ہے اگر ذرہ مشعل بھی عمل میں کہیں سے شاہد ہو وہ اپریشن کر کے نکال لے گا۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی تو خالص عبادت جو جنت کی طمع میں ہو وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ جہنم کے دُور سے وہ بھی خالص عبادت نہیں ہے۔ ریاء اور دیکھنے کیلئے یا سنانے کیلئے کوئی بھی عبادت خالص نہیں ہے خالص عبادت وہ ہے جو لائق عبادت سمجھ کے مستحق عبادت سمجھ کے کرے۔ یعنی مستحق عبادت سمجھ کے چاہئے جنت دے یا نہ دے۔ جہنم میں لے جائے یا نہ لے جائے وہ لائق

عبادت ہے - مستحق عبادت ہے - اس کی عبادت ہونا چاہئے - یہ ہے خالص عبادت صلوات۔

خالص عبادت یہ ہے لیکن کب اور کس وقت - یہ عبادت تابع ہے محبت کے خلوص خالص اور غیر خالص یہ موقوف ہے کس پر محبت کے اوپر - اس لئے کہ محبت کی خاصیت ہے یاد رکھئے محبت کی خاصیت ہے کہ محبت محب کو محبوب کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے - اگر محبت ہے تو یہ محبت اسے کھینچ کر لے جائے گی اور محب کو نہ اپنے فائدے کا خیال ہوتا ہے - محبت میں نہ ضرر کا خیال ہوتا ہے بلکہ خود اس کو اپنا خیال بھی نہیں رہتا محبت میں صلوات

یہ ایک ایسی چیز ہے کہ خود محب کو اپنا خیال نہیں رہتا کہ وہ کس عالم میں ہے - اس کے پیش نظر تو صرف محبوب ہے اس کی نظر صرف محبوب پر ہے اور کسی چیز پر اس کی نظر نہیں ہے مثل سے سمجھ لیجئے دیکھئے خداوند عالم نے اولاد کی محبت دی ہے والدین کو دیکھئے اولاد کی محبت میں ماں باپ کتنی زحمیں اٹھاتے ہیں کتنی تکلیفیں اٹھاتے ہیں - کتنی مشقتیں برداشت کرتے ہیں اولاد کی محبت میں - ماں کو دیکھئے بیٹے کی محبت میں ساری رات جاگ کر گزار دیتی ہے - باپ کتنی زحمیں کرتا ہے کیا کیا کرتا ہے اولاد کی محبت میں وہ آپ کے پیش نظر ہے - آپ انصاف سے بتلائیں کبھی بھی آپ کے دل میں ماں کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ اولاد آگے چل کے مجھے فائدہ پہنچائے یا مجھے نقصان پہنچائے گی - یہ کوئی خیال نہیں آتا وہاں تو صرف اس اولاد کا وجود مطلوب ہے - اس اولاد پر نظر ہے کہ وہ اولاد بچ جائے تمام تکلیفیں برداشت ہو رہی ہیں کبھی خیال نہیں آتا کہ کیا ہو رہا ہے - آئندہ چل

کے یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ اچھا سلوک کرے گا یا نہیں کرے گا یہ لڑکا کبھی خیال نہیں آتا۔ محبت میں اس طرح کا خیال نہیں آیا کرتا یاد رکھیے گا کہ جب اللہ کی محبت دل میں آکر رائج ہو جائے تو وہاں کبھی یہ خیال ہی نہیں آئے گا کہ وہ جنت میں لے جائے گا یا جہنم میں۔ وہ تو لائق عبادت سمجھ کے عبادت کرے گا اس لئے خیال ہی نہیں آئے گا دل میں وہ تو مستحق عبادت ہے۔ دل میں خیال ہی نہیں آتا کہ وہ جنت میں لے جائے یا جہنم میں یہ ہے محبت۔ محبت خدا اللہ کی محبت ایک بہت بڑا مرتبہ ہے جو میں آگے بتاؤں گا انشاء اللہ۔ یاد رکھیے گا کہ محبت قلبی صفت ہے یہ نام ہے کیفیت قلبی کیفیت کا نام ہے محبت قلبی صفت ہے لہذا اس میں شدت بھی ہے ضعف بھی ہے۔ محبت شدت اور ضعف دونوں سے متصف ہوتی ہے محبت کے درجات میں مراتب ہیں۔ ظاہر ہے آپ کے انبیاء کو جو اللہ سے محبت ہے ظاہر ہے کہ جو ہم گناہ گاروں کو جو محبت ہے انبیاء کو وہ ہم سے کہیں زیادہ ہے بلکہ اس محبت کا ہم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ نبیوں کو جو خدا سے محبت ہے آئمہ طاہرین کو جو خدا سے محبت ہے اس کا اندازہ لگایا نہیں جاسکتا کہ کتنی محبت ہے۔ جس طرح اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کہ اس کو ان سے کتنی محبت ہے۔ صلوات۔

یہ کوئی سمجھ نہیں سکتا لہذا خود مناجات میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ انت ربی کم احب تو میرا رب ہے ویسا جیسا میں دوست رکھتا ہوں فجعلنی کما تحب اور تو مجھ کو ایسا اپنا بندہ بنا لے جیسا تو دوست رکھتا ہے صلوات۔

یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہے جیسے ان کے درجات ان کے مقامات ان کے کمالات، فضائل و مناقب ان کا اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے اسی طرح اس محبت کا۔ ہاں ہم گناہ گاروں کی محبت کا اس کے کچھ علامت میں اس کے کچھ آثار ہیں۔ صفات ہیں ان کے ذریعے سے ہم

سمجھ سکتے ہیں۔ اگر وہ علامہ ہم میں پائے جاتے ہیں تو سمجھ لیجئے ہم سے محبت ہے اور اگر وہ علامہ نہیں ہیں تو محبت نہیں۔

تو اگر واقعی اللہ کی محبت ہوگی اگر یہ محبت خدا ہے تو وہاں کوئی سوال ہی نہیں ہے نہ طمع ہے نہ خوف ہے جہاں محبت نہیں ہوگی وہاں یا جنت کی طمع میں یا جہنم کے خوف سے تمام عالم امکان میں آپ جائزہ لیں نظر ڈالیں کہیں خالص عبادت آپ کو نہیں ملے گی خالص عبادت کہاں ملے گی۔ آپ جائزہ لیں تو عبادت جنت کی طمع میں ہوگی یا جہنم کے خوف سے ہوگی یا ریاء یا کوئی اور مقصد ہو گا۔ خالص عبادت آپ کو نہیں ملے گی لیکن میں آپ کو بتاؤں میرے علم میں ہے میں جانتا ہوں 14 مقامات ہیں جہاں آپ کو خالص عبادت ملے گی وہ ہیں محمد آل محمد صلوات۔

خالص عبادت کہاں ملے گی صرف محمد و آل محمد کے پاس تشدد میں آپ پڑھتے ہیں اشہدان لا الہ الا للہ وحده لا شریک لہ واشہد ان محمدًا میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد ہیں و رسولہ اور اس کے رسول ہیں مرتبہ عبودیت کو سمجھیں۔ رسالت سے پہلے ذکر فرمایا معراج پر جب بلایا ہے۔ براق سواری بھیج کر۔ جب اپنے حبیب کو بلایا ہے یہ نہیں کہا کہ میں اپنے حبیب کو بلا رہا ہوں۔ اس لفظ عبد کو استعمال فرمایا سبحان الذی اسری بعبده لیلا صلوات۔

عبودیت سے یہ کہیں آپ کو نہیں ملے گا یہ مناجات ہیں صرف آل محمد کے سر اللہ فی العالمین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کا ارشاد گرامی ہے الہی ما عبدتک فی جنتک ولا خوفا من نارک بل وجدتک ہلا للعدۃ فعبادت میرے معبود میں جنت کی طمع میں تیری عبادت نہیں کرتا جہنم کے خوف سے تیری

عبادت نہیں کرتا بل وجد تک اہل اللعبادہ مجھ کو جنت اور جہنم سے کیا مطلب ہے میں نے تجھ کو لائق عبادت پایا ہے مستحق عبادت پایا اس لیے میں تیری عبادت کرتا ہوں صلوات۔

تو خالص عبادت اس کا مطلب یہ ہوا کہ نجات صرف محمد و آل محمد کیلئے ہے۔ نجات ان کیلئے کیوں اس لیے کہ اس نے خلقت کی غرض ہی بتلایا۔ ما خلفت الجن والانس الا یعبدون جن اور انس کو عبادت کے لیے خلق کیا اور عبادت کیسی چاہئے فعبد اللہ مخلصین لہ الدین خالص عبادت مطلوب ہے تو خالص عبادت کیس نہیں سوائے محمد و آل محمد کے۔ تو نجات صرف محمد و آل محمد کے لیے اور ان کے علاوہ کسی کے لیے نجات نہیں ہے۔ بیان سے معلوم ہوا لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے کہ محمد و آل محمد کے علاوہ اور اپنے بندوں کو جنت میں لے جائے۔ ان کی نجات چاہتا ہے۔ تو اس نے کیا کیا۔ جہاں خالص عبادت تھی۔ ان ہی میں سے جن کے پاس خالص عبادت تھی۔ ان کی روح اور نفس اور جان کو اس نے خرید لیا۔ صلوات۔

وہ لے جانا چاہ رہا ہے اس نے خریدا محمد و آل محمد میں سے کہ جہاں خالص عبادت ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ذریعہ ہونا چاہئے اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی تھی۔ نجات کی۔ محمد و آل محمد کے علاوہ غیر محمد و آل محمد کے کوئی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہو سکتی تھی کہ جو خالق ارض و سماء نے تدبیر نکال۔ محمد و آل محمد کی جان نفس روح اس نے خریدا ان اللہ اشتري من المومنین انفسهم یہ آیت ہے اگر آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو کم سے کم جیسے چاہئے میں طالب علم ہوں اپنی جہالت دور کرنے کے لئے آج بھی موٹی کے دربار میں ایک علی کے پاس سے دوسرے علی کے پاس ہوں۔

سمجھ رہے ہیں آپ میں کئی کئی گھنٹے کے حساب سے اس کے اوپر تین چار عشرے پڑھ سکتا ہوں تو آپ بتائیں جب سمجھ جیسا جاہل طالب علم چار عشرے پڑھ سکتا ہے تو وہاں کے علماء جو عالم دین ہیں جن کے پاس علم ہے۔ صلوات۔

اشتری لفظوں کے معنی سمجھ لیجئے آپ ان اللہ اشتری من المؤمنین ان عربی زبان میں حرف مشبہ بالفعل یقیناً دیکھئے اللہ کے اور بھی بہت سے نام ہیں یہ نہیں کہا ان الرحمن ان الرحیم بلکہ کہا اللہ اسم ذات ہے۔ اللہ یعنی وہ ذات کہ جس کی طرف کل مخلوق جب ہر طرف اسباب ختم ہو جائیں۔ جس کی طرف خود مخلوق متوجہ ہوتی ہے وہ ہے اللہ ان اللہ یعنی جامع جمیع صفات مکملہ کسی بھی صفت مکمل کو اس سے سلب نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی صفت نقص کی طرف اس کی نسبت دی جاسکے۔ دیکھئے خریدنے والا کون بے عیب ذات ان اللہ یقیناً اللہ نے اشتری یہ فعل ماضی ہے اس نے خریدا یہ کب خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے خریدا یعنی قرآن نازل نہیں ہوا۔ ان اللہ اشتری اور بعثت رسول سے پہلے اللہ نے خریدا کس سے خریدا من المؤمنین کب خریدا کوئی ذکر نہیں ہے بلاواسطہ خریدا یا بلاواسطہ خریدا اجرائیل کے توسط سے خریدا یا جبرائیل کے پیدا ہونے سے پہلے خریدا ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم یقیناً اللہ نے خریدا من المؤمنین مومنین سے خریدا کیا چیز خریدی انفسہم ان کی جانوں کو خریدا واموالہم اور ان کے مالوں کو خریدا۔ صلوات۔

یہ گری جو آپ تھوڑی دیر کو برداشت کریں گے یاد رکھیے اتنی ہی قیامت کی گرمی دور ہوگی وہاں کی گرمی انشاء اللہ اس سے نجات حاصل ہوگی۔ جتنی دیر آپ بیٹھے رہیں گے آپ یہ نہ سمجھئے میں نے ویسے ہی کہہ دیا۔ خطابت ہے، خطابت وغیرہ نہیں ہے میرے

سانے جب تک ممبر ہوں۔ میں سمجھتا ہوں یہ معصوم کافرین ہے تو قرآن اور اہل بیت سے ہٹ کر میں کوئی بات نہیں کہتا صلوات۔

ان اللہ اشترى من المومنین انفسهم مومنین سے خریدا کیا چیز انفسہم انفس جمع ہے نفس کی۔ ان کے نفسوں کو خریدا اور کیا چیز واموالہم اور ان کے مالوں کو خریدا سب لے لیا۔ دیا کیا اس کے بدلے میں جب خریدا ہے کس قیمت میں خریدا ہے بان لہم الجنہ یہ عوض اس بدلے میں کہ ان کیلئے جنت قرار دی ہے۔ دیکھئے یہ لام ہے یاد رکھیے لام لتملیک ملکیت کیلئے آتا ہے۔ بان لہم الجنہ کیوں جناب جب آپ کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس چیز کے آپ مالک ہوتے ہیں۔ اور اس قیمت کا مالک کون ہوتا ہے صاحب بیچنے والا۔ ان کی جانوں کا مالک کون خدا اور جنت جو قیمت ہے اس کے بدلے میں اس کے مالک یہ ہیں۔ عربی میں ہے بان لہم الجنہ ان کے لئے جنت ہے اللہ لڑید کیا معنی ہوا۔ مل زید کی ملک ہے لام لتملیک مالک بنانے کیلئے بان لہم الجنہ اللہ نے ان کے کیلئے بدلے میں کیا دیا ہے۔ جنت دی۔ تو یہ اب مالک ہیں اللہ نے اس کے بدلے میں ان کی جانوں کو خریدا مل کو خریدا تو جنت کس کی ملک ان کی ملک ہے اور مالوں کا اور جانوں کا مالک اللہ جنت میں جانا چاہ رہے ہیں مل۔ اب جنت جن کی ملکیت ہے جن کو چاہئے جنت دے جن کا مل ہے صلوات۔

مالک تو یہ ہیں قرآن کہہ رہا ہے عربی زبان ہے مالک کسے کہتے ہیں۔ جس کو اس نے تعارف کا حق دے دیا ہے۔ اب یہ جنت ہے پورا تعارف کا حق کس کو ہے محمد و آل محمد بھی نہیں ہیں یاد رکھیے گا پورا حق کس کو ہے یہ بتانا چاہتا ہوں مومنین وہ کونے مومنین ہیں۔ جن سے اللہ نے ان کے جان و مال کو لیا مومنین سے مراد کونے مومنین۔ ان کی علامتیں

جائیں ایسی آیت میں ان کی علامتیں بیان کیں ان کی پہلی علامت کہ یقاتلون فی سبیل اللہ یہ فعل مضارع ہے۔ اللہ کی راہ میں وہ لڑیں گے۔ جن مومنین سے ان کے نفسوں کو اور مال کو خریدا ہے ان کی ایک صفت یہ ہے یقاتلون فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں وہ لڑیں گے۔ کب پیغمبر کے معبود ہونے کے بعد۔ یہ لڑیں گے جہاد کریں گے قتل کریں گے۔ منافقین کو قتل کریں گے۔ فیتنوں وہ قتل کریں گے دوسری صفت اور تیسری صفت کہ۔ قتلوں اور پھر اللہ ہی کی راہ میں میدان جنگ میں قتل ہو جائیں گے۔ یہ تین صفتیں ہیں اللہ کیلئے لڑیں گے اللہ کی راہ میں قتل کریں گے اور اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں گے۔ اب آپ دیکھیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ان میں سے کوئی بھی اس آیت کا مصداق نہیں ہے۔ اولاً تو انبیاء میں اکثر نبی مشرورہ ہیں کہ جنہیں موقع ہی نہیں ملا۔ لڑنے کا جہاد کرنے کا اور جو لڑے تو وہ میدان جنگ میں قتل نہیں ہوئے۔ تو خاتم النبیین بھی نہیں ہوئے۔ خاتم النبیین نے جہاد کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے جہاد کیا کفار مشرکین منافقین مگر میدان جنگ میں خاتم النبیین قتل نہیں ہوئے۔ امیر المومنین بھی نہیں امیر المومنین نے جہاد کیا۔ مگر امیر المومنین میدان جنگ میں نہیں۔ اللہ کی راہ میں جنگ میں نہیں قتل ہوئے لہذا اس آیت کا مصداق امیر المومنین بھی نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ اللہ کی راہ میں مسجد میں شہید ہوئے۔ امام حسن وہ بھی نہیں۔ انہیں ملا موقع لڑنے کا۔ امام زین العابدین بھی نہیں ہیں۔ امام محمد باقر بھی نہیں ہیں۔ یہ تمام آئمہ کوئی بھی نہیں ہیں۔ جو میدان میں لڑے مگر میدان جنگ میں شہید نہیں ہوئے یہ آیت مخصوص ہے حسین اور اصحاب حسین علیہ السلام کے ساتھ... سمجھ رہے ہیں آپ۔ یہ آیت حسین اور اصحاب حسین کے ساتھ مخصوص ہے اور مجلسوں میں بتلاؤں گا آپ کو۔ تو جنت کا مالک کون..... جنت کس

کی ملکیت ہے یہ حسین کی ملکیت ہے۔ جنت کے مالک حسین ہیں توجہ خرید اللہ نے تاکہ جو حسین سے متمسک ہو جائے۔ ایک بات عرض کرنا چاہ رہا ہوں غور سے سنئے گا۔ اب وقت نہیں دیکھئے خالص عبادت اللہ چاہتا ہے خالص دین، خالص عمل، خالص عبادت، خالص عمل، نماز عبادات میں بہت اہم عبادت ہے۔ کسی حالت میں ساقط نہیں ہے۔ لیکن دو رکعت نماز کوئی خالص پڑھے۔ تو وہ لوہے کا چننا چبانا ہے نماز پڑھے گا۔ کبھی وہ بازار میں ہو گا۔ سارے وہ خیالات جو کبھی نہیں آتے وہ سارے نماز میں آئیں گے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ عبادت نماز پڑھی اور خیالات آگئے۔ خالص عبادت جس میں کوئی نہ جنت کی طمع نہ جہنم کا ڈر اور نہ ریاء۔ کوئی عبادت وہ ہے حسین مظلوم پر گریہ اس گریہ میں کچھ نہیں۔ یہاں سامنے مصیبت۔ سامنے کیا ہوتی ہے۔ رونے والے کے یہ مصیبت سناتا جاتا ہے اس لیے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا من ذکر مصائبنا امام فرماتے ہیں جو ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور ان مصائب کو یاد کر کے جو مصائب ہم پر پڑے جو مظالم ہم پر ہوئے روئے وہی تو کان معنافی در جتنا یوم القیامہ تو وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہو گا۔ آپ نے مطلب نہیں سمجھا کیا مطلب ہے سامنے کی چیز ہے نور کی خاصیت ہے۔ یہ نور جس کا ہو چراغ کا نور۔ چراغ کے ساتھ ہو گا چراغ مکن میں ہو گا تو اس کا نور بھی اور اگر کمرے میں چراغ کو لے جائیں تو نور اس کے ساتھ ساتھ۔ آفتاب جب نکلے گا تو اس کا نور بھی ہو گا۔ غروب تک۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ آفتاب نکلا ہو اور نور نہ ہو۔ کبھی ایسا ہوا یا آفتاب غروب کر گیا اور نور باقی ہو۔ وہ نور ساتھ جائے گا۔ ایک حدیث پڑھے دیتا ہوں۔ معصوم نے فرمایا کہ شیعہ کو شیعہ کیوں کہتے ہیں انما سمیت شیعہ شیعہ شیعہ کو شیعہ کیوں کہتے ہیں کہ یہ ہماری متابعت کرتے ہیں۔ ہماری مشابہت

کرتے ہیں۔ ہمارے بچے بچے آتے رہتے ہیں خلقِ امان شمعِ نورِ نایہ ہماری نور کی شمع سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو بتائیے جہلِ شمع ہوگی وہاں یہ ہوں گے۔ تو جہل یہ ہوں گے کانِ معافی درجائتا یہ صفت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کا تہہ ہے حضرت نے فرمایا کہ من ذکر مصائبنا و بکی و ابکی لم تبک عینہ یوم تبک العیون جو ہماری مصیبتوں کو بیان کرے اور خود روئے اور دوسروں کو رولائے تو کیا ہوگا لم تبک جس دن ساری آنکھیں رو رہی ہوں گی اس دن اس کی آنکھ نہیں روئے گی کل عین باکیہ یوم القیامہ الا عین بکت علی الحسین فانہا ضاحکہ مستبشرة بنعیم الحنہ ہر آنکھ روز قیامت کے دن گریہ کرے گی سوائے اس آنکھ کے جو دنیا میں امام حسین پر روئی ہے۔ وہاں یہ خوشحال ہوگی۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا من جلس مجلسا یوحی فی امر و نالہ یمت قلبہ یوم تموت القلوب اور جو اس مجلس میں بیٹھے جس مجلس میں ہمارے اوامر بیان کیے جاتے ہیں تو اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن دل مردہ ہوں گے۔ یعنی جس مجلس میں ہمارے اوامر زندہ کیئے جاتے ہیں وہاں اسے آبِ حیات پلا دیا جاتا ہے۔ اوامر سے کیا مراد ہے۔ اوامر کیا ہیں۔ اس کی شرح جو بیان کی گئی ہے وہ تین چیزیں ہیں مسائل شرعیہ۔ اوامر آئمہ سے مراد یعنی آئمہ طاہرین کے اوامر سے مراد مسائل شرعیہ۔ دین کے مسائل، مسائل دین دو قسموں میں منقسم ہیں ایک کا نام ہے اصول یعنی وہ بنیادی عقائد جن کو مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ توحید ہے، ہدھل ہے نبوت ہے، اہمیت ہے قیامت ہے اس کے بعد فروع دین۔ مسائل شرعیہ دوسرے فضائلِ معصومین اور تیسرے مصائبِ معصومین تو جس منبر پر یہ تینوں چیزیں بیان ہوں وہ ہے منبر اور جو منبر ان تینوں سے خالی ہو تو وہ منبر نہیں ہے۔ وہ ہے

کھڑی۔ جیسے امام زین العابدین علیہ السلام دیکھتے منبر پر آنے والے کا یہ فریضہ ہے۔ یہ تینوں چیزیں بیان ہونا چاہئیں۔ مسائل دین، توحید، اصول و فروع فضائل و مصائب امام نے کیا فرمایا تھا ایک موقع پر ویلک ایہا الخاطب اشتریت صرصات المخلوق بسخت الخلق فتبوا مقعدک من النار آپ نے فرمایا تو نے اللہ کی ناراضگی کے بدلے میں مخلوق کی خوشی کو خریدا تو نے ان کو خوش کیا اللہ کو ناراض کیا تو اپنی جگہ جہنم میں ڈھونڈ لے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں تیری جگہ جہنم میں ریزرو Reserve ہو گی۔ اس کے بعد امام فرماتے ہیں یزید سے اے یزید اتا زن لی حتی اصعد علی ہذہ العاود ما تکلم بکلام اللہ فیہ رضا و لہو لاء الجولسافیہ اجر و ثواب امام فرما رہے ہیں۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ گلے میں خار دار طوق ہے اور خطیب کو ٹوک دیا۔ آپ نے یزید سے فرمایا اے یزید اجازت دیتا ہے تو مجھ کو کہ میں ان کھڑیوں پر چڑھ کے کچھ تقریر کروں ہنہ العاود عود کی جمع ہے اے منبر نہیں کہتے جو خالی ہو ان تین چیزوں سے وہ کھڑی ہے منبر نہیں ہے اور جس پر یہ چیزیں بیان ہوں وہ چاہے کجاء کیوں نہ ہو وہ منبر ہے صلوات۔

حضرت نے فرمایا کہ میں ان کھڑیوں پر چڑھ کے تقریر کروں ایسی کہ جس میں اللہ کی رضا اور یہ جو سامعین بیٹھے ہوئے ہیں ان کیلئے اس بیٹھنے کا اجر اور سننے کا ثواب ہو۔ تو معلوم ہوا کہ کچھ بیان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ نہ سامعین کو اجر ملتا ہے اور نہ اللہ خوش ہوتا ہے۔ معصوم جیسے چاہتے ہیں اگر عمل ہوا ہوتا تو آج جو بہت سی مشکلیں آپ کے سامنے آ رہی ہیں ان میں سے کوئی مشکل نہ آتی صلوات۔

اگر یہ کلام معصوم پر آپ اترتے کیا بیان ہونا چاہئے۔ حضرت کا قول ہے کہ ایک دور

ایسا آئے گا آخری زمانے میں قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک علامت حضرت نے بتلائی ہے وقود الصبیان علی المنابر منبر پر بچے بیٹھیں گے۔ بچوں سے مراد یعنی بچے عقل کے لحاظ سے بچے۔ تجربے کے لحاظ سے بچے ہوں گے۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ منبر پر کیا بیان ہونا چاہئے۔ ایسے لوگ آئیں گے اس کے اثرات کیا ہیں منبر پر بچے آئیں گے جو اس جگہ کے اہل نہیں ہوں گے۔ وہ آئیں گے منبر پر الحمد للہ ابھی تو کوئی نا اہل نہیں آ رہا ہے۔ منبر پر مگر جب حضرت نے بتلایا ہے تو وہ دور بھی آئے گا صلوات۔

تو میں نے عرض کیا خالص عمل جن مجلسوں کو امام دوست رکھتے ہیں وہ بھی سن لیجئے ایک حدیث الہی میں ہے حضرت مہدی علیہ السلام سے فرما رہے ہیں اے فضیل اتجلسوا وتحدثوا فضیل کیا تم لوگ بیٹھے ہو اور ہماری حدیثیں بیان کرتے ہو مجلسوں میں قال نعم فضیل نے کہا مولیٰ جعلت فداک ہم آپ پر قربان ہو جائیں ہم بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان تلک المجالس احبھا میں ان مجلسوں کو دوست رکھتا ہوں جن میں ہمارے کلام بیان ہوتے ہیں۔ یہ معصوم کا کلام ہے یہ دل میں اتر جائے گا لیکن افسوس ہے کہ اب معصوم کا کلام بیان ہی نہیں ہوتا آج منبر سے خطیب بولتا ہے معصوم نہیں بولتا قرآن نہیں بولتا اس کے بعد کہا اے فضیل ہمارے اوامر زندہ کرتے رہنا اس کے بعد دعا کی رحم اللہ من احی امرنا خدا رحمت نازل کرے ان لوگوں پر جو ہمارے اوامر زندہ کرتے ہیں اس کے بعد امام فرماتے ہیں۔ اے فضیل من ذکرنا جو ہمارے ذکر کرے اور روئے ہمارے مصائب یاد کرے۔ اگر کبھی کے پر کے برابر بھی اس کی آنکھوں سے ہماری مصیبت کو یاد کر کے آنسو نکل آئیں تو اللہ اس کے سارے گناہوں کو

بخش رہا ہے۔ آپ معمول نہ سمجھئے گا ایسے عزاداری کے نکتے کی بات سمجھ لیجئے نوافل نماز، نوافل صبح، مغرب، عشاء یہ نوافل کس لیے ہیں اگر واجب نمازوں میں کوئی کسر رہ جائے تو یہ نوافل سے پوری کر دی جاتی ہے۔ یہ امام حسین پر رونا یہ آپ جانتے ہیں کہ تمام عبادات جہاں جہاں محبوبوں میں کسر رہ جائے گی اس کے ذریعے سے پوری کر دی جائے گی۔ اور یہ صرف آپ ہی نہیں معلوم ہے آپ کو ذرا دل کے کٹھن کو کھولیں آپ دیکھیں ذرا شمع کی طرف آپ اپنے دل کے کٹھن کو لگائیں وہاں سے کسی کے رونے کی آواز آرہی ہے۔ اللہ اکبر مجلس میں رونے کی آواز آرہی ہے۔ کربلا سے رونے کی آواز آرہی ہے۔ اور امام عصر علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرجہ خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ خالص عبادت یہ گریہ ہے۔ اس میں کوئی شائبہ نہیں ہے۔ رونے والوں کی نظروں کے سامنے وہ تو حسین کو مستحق گریہ سمجھ کر رو رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حسین مستحق گریہ ہیں۔ جنت نہ ملے جہنم اسے کوئی فائدہ نہ ہو۔ حسین مستحق گریہ ہیں اس لیے حسین نے فرمایا تھا انا قتیل البراء میں کشت گریہ و جفا ہوں آدم کے سامنے ذکر آگیا آدم رونے لگے۔

کچھ نام ایسے ہیں جو رقت خیز ہیں جن سے دل پر چوٹ پڑتی ہے۔ میں نام لوں آپ کے سامنے جس سے دل پر چوٹ خود بخود پڑے۔ تو سمجھ لیجئے مسی نے خود کتنی مصیبتیں اٹھائی ہوں کتنے مظالم اٹھائے ہوں گے نام لیتا ہوں میں کربلا — آپ نہیں سمجھ کر کربلا جب علی کی بیٹی زینب نے سنا کہ حسین کا گھوڑا رک گیا پوچھا اس کا کیا نام ہے کہا نیرا کہا کوئی دوسرا نام کہا اسے غلوریہ کہتے ہیں۔ کہا کوئی اور نام کہا ارض کرب و بلا سب سے پہلے حسین گھوڑے سے اترے اس کے بعد جب خیمہ نصب ہوا تو حسین نے زینب کو اتارا اور خیمے میں زینب کو لے گئے۔ جب خیمے میں علی کی بیٹی وارد ہوئی پوچھا بھیا سے کونسی زمین ہے

جب سے میں نے اس پر قدم رکھا ہے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے کوئی غم نہ دے رونے اور رولانے والوں میں شمار کرے یہ صحابہ برابر نہیں ہیں۔ زخمی ہونے کے اعتبار سے آپ کہیں کہ زخمی ہونے کے اعتبار سے سب برابر ہیں جی نہیں یہ سب برابر نہیں ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو تکواریوں سے کمرے ٹکڑے کر دیئے گئے معلوم ہے وہ کونسا شہید ہے وہ لیلیٰ کا چاند۔۔ حسین کا جوان بیٹا علی اکبر اجر کم علی اللہ اور ان ہی شہدا میں ایک شہید وہ ہے کہ جس کی لاش گھوڑوں کے ٹاپوں سے پائل ہو گی بتاؤں وہ کون سا شہید وہ حسن کی یادگار حسین کا بھتیجا قاسم اجر کم علی اللہ آپ کو ہر ایک پر روتا ہے۔ دیکھئے ان میں سے ہر ایک پر رونے کا عنوان الگ الگ ہونا چاہئے ان ہی شہدا میں ایک شہید وہ ہے کہ جیسے حسین نے شہادت کے بعد فوراً "دفن کر دیا آپ تیار ہیں نام لوں کون ارے وہ رباب کا پارہ جگر علی اصغر اجر کم علی اللہ رباب کو علم ہوا کہ میرا پارہ جگر علی اصغر تیرے شبہ کا نشانہ بنا دیا گیا اور حسین نے دفن کر دیا تو رباب خیمے سے نکلی اور جہاں کوئی بلندی نظر آئی تو قبر علی اصغر سمجھ کر اپنے کو اس پر گرا دیا اور کیا زبان پر ہے امثلک ینحدر بیٹا تجھ جیسا بچہ بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ اجر کم علی اللہ جعلکم اللہ من الباکین خدا آپ سب کو رونے اور رولانے والوں میں قرار دے 70 مقامات پر رباب نے اپنے آپ کو گرایا ہے۔ بتاؤں ان ہی شہدا میں ایک شہید ہے دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے کہ علی کی بیٹی زینب نے جب وہ شہید وارد سر زمین کر لیا ہوا تو علی کی بیٹی نے سلام کھلوا یا کس کے ذریعے سے۔ فغہ کے ذریعے سے اور جب فغہ نے سلام کو نقل کیا ہے تو جانتے ہیں علی کی بیٹی کے سلام کا جواب کون وہ حبیب ابن مظاہر علی کی بیٹی کے سلام کا جواب حبیب نے کیسے دیا جس وقت فغہ نے آکر کہا ہے کہ علی کی بیٹی نے سلام کہا

ہے آپ یقین مانئے حبیب نے منہ پر تلمچے مارنا شروع کیئے اور زمین سے خاک اٹھا اٹھا کر سر پر ڈالنا شروع کی ہائے اختلاف زمانہ۔۔۔ اجرم کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں رولائے ان میں ہر ایک پر رونے کیلئے ضروری ہے کہ اس طرح سے رویئے دیکھیے اصحاب پر اس طرح سے رویئے جیسے حسین کے اہل بیت روتے تھے حسین کے جوان بیٹے پر روتا ہے تو کیسے رونا چاہئے جسے لیلہ روتی تھی۔ وہ اکبر اور عباس کو یوں رویئے جیسے ام کلثوم اور حسین پر کیسے جیسے زینب ہلال کتا ہے کہ لا انسی زینب بنت علی کہ میں علی کی بیٹی کا ترہنہ بھول نہیں سکتا وہ بلند آواز سے حسین پر ندبہ کرتی تھی جب قتل گاہ میں وارد ہوئی ہیں دیکھا ایک لاش منہ کے بل پڑی ہے اور تیروں سے چھلٹی ہے۔ پہلی نظر میں زینب نے نہیں پہچانا کہ یہ میرے بھائی کی لاش ہے نظر جی ہوئی تھی دفعتاً دیکھا زینب نے کہ فرات کی طرف سے دو کبوتر آئے ان کی منقاروں میں پانی ہے وہ آئے اور کئی ہوئی گردن پر پانی بہایا اور فرات کی طرف چلے گئے۔ اب زینب متوجہ ہوئی کہا یہ تو میرے بھائی کی لاش ہے۔ تعجب سے کہتی اے انت انحی کیا تو ہی میرا بھائی ہے۔ کیا تو ہی میرا بھائی ہے اسلام علی المظلوم من القضاء سلام ہو اس مظلوم پر جو پس پشت گردن سے زنج کر دیا گیا۔ یوں رویئے حسین پر جیسے امام زین العابدین رویا کرتے تھے امام علی رضا علیہ السلام جب کوئی ان کے پاس آتا تھا تو امام فرماتے تھے ابن شیبہ آگئے تو کہا ابن شیبہ جب تمہارا موڈ کبھی رونے کا ہو۔ دل چاہے رونے کو۔ تو میرے جد امجد حسین علیہ السلام پر رونا کیوں فائدہ ذبح کما یزبح الکبش اس لیے کہ میرے مظلوم حسین اس طرح ذبح کر دیئے گئے جیسے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے آپ مطلب نہیں سمجھ۔ اگر امام کے کلام کا مطلب آپ سمجھ لیتے تو آپ کبھی خاموش نہ رہتے اچھا اب رونا نہ آئے تو نہ رویئے گا

لیکن مطلب سمجھ لیجئے امام کے کلام کا کہ اس طرح ذبح کر دیئے گئے جیسے جانور ذبح کر دیا جاتا ہے مطلب سمجھئے امام کیا کہتا چاہ رہے ہیں آپ کو بھی اتفاق ہوا ہو گا دیکھیے جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے دیکھنے والے دیکھتے ہیں گزر جاتے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ تم کیوں ذبح کر رہے ہو۔ کہا اس طرح سے فرزند فاطمہ ذبح ہو رہا تھا اور سب کھڑے دیکھ رہے ہیں کوئی نہیں کہتا ارے فرزندے زہرا کو کیوں ذبح کر رہے ہو انا اللہ وانا الیہ راجعون

jabir.abbas@yahoo.com

مجلس دوم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة الخ
 کل کی مجلس میں عرض کیا تھا کہ خداوند رحمن و رحیم خداوند زمین و آسمان اپنے
 بندوں سے خالص دین چاہتا ہے وہ دین جو خالص نہیں ہے وہ اللہ کا دین نہیں الا للہ
 الدین الخالص آگاہ ہو جاؤ خبردار خالص دین اللہ کا ہے اور غیر خالص وہ دین اللہ کا نہیں
 ہے۔ وہ خالص دین چاہتا ہے اور یہ بھی کل میں نے اجمالاً بتایا تھا کہ غلوں اور
 اخلاص دین خالص یعنی عبادت اللہ چاہتا ہے خالص ہونا یا خالص نہ ہونا یہ موقف ہے
 محبت پر اور عدم محبت پر محبت غلوں اور خالص کے معنی بھی بتلایا تھا کہ دین خالص کے
 معنی کیا ہیں دین خالص یعنی خالص عبادت یعنی جو اخلاص اور غلوں سے کی جائے یہ بھی
 بتلایا تھا کہ جنت کی طمع میں جنت کی خواہش میں جنت کے خیال سے عبادت کی جائے تو وہ
 بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ وہ عبادت صحیح ہے باطل نہیں۔ جو جنت کی طمع میں ہو وہ
 بھی صحیح ہے اس کا بھی اجر ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جنت ملے گی اگرچہ آپ جنت
 کے ارادے سے کیجئے مگر وہ خالص عبادت نہیں ہے ہککنا اس طرح بنم کے ڈر سے وہ
 بھی خالص عبادت نہیں ہے اگرچہ وہ بھی صحیح ہے اس پر بھی اثر مرتب ہو گا۔ ثواب ملے
 گا۔ لیکن وہ عبادت جو باقصد ریاء ہو دیکھانے کیلئے ریاء کے ارادے سے قصد ہو دیکھانے کا
 کہ لوگ سنیں گے اور کہیں گے کہ بڑا مقدس ہے اس ارادے سے اس خیال سے سنیں کہ
 لوگ بڑا نمازی ہے بڑا مقدس ہے بڑا عبادت گزار ہے اس نیت سے عبادت کرے۔

ایک غلط فہمی ہے انسان جو کچھ کرتا ہے اس کے علم میں ہے اس کو اپنے سارے اعمال
 و انفعال کا علم ہوتا ہے اس کے سامنے ہے لیکن پھر بھی اپنے کو مقدس سمجھتا ہے کیوں اس

لیئے کہ لوگ اسے اچھا کہتے ہیں لوگوں کے اچھا کہنے کی وجہ سے وہ بھی اپنے بارے میں یہ عقیدہ یہ غلط فہمی رکھتا ہے۔ ایک مثل سے سمجھا دوں یہ ٹائی کی زوجہ کو ٹائن کہتے ہیں یہ محسن خانہ سے گزر رہی تھی کہ دیکھا کہ بیگم صاحبہ ٹانگ سے ننھ اتار کر منہ دھو رہی ہیں یہ رسم ہے ننھ کب اتارتے ہیں جب بیوہ ہو جائیں بیوہ ہوتے ہیں تو ننھ اتار دیتے ہیں۔ یہ ٹائن نے دیکھا کہ وہ منہ دھو رہی تھیں وہ دوڑ کر اپنے شوہر ٹائی کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ یہاں اطمینان سے تشریف فرما ہیں جلدی صاحب کو خبر کر دیجئے کہ ان کی بیگم بیوہ ہو گئی میں نے دیکھا کہ انہوں نے ننھ اتار دی ہے یہ ٹائی دوڑ کر آیا کہ صاحب آپ یہاں اطمینان سے تشریف فرما ہیں۔ خوشی مٹا رہے ہیں وہ آپ کی بیگم بیوہ ہو گئیں۔ یہ سن کر اب رونا شروع کیا احباب دوست جمع ہو گئے گریہ کا سبب کہنے لگے بیگم بیوہ ہو گئی کہا ابھی آپ زندہ ہیں بیوہ کیسے ہو گئیں۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں زندہ ہوں۔ لیکن یہ خبر دینے والا یہ بیان کرنے والا ٹائی یہ بڑا معتبر ہے۔ میں اسے کیسے جھٹلا سکتا ہوں بالکل وہی حالت ہماری ہے سارے اعمال ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں کہ ہم نے کیا کیا گل کھلائے ہیں اپنی زندگی میں لیکن لوگ چونکہ ہمیں اچھا سمجھتے ہیں اس لیے میں مقدس ہوں صلوات

ہر شخص کو اپنے اعمال و افعال کا علم ہے وہ جانتا ہے، سمجھتا ہے، لیکن غلط فہمی میں لوگوں کے کہنے سے۔ دیکھانے کیلئے کہ لوگ سنیں گے یہ بھی شرک خفی ہے۔ قیامت کے روز جو اس نیت سے اس ارادے سے اس قصد سے کوئی بھی عبادت کرے دیکھانے کیلئے تو قیامت کے روز اس سے کہا جائے گا کہ جس کو دیکھانے کیلئے تم نے عبادت کی تھی اسی سے اس کا اجر لے لو۔ بہر حال یہ ریاء یا سمعہ کہ لوگ سنیں گے کہ بڑا مقدس ہے تو ریاء اور سمعہ یا خوف یا طمع یہ کب اور کس وقت یہ امور اس وقت جب محبت نہ ہو۔ محبت

میں اس قسم کا کوئی خیال نہیں آتا۔ والدین کو اللہ نے اولاد کی محبت دی ہے۔ تمنا میں میں بیٹھی ہوتی ہے کسی نے آکر خبر دی کہ لڑکے کا ایکسڈنٹ (Accident) ہو گیا۔ مر گیا وہاں کوئی نہیں ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی وہ روئے گی جتنے کی۔ دیکھیں کبھی بھی اس کے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا کہ اسے روتے ہوئے کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ وہ کتنی مریاں میں ہے۔ بیٹے کے مرنے پر کس طرح سے رو رہی ہے اپنے کپڑے پھاڑ رہی ہے کوئی ہو یا نہ ہو وہ روئے گی وہاں اس طرح کا خیال آتا ہے جہاں ریا یا سحر ہو۔ محبت میں اس طرح کا کوئی خیال نہیں آتا صلوات۔

یہ زور کیوں دیا گیا اللہ کی محبت پر جب محبت ہو گی تو عمل بھی خالص ہو گا۔ محبت ہو گی تو عبادت بھی خالص ہو گی۔ اس میں کوئی خیال دیا نہیں آئے گا۔ اس کو مستحق عبادت سمجھ کر عبادت کرے گا۔ اگر محبت ہے یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ محبت خدا بلند و بالا درجہ ہے سامنے کی بات ہے ہر حال اللہ کی محبت کا دعویٰ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ معمولی دعویٰ بھی بغیر دلیل کے قبول کرنے کے قابل نہیں ہے اتنا بڑا دعویٰ یہ کیونکر اور کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ یہ محبت خدا کی کچھ صفات اور علامت ہیں۔ اگر علامت ہیں موجود تو آپ یقین کر لیجئے کہ اللہ کی محبت ہے اور اگر وہ علامت نہیں ہیں۔ وہ علامتیں نہیں ہیں تو آپ یقین کر لیجئے کہ محبت نہیں ہے۔ محبت کے کچھ صفات ہیں محبت کیفیت قبلہ کا نام ہے لہذا اس میں شدت بھی ہے اور محبت میں ضعف بھی پایا جاتا ہے۔ یہ بد بھی ہے سامنے کی بات ہے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ اولیاء اور اوصیاء اور آئمہ طاہرین کو جو محبت اللہ سے ہے وہ زیادہ ہے۔ اس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا جیسے ان کے درجات ان کے مراتب ان کے کمالات کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ان کے علم کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ان کی شجاعت ان کی سخاوت

اور ان کے اخلاق اس کا اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے اس طرح اس محبت کا کہ جو ان کو اللہ سے ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ کتنی محبت ہے ان کو اللہ سے اور اللہ کو کتنی محبت ہے ان سے یہ کوئی بتلا نہیں سکتا اس کے درک کرنے سے ہماری عقل عاجز ہے۔ ہم نہیں بتلا سکتے کہ ان کو اللہ سے کتنی محبت ہے اور اللہ کو ان سے کتنی محبت ہے۔ محبت ضرور دونوں کو ہے ان کو اللہ سے اللہ کو ان سے مگر کتنی مقدار ہم نہیں بتلا سکتے۔ اس کے بتلانے سے ہم قاصر ہیں لیکن بہر حال واقعات میں تدبیر قاحس۔ احتساب۔ تلاش۔ جستجو۔ واقعات میں غور و فکر سے یہ مسئلہ کہ اندازہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو بے انتہا چاہتا ہے زبدۃ الکرام کتب کا نام یاد رکھئے گا اس میں دیکھا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ آپ کو وحی ہوئی کہ اے میرے حبیب مجھ کو تمہاری ٹا اچھی لگتی ہے تم میری حمد و ثنا کرو۔ تمہاری حمد و ثنا مجھے بہت زیادہ پسند ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اور ساری مخلوق مل کر تمہاری حمد و ثنا کریں جب بھی ہم عاجز ہیں۔ یہ پیغمبر فرما رہے ہیں کہ ہم عاجز ہیں بہر حال اسی حدیث میں ہے کہ پیغمبر جیسے کہ کر خطاب کر رہے ہیں تو لوہر سے وہی کلمہ دھرایا جاتا ہے لوہر سے بھی جیسی اے میرے حبیب یہ بھی کہہ رہے ہیں اے میرے حبیب وہ بھی فرما رہا ہے۔ اے میرے حبیب کہا جتنی تعریفیں لوگ و مخلوق میری کر رہے ہیں۔ تعریف۔ توصیف تم بھی ان تعریفوں کی سزاوار ہو تم بھی اس کے لائق ہو دیکھئے خداوند کریم نے قرآن مجید میں ایک طرف کہا الحمد للہ جمع اقسام حمد اللہ کیلئے مختص ہے یہ کہہ کر تمام تعریفوں کو اپنی ذات کے ساتھ مخصوص کر لیا کہ الحمد للہ پر الف لام استغراق کا یعنی جملہ اقسام حمد یہ ملک ہیں اس ذات کیلئے ہے۔ جس سے کسی صفت کمال کو سلب نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کسی صفت نقص کی اس کی جانب نسبت دی جاسکتی ہے۔ جمع اقسام حمد مختص ہیں اللہ کی ذات کے ساتھ یعنی صرف میری تعریف

اس قابل ہے کہ اس کو حمد کہا جائے اور دوسروں کی تعریف وہ حمد نہیں ہے۔ مدح ہے، کچھ رہے ہیں۔ یعنی حمد میں اور مدح میں فرق ہے صرف میری تعریف حمد ہے اور میرے سوا جتنے ہیں ان کی تعریف مدح ہے لیکن جب اپنے حبیب کا نام رکھنا ہو تو اس نے اپنے نام سے نکالا و شق له من اسمہ لیجمله فی العرش محمود و هذا محمد بنحیر کے دو ہی نام ہیں ذاتی ایک احمد اور دوسرا محمد زبئی نام محمد ہے آسمانی نام احمد ہے۔ خود آپ نے فرمایا کہ اسمی فی السماء احمد و فی الارض محمد میرا آسمانی نام احمد ہے تو اپنے حبیب کا جب نام رکھنا ہو تو اپنے نام سے نکالا۔ یعنی حمد سے نکالا احمد اور محمد تحمید سے ہے اور تحمید کا مادہ بھی حمد ہے حمد سے کیوں نکالا یہ بتلانے کیلئے کہ جس طرح میری تعریف ہے۔ جیسے میں لائق حمد ہوں اسی طرح میرا حبیب بھی لائق حمد ہے صلوات۔

میرا حبیب لائق حمد ہے سزاوار حمد ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا جب نام رکھنا ہو اپنے ناموں پر ان کے ناموں کا قیاس مت کیجئے گا ہمارے نام تو بنحیر معنی کے مناسبت کے ہیں آنکھ بند کر کے نام رکھ دیتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں تو ہمیشہ سے ایسا ہوتا آیا ہے علم سے بھی واقف نہیں ہیں۔ نام محمد فاضل صاحب فاضل اسے کہتے ہیں دین کیلئے ننگ ہیں عار ہیں سب کچھ ہیں اور نام ہے فخر الدین ہے کہ نہیں ایسا۔ اور ستم بلا ستم مولانا فخر الدین حالانکہ دین کیلئے ننگ تو کوئی مناسبت نہیں ہے دیکھئے ناموں سے کبھی حقیقت نہیں بدلا کرتی نام جو چاہئے آپ رکھ لیجئے القلب و خطابات آپ لاکھ دیجئے لیکن عالم العلماء اگر میں عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں کیا میں اس نام سے عالم العلماء بن جاؤں گا جو لقب چاہئے آپ دے دیجئے جس کو چاہئے دے دیجئے کبھی بھی لقب حقیقت نہیں بدل سکتا سونے کو سب مل کر مٹی کیس سونے کو لیٹرن میں ڈال دیجئے آپ سب مٹی کیس آپ انصاف سے فرمائیے

کہ آپ کے کہنے سے سونا مٹی ہو جائے گا مٹی کو سب کہیں سونا تو کیا ہو جائے گا یہ سب مل کر کہیں لاہور کے سارے مومنین کہیں۔ پورے پاکستان کے مومنین کہیں۔ دنیا بھر کے مومنین مل کر مٹی کو سونا کہیں تو کیا ہو جائے گی۔ عربوں کو بھی ملا لیجئے عربوں میں قبیلہ قریش بھی ملا لیجئے قریش کو قبیلہ بن ہاشم کو بھی آپ لے لیجئے۔ بنی ہاشم بھی حضور کے اصحاب کو بھی لیجئے آپ یہ سب مل کر مٹی کو سونا کہیں تو کیا سونا ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس پر اجماع ہو گیا ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ سب مل کر کہیں مٹی کو سونا اب تو اجماع ہو گیا ہے۔ اس طرح لہذا اب تو یہ سونا ہو گیا ہے۔ حج بتلائیں آپ مان لیں گے یہاں اس سکتے کو بھی سمجھ لیجئے گا کیوں کہ غیر معصوم کے اجماع کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ غیر معصوم کا اجماع کیوں جنت نہیں ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لیے کہ سارے غیر معصوم مل کر مٹی کو سونا کہتے رہیں مرجائیں پھر مٹی میں مل جائیں مٹی مٹی رہے گی سونا نہیں ہوگی لیکن اگر معصوم مٹی کو کہ دے سونا یہ سمجھنا چاہئے۔ مٹی، مٹی ہے جو مٹی سے بنے ہیں فرق ہے مٹی میں مٹی کو عربی میں تراب کہتے ہیں فرق ہے تراب اور ابو تراب میں صلوات۔

الحاصل محبت ہونی چاہئے میں اب تک اپنا علاج نہیں کر سکا ایک بیماری مجھ میں ہے وہ مرض ہے اس کا علاج میں اب تک نہیں کر سکا آپ دعا کیجئے علاج ہو جائے اس کا بھی وہ یہ کہ میں پہلے سے تیار نہیں ہوتا اور جب تیار نہیں ہوتا لکھتا نہیں لکھ کر اسے یاد نہیں کرتا تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اب جو مطالب آنے لگتے ہیں تو میں کہیں سے کہیں چلا جاتا ہوں اگر پہلے سے لکھ لیا کروں۔ تو وہ ٹھیک ہو جائے اگر وہ نہیں تو پھر ادھر ادھر دیکھئے اگر کہیں آپ مجھے دیکھیں کہ میں موضوع سے کہیں ہٹا تو آپ کو میں اجازت دیتا ہوں کہ آپ مجھے متوجہ کر دیا کریں صلوات۔

یہ کوئی عیب نہیں ہے اگر آپ یہ مجھے بتادیں تو کوئی حرج نہیں ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ محبت ہے۔ تو محبت میں کوئی خیال ہی دوسرا نہیں آتا محبوب مل جائے یا نہ ملے۔ لیکن غیر معصوم کی محبت یعنی ہمیں اللہ سے محبت۔ ہمارے دل میں اللہ کی کتنی محبت ہے۔ اس کے کچھ علامت ہیں ان علامت سے معلوم ہو گا ایک علامت دیکھئے۔ خدا کی محبت کی ایک علامت۔ اگر محبت دل میں ہے دل میں اللہ کی محبت ہے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ علامت سے صفات سے معلوم ہو جائے گا کہ دل میں محبت ہے اللہ کی ایک علامت ہے موت کی تمنا۔ یعنی تمنا موت محبت خدا کی ایک علامت ہے موت کی تمنا دلیل قرآن سورہ جمعہ کی آیت ہے قل یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ تمہارا یہ دعویٰ ہے۔ خیال ہے کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ہیں۔ یہودیوں سے خطاب ہے۔ اے یہودیو اگر تمہارا خیال ہے ممکن ہے کہ تم ہی صرف اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں ہیں تو الموت تو موت کی تمنا کرو ان کنتم صادقین اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ یہودی یاد رکھئے گا کہ یہودیوں کی گھٹی میں شرط ہے اسی طرح سے ان کے دلوں میں موت کا بھی بہت ڈر ہے سمجھ رہے ہیں آپ موت سے بہت گھبراتے ہیں اس سے سمجھ لیجئے آپ اگر ان کے مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے تو وہ بھاگ جائیں گے آپ کے سامنے کھڑے نہیں ہوں گے اگرچہ وہ بہت زیادہ ہیں مگر ان کا خیال ہے کہ ہم ہی اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سب پہلے سے قرآن نے بتلایا ہے کہ سب سے بڑا دشمن مسلمانوں کا یہودی ہے۔ یہودی یہ پیغمبر کے ذکر سے یہودی بہت جلتے ہیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ حضور کا ذکر کیا جائے تاکہ یہ جلیں صلوات۔

ایک علامت یہ ہے کہ موت کی تمنا نج البلاغہ کا ابھی ابھی ایک جملہ نگاہوں کے سامنے آیا مولیٰ کا ارشاد ہے امیر المؤمنین کا اور واقعہ "ج" ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے پردا نہیں ہے کہ میں موت پر واقع ہو جاؤں یا موت مجھ پر واقع ہو جائے۔ موت کی تمنا وہ چاہے گی کہ جلد سے جلد ملاقات ہو۔ محبوب سے ملاقات کی تمنا ہے۔ دنیا اس سے کچھ نہیں۔ اور علی علیہ السلام کا کلام تھا کہ مجھ کو پردا نہیں ہے کہ موت مجھ پر آئے آپ نے دنیا کو طلاق دی اور ایک مرتبہ نہیں تین تین طلاقیں جس کے بعد رجوع بھی نہیں ہو سکتا۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ تو علی نے دنیا کو طلاق دی کتنی مرتبہ تین مرتبہ اب وہ حلال نہیں ہے اب اگر کوئی چاہے کہ وہ حلال ہو تو اس کے لیے محلل کی ضرورت ہے یہ سمجھ لیجئے گا کہ ہمارے آئمہ طاہرین علیہ السلام نے دنیا کو کیوں منہ نہیں لگایا۔ دنیا کی طرف کیوں نہیں نظر اٹھا کے دیکھا۔ یہ آپ سمجھیں یہ شرعی مسئلہ ہے یاد رکھیں کہ اگر جیسے طلاق دے دیں۔ وہ اولاد پر حرام ہے صلوات۔

باپ کی مطلقہ اولاد کے اوپر حرام ہے اور اسے اپنے عمل سے معصومین نے بتلایا بھی کہ دنیا ہمارے ہاتھ کا دھون ہے۔ بلفی کو وہ آیا تھا اس کی بیگم نے کہا کہ ہر سال مولیٰ کے پاس جاتے ہو وہاں سے بھی کچھ ملتا ہے۔ کبھی وہاں سے بھی کچھ چیز لے آیا کرو۔ کہا تو کیا سمجھتی ہے مولیٰ کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب وہ آیا اور جانے لگا مولیٰ نے کھانے پر بلا لیا۔ پانی آگیا کہا آؤ میرا ہاتھ دھو لاؤ اس نے کہا میں دھو لاتا ہوں۔ پانی ڈال رہا ہے طشت میں پانی گر رہا ہے کہا دیکھ کیا ہے یہ تو یا قوت نظر آرہے ہیں۔ پھر پانی ڈالا کہا اب دیکھو اب زمرہ اس کے بعد فرمایا اس کو لے جانا اور اپنی بیگم کو دے دینا۔ مقصد کہنے کا یہ

ہے کہ حضرت یونہی حکم دے دیتے پانی کو یا قوت ہو جاتا۔ یہ آپ نے اپنا ہاتھ دھلویا یہ طریقہ اپنایا یہ سمجھنا چاہ رہے تھے کہ کیونکہ ہمارے باپ نے ہمارے دادا نے طلاق دی ہے ہم پر حرام ہے یہ ہمارے ہاتھ کا گھور ہے دنیا۔ صلوات۔

اور علماء کرام یہ بھی اولاد معنوی ہیں۔ یہ سلوات یہ اولاد بنی جسمانی اولاد ہیں۔ لیکن علماء کرام یہ مومنین یہ اولاد معنوی ہیں۔ کیونکہ پیغمبر کا ارشاد ہے انا و علی ابوہ ہذہ الامہ میں اور علی دونوں اس امت کے باپ ہیں دیکھئے اس لئے علماء کرام بھی دنیا کے قریب نہیں جاتے۔ کیونکہ علماء یہ بھی اولاد معنوی ہیں۔ ان کو بھی دنیا سے زیادہ عقیدت نہیں ہونی چاہئے دیکھئے گا کہ عالم کو کیا دنیا سے لگاؤ ہے۔ مگر ایک حدیث ذرا آ جاؤں اپنے مطلب پر۔ سرکار دو عالم کا ارشاد گرامی ہے یاتنی من بعد ذالک علماء ینھلون فی الدنیا ولا ینھلون ویرغبون فی الآخرۃ ولا یرغبون وینھون الناس با دخل علی ہولاء یباعلون الفقراء و یقربون الاغنیاء اولئک الجبرون عدۃ اللہ رسول کا ارشاد ہے کہ میرے بعد علماء آئیں گے خیر ابھی تو نہیں ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالم نے فرمایا ہے کہ ہر حال ایک دور آئے گا علماء آئیں گے لوگوں سے کہیں گے زہد اختیار کرو۔ زہد بنو اور خود زہد نہیں ہوں گے۔ یعنی دوسروں سے کہیں گے آپ زہد اختیار کیجئے دیکھئے امیر المومنین کی غذا دیکھئے امیر المومنین کا لباس دیکھئے اور خود ناشتے میں اگر بلائی نہ ہو تو میزبان کو کیا کیا کہہ دیا کہ آج میں کیا بیان کر سکتا ہوں۔ آج ڈھیلا ڈھالا بیان ہو گا۔ اس لیے کہ ناشتے میں آج بلائی نہیں تھی۔ الحاصل ایسا دور آئے گا لوگوں کو شوق دلائیں گے آخرت کا۔ آخرت میں خود آخرت کی طرف راغب نہیں ہوں گے اور لوگوں کو تو منع کریں گے وہیں نہ جاؤ اور خود وہیں ڈٹے ہوں گے۔ دعوت میں پہلے

آپ ہوں گے اور فقیروں کو اپنے سے دور کریں گے۔ ان کو قریب نہیں آنے دیں گے اور بل داروں کو قریب کریں گے آئیے جناب تعظیم مکرم اور اگر غریب بچارا آگیا تو کچھ بھی نہیں الحمد للہ ابھی تو وہ دور نہیں آیا ہے۔ لیکن ایک زمانہ آئے گا تو حضرتؑ فرماتے ہیں اولئک الجبارون یہ ہیں ظالم پہچان لو ان کو عدۃ اللہ یہ علماء اللہ کے دشمن ہیں دوست نہیں ہیں۔ صلوات۔

مجھے تعجب ہے کہ آپ اتنی خاموشی سے کیوں سن رہے ہیں۔ حالانکہ میں اپنے لیے بیان کر رہا ہوں تو آپ کو زیادہ خوش ہونا چاہئے۔ یہ نہ سمجھئے اس دل میں کیا ہے امیر المؤمنین کا نبج البلاغہ میں ارشاد ہے فی ارض عالمہا ملجم و جاہلہا مکرم سوئی فرماتے ہیں کہ مجھے کیا بھلاتے ہو۔ میں تو ایک اسی سر زمین پر موجود ہوں کہ جس زمین پر عالم کی زبان میں لگام لگی ہوئی ہے۔ عالم بول نہیں سکتا جس سر زمین پر جابل کی عزت کی جاتی ہے یہ نبج البلاغہ ہے اس کا ایک جز۔ یہ رسم ہے کہ ہر مشہد مشرف سے آنے والا حج و زیارات سے مشرف ہو کر آنے والا زیارات سے آنے والا۔ وہ اپنے ہمراہ ہدیہ تحفہ لے کر آتا ہے اسے دینا چاہئے میں موبی کی بارگاہ سے حاضر ہوا ہوں تو مجھ کو بھی کوئی ہدیہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہئے آپ کو دینا چاہئے اس سے بہتر کوئی ہدیہ نہیں ہے کہ میں امیر المؤمنین کا پیغام آپ کو بطور ہدیہ پیش کروں نعم الہدیہ و نعم الاعطیہ الموعظ والنصیحہ بہترین ہدیہ اور بہترین عطیہ موعظ اور نصیحت ہے۔ یہ آپ علیہ السلام نے اس زمانے کا تعارف کرواتے ہوئے امیر المؤمنین فرماتے ہیں واعلموہ رحمکم اللہ یقین کر لو خدا تم لوگوں پر رحمت نازل کرے۔ یہ کس کا کلام پیش کر رہا ہوں سر اللہ فی العالمین امیر المؤمنین کا اور یہ کہاں ہے۔ نبج البلاغہ میں اس کا ترجمہ اردو میں موجود

ہے دیکھئے گا واعلموا جن لو خدا تم لوگوں پر رحمت نازل کرے انکم فی زمان القائل
 بالحق قليل تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو کہ جس زمانے میں حق کہنے والے کم ہیں
 اور وللنسان عن الصدق قليل تم ایک ایسے زمانے میں ہو کہ جس زمانے میں زبان
 سچ بولنے سے خستہ ہو گئی ہے۔ سچ بولنے سے نفرت ہے۔ سچ نہیں ہے سب معلوم ہے واقع
 کیا ہے۔ حقیقت کیا ہے علم ہے مگر زبان سچ بولنے سے خستہ ہے۔ یہ عام ہے مولیٰ کا فرمان
 ہے یہ زبان قلم زبان متل ہر ایک کو معلوم ہے حقیقت ہے جانتے ہیں لیکن زبان سچ بولنے
 سے خستہ ہے اور ولازم للحق ذلیل اور حق کا پکڑنے والا حق کا ساتھ دینے والا۔ اس
 زمانے میں ذلیل ہے حق بات کرنے والا ذلیل ہے اس کے بعد امیر المؤمنین فرماتے ہیں
 واهله معتكفون العصيان امیر المؤمنین کے کلام کے آئینے میں۔ آج کے
 معاشرے کا جائزہ لیجئے حضرت فرماتے ہیں اس زمانے کے لوگ اعتکاف کی وجہ سے۔ یہ جو
 مسجد میں اعتکاف کیا جاتا ہے لوگ نافرمانی پر گنہہ پر ڈلے ہوئے ہیں۔ آخرت کا کوئی خیال
 نہیں اور آپس میں نفاق کی بناء پر صلح صفائی کیے ہوئے ہیں مل رہے ہیں۔ صاحب سلام صلح
 لیکن دل میں نفاق۔ ظاہر اور ہے باطن اور اس کے بعد جو ان کیسے ہوں گے معاشرہ بناتا ہے
 قوم سے فتنی ہم عار ان کے نوجوان بد اخلاق ہوں گے یعنی اخلاق نہیں ہو گا۔ جو منہ
 میں آیا اور جس کے بارے میں آیا وہ کہہ دیا۔ بیویں کا کوئی احترام نہیں وشيخهم اثم
 اور بوڑھے لوگ گنہہ گار چالیس پچاس سال کے بعد اب لوہر کی سوچتا چاہئے آخرت کی فکر
 توبہ استغفار پابندی سے مجلسوں میں حاضر ہوں گناہوں سے پاک ہوں اثم گنہہ گار گنہہ کرنے
 والے ابھی تو کم ہیں لیکن ایک دور ایسا آئے گا۔ شاید آپ نے نہ دیکھا ہو پچاس سال کی عمر
 ہے ساتھ سال کی عمر ہے ستر ہے پچتر سال کی عمر ہے۔ مگر گھر سے بھی نہیں نکلتے جب تک

کے چہرہ صاف نہ کر لیں کم سے کم اب یہ عمر ہو گئی ہے۔ معلوم نہیں سب زمانوں سے بدتر زمانہ ہے۔ معلوم نہیں کب اور کس وقت ادھر سے پیغام آ جائے لیکن بیٹھے ہیں۔ غیبت کر رہے ہیں۔ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ عمر ہے وعالمہم منافق جیسے لوگ دیا زمانہ ہے ان کے عالم منافق۔ دل میں ان کے اور کچھ ہے ظاہر کچھ ہے یعنی ظاہر اور باطن یکساں نہیں ہے ابھی آئے گا وہ دور اور اہل منبر، واعظ، زاکر، خطیب یہ کیسے ہوں گے قارنہم اہل منبر چاہلوس خوشامدی اور کن کی خوشامد بانی مجلس کی خوشامد مجمع کی خوشامد جس کی چاہا آ کر تعریف کر دی بلا آپ بڑے مومن ہیں۔ تنظیم کی توصیف کی ولا یعظمہم صغیر ہم کبیر ہم چھوٹے بیوں کی تعظیم نہیں کریں گے اور مالدار فقیروں کو دیں گے نہیں۔ کہ مستحق ہیں فقیر۔ مگر جن کے پاس ہے وہ دیں گے نہیں۔ روک لیں گے۔ یہ تو حضرت نے فرمایا تھا اور غدیر خم کا جو خطبہ ہے اس سے ملتا جلتا وہ تو سرکار دو عالم کا ارشاد گرامی ہے لیکن اس میں آپ نے ایک یہ بھی فرمایا یظہرفی ما بین القراء تلاہم ایک دور ایسا آ جائے گا کہ اہل منبر ایک دوسرے پر چوٹ کریں گے۔ یہ ظاہر ہو جائے گا دوسرے پر۔ چوٹ اگر قمیری چوٹ ہو تو کیا حرج ہے۔

میں اب اس مقام پر ہوں۔ مولیٰ کے دربار میں ہوں۔ وہاں مولیٰ نے رکھا ہے۔ اب مجھے بھی وہاں منہ دیکھانا ہے یہ آپ جانتے ہیں۔ جس کی روٹی کھاؤ اس کا گاؤ سارے معاملے میں مولیٰ کام آ رہے ہیں۔ بہر حال ان کا گناہ ہے میں کبھی موعظہ نہیں کرتا۔ میں گناہ گار خاکی مجھ کو حق بھی نہیں ہے۔ جن کو حق تھا موعظے کرنے کا جو وہ موعظہ کر گئے ہیں۔ میں وہ آپ کے سامنے نقل کر دوں۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں ان کی محبت ہے۔ میں اس کی گواہی دینے کیلئے تیار ہوں تو خداوند عالم اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے

خالص دین چاہتا ہے خالص دین یعنی خالص عبادت۔ خالص عبادت یعنی جو خلوص اور اخلاص سے کی جائے فعبد اللہ مخلصین لہ الدین عبادت کرو دین کو اللہ کیلئے خالص رکھتے ہوئے تو خالص عبادت اللہ چاہتا ہے۔ جس میں نہ ریا ہو نہ سمع کا شائبہ اور نہ کوئی خوف ہو جہنم کا۔ خالص عبادت یعنی اس کو مستحق عبادت سمجھ کر عبادت۔ لائق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت اور میں کل عرض کیا تھا کہ خالص عبادت صرف محمد و آل محمد کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور کہیں نہیں تو مطلب یہ کہ نجات صرف محمد و آل محمد کیلئے ہے اور دوسرے جتنے ہیں وہ سب مخلوق اس لیے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے عبادت کیلئے ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون اور عبادت کیسی چاہتا ہے۔ خالص عبادت اور کسی سے تو ہو نہیں سکتی یہ مختص ہے محمد و آل محمد کے ساتھ جو کہتے ہیں الہی ما عبدتک طمعا فی جنت ولا خوفا من نار وجدتک اھلا للعبادہ دیکھئے اللہ بڑا مہربان ہے وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے اس سے بڑا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے۔ اس حقیقت کا آپ اقرار میری طرح دعاؤں میں بھی کرتے ہیں۔ دعائے افتتاح پڑھتے ہیں۔ دعائے افتتاح میں ہے اللھم انی افتح الشنا بحمدک وانت مسدد للصواب بمنک و ابقنت انک انت ارحم الرحمین فی موضع العفو الرحمة و اشد المعاقبین فی موضع التکال والنقمہ واعظم المتجبرین فی موضع الکبریا والعظمہ اے میرے معبود مجھے یقین ہے اس امر کا کہ جب تو معاف کرنے پر آتا ہے تو تجھ سے بڑا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے صلوات۔

وہ بڑا مہربان رحم والا رحمن ہے رحیم ہے اور الرحم الرحمن ہے اس سے بڑا کوئی رحم

کرنے والا نہیں ہے اب وہ چاہتا ہے کہ دوسروں کی بھی نجات ہو جائے۔ وہ بڑا رحیم ہے جب اس نے چاہا کہ دوسرے بھی کامیاب ہو جائیں تو اس قدر مطلق نے ایک تدبیر کی اور ایسی تدبیر کی اپنی حکمت سے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ اس نے کیا کیا کہ ان ذات مقدسہ سے کہ جن کے ساتھ خالص عبادت مخصوص ہے انکی روح اور جان کو اللہ نے ان سے خرید لیا۔ سمجھ رہے ہیں۔ آپ کون ہیں وہ یعنی چہارہ معصومین کی جان اور نفس۔ کون سید الشہداء۔ آپ کے جان اور مال کو اللہ نے خریدا اس طرح سے خریدا ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة ان یقینہ اللہ نے خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے من المومنین مومنین سے خریدا کیا چیز خریدی انفسهم واموالهم ان کی جانوں اور مالوں کو خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے۔ اس کے عوض میں دیا کیا بان لهم الجنة قیمت کیا کہ ان کے لیے جنت قرار دی ہے جنت کے عوض میں اللہ نے ان کی جان خرید لی۔ اس کے بعد اس کی علامتیں بتلائیں کہ مومنین یہ سارے مومنین نہیں ہیں مومنین وہ کون سے مومنین ہیں جن کی جان کو خریدا اللہ نے ان کی علامتوں کو بیان کیا یقاتلون فی سبیل اللہ اب یہ یتاکون فعل مضارع ہے۔ اشتری فعل ماضی ہے۔ گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ قرآن نازل ہونے سے پہلے خریدا اور یہ علامتیں یقاتلون فی سبیل قرآن نازل ہونے کے بعد اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ فیقتلون اور اللہ کی راہ میں قتل کریں گے منافقین مشرکین کفار کو قتل کریں گے ویقتلون اور نتیجے میں قتل کر دیئے جائیں گے اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں گے۔ آپ غور کیجئے اس سے آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم تک کوئی مراد نہیں ہے۔ نہ آئمہ طاہرین مراد ہیں۔ یہ جو علامت اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ مخصوص ہیں حسین علیہ

السلام و اصحاب حسین علیہ السلام سے۔ کہ پیغمبر بھی جنگ میں قتل نہیں ہوئے۔ یہ تو صرف حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ اللہ نے خرید لیا اور اس طریقے سے خرید اکہ سارے عالمین کے امکان کو خبر ہوگی کائنات کے ذرے ذرے تک یہ خبر پہنچے گی کہ قادر مطلق - قرآن نازل ہونے سے پہلے یہ خبر دی گئی اللہ فرما رہا ہے وعدہ علیہ حقا فی التورات والانجیل والقرآن بڑی ممتاز کتابیں تھیں۔ تو اللہ یہ سب تذکرہ اس واقعہ کا۔ یہ عجب واقعہ ہے کہ واقعہ ہونے سے پہلے اللہ نے آدم علیہ السلام کو بیان کیا۔ حضرت نوح سے بیان کیا ابراہیم سے بیان کیا موسیٰ عیسیٰ سے بیان کیا صرف ہمارے ہی پیغمبر سے بیان نہیں فرمایا۔ تمام انبیاء سے بیان کر دیا کتابوں میں یہ واقعہ آیا اور مختلف طریقے سے بیان فرمایا جناب آدم علیہ السلام سے بیان کرنے کا عنوان ہی الگ ہے اور واقعہ ہے کہ نجات حسین علیہ السلام کے ذریعے سے ہے۔ جنت کس کی اللہ کی اللہ نے جان خریدی اور جنت دے دی حسین علیہ السلام کو اور ایک حدیث سن لیجئے آپ یہ خود جنت خلق ہوئی ہے حسین علیہ السلام کے نور سے — میں حدیث پڑھتا ہوں مختلف طریقوں سے یہ حدیث مروی ہے۔ مختلف مقامات پر اور سب نے لکھا ہے۔ لما ارد اللہ بد آء منائع جب خداوند زمین و آسمان نے ارادہ فرمایا ایچلو خلائق کہ یہ حضور کا ارشاد ہے تو فتق نوری میرے نور کو شگافہ فرمایا و خلق منہ العرش تو میرے نور سے عرش کو پیدا کیا ثم فتق نور احی علی ابن ابی طالب فخلق منہ الملائکۃ پھر اللہ نے خالق ملا کہ نے میرے بھائی علی کے نور کو شگافہ فرمایا اور ان سے ملا کہ کو پیدا کیا۔ سمجھ رہے ہیں ایک نکتے کی بات یاد رکھئے گا۔ ہر صنف میں آپ جائزہ لے لیجئے جانوروں میں۔ جنوں میں۔ انسانوں میں ہر مخلوق ہر صنف میں آپ کو دو قسم کے لوگ ملیں گے۔ کچھ علی کے دوست ہوں گے۔ کچھ علی کے

دشمن صرف ایک مخلوق ایسی ہے کہ جس میں کوئی علی کا دشمن نہیں وہ ہیں ملائکہ اس لیے معصومین نے فخر سے فرمایا کہ ان ملائکہ خدا امنا وخدام شیعتنا ملائکہ ہمارے خادم ہیں اور ہمارے شیعوں کے خادم ہیں صلوات۔

ثم فتق نور ابنتی فاطمہ اس کے بعد قادر مطلق نے میری بیٹی فاطمہ کے نور کو شگافتہ کیا فخلق منہ السماوات والارض آسمانوں اور زمینوں کو میری بیٹی فاطمہ کے نور سے پیدا کیا۔ یہ زمین جس کے اوپر آپ چلے ہیں یہ رسول کی بیٹی فاطمہ کے نور سے ہے۔ یہ فاطمہ کی زمین ہے۔ یاد رکھئے گا ثم فتق نور ابنتی الحسن پھر اللہ نے میرے بیٹے حسن کے نور کو شگافتہ کیا فخلق منہ الشمس والقمر آفتاب و مہتاب کو میرے بیٹے حسن کے نور سے پیدا کیا ثم فتق نور ابنتی الحسين علیہ السلام پھر اللہ نے میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور کو شگافتہ فرمایا فخلق منہ الجنة و حور العين اور میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے نور سے جنت اور حور العين کو پیدا کیا صلوات۔

تو جنت کس کے نور سے حسین علیہ السلام نور سے۔ اب میں ایک لفظ کہہ دوں یہ جنت کیا ہے۔ جنت ہے کیا۔ جنت یہ حسین علیہ السلام کا مہمان خانہ ہے۔ بتائیے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسے حسین علیہ السلام کا فیض نہ پہنچتا ہو۔ جو کچھ جنت میں ہے یہ حسین علیہ السلام کے نور سے ہے۔ انبیاء و اوصیاء سب جنت میں ہوں گے اب جو بھی جنت سے فائدہ اٹھائے گا۔ یہ جنت اللہ نے خرید کر بھی دے دی اور حسین کے نور سے ہے جنت۔ اگر آپ چاہتے ہیں جنت تو حسین علیہ السلام سے رابطہ رکھئے۔ آپ کسی طرح سے اب مطلب

سمجھ لیجئے جلدی سے لڑائی و توتی نہ دیجئے۔ سمجھ لیجئے۔ خفیف نہ کیجئے۔ ربک نہ کیجئے۔ ہر ایک چیز کا درجہ ہے۔ مرتبہ ہے۔ عزاداری، عزاء حسین علیہ السلام کو خفیف نہ کیجئے۔ آپ عزاداری میں ہوں۔ کئی دن تک میں اسی طرح سے بیان کر سکتا ہوں۔ ہر عبادت کی ایک حد مقرر ہے فلاں عبادت کا یہ ثواب ہے فلاں عبادتوں میں ایک حج ہے۔ حج اس سے زیادہ مشکل کوئی عبادت نہیں ہے اور اتنا ثواب بھی کسی عبادت کا نہیں ہے۔ حج سے زیادہ کسی عبادت کا ثواب نہیں ہے اور حج سے زیادہ کوئی مشکل عبادت نہیں ہے لیکن ایک عبادت جس کا مجھے پتہ ہے میرے دل میں ہے۔ ایسی عبادت اگرچہ وہ واجب نہیں ہے۔ مگر اس کا ثواب حج سے بھی زیادہ ہے۔ بتاؤں وہ کیا ہے۔ وہ ہے حسین علیہ السلام کی زیارت۔ لیکن عزاداری مختصر تعارف کروا دوں۔ عزاداری کا یہ جو جتنے واجبات ہیں ان میں اگر کہیں کسر و سرورہ جاتی ہے۔ تھوڑی سی۔ تو اس عزاداری اور اس گریئے سے وہ کسر پوری کر دی جائے گی آپ سمجھ رہے ہیں نماز میں جو کسر رہ گئی۔ نوافل ہیں ناقلہ اسی لیے ہیں کہ واجبات میں اگر کوئی کسر رہ جائے تو نوافل کے ذریعے سے پورا ہو جائے جان بوجھ کے غلطی نہیں کرنا چاہئے عبادت صحیح طریقے سے بجالانا چاہئے لیکن جو کسر رہ جائے گی جو آپ کے علم میں نہیں ہے۔ تو اس کو یہ کس سے پورا کر دیں گے اس عزاداری سے پورا کر دیں گے اب آپ کو سمجھ میں آئے گا کہ صادق آل محمد نے کیوں فرمایا تھا من بکلی علی الحسین فله الجنة جو میرے جد امجد حسین علیہ السلام پر روئے اس کے لئے جنت ہے ومن ابکی اور جو رولائے اس کے لئے بھی جنت ہے۔ ایک کھمی کے پر کے برابر بھی حسین علیہ السلام کی مصیبت سے متاثر ہو کر اگر آنسو آجائے۔ تو خدا سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ انسان سمجھ نہیں سکتا کہ اتنا ثواب اس میں کیوں رکھا گیا۔

ایک بات ابھی ذہن میں آئی نہیں۔ محمد و آل محمد کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا ملا کہ پیچھے سے زیارت کرتے تھے۔ جناب آدم علیہ السلام نے دعا کی خدایا یہ نور سامنے آجائے۔ تو میں بھی دیکھوں۔ تو وہ نور منتقل کیا گیا ملب سے ان کی انگلیوں میں۔ پیغمبر کا علی کا سب کا نور لیکن حسین علیہ السلام کا نور اس انگوٹھے میں۔ انگوٹھے کو عربی زبان میں ابھام کہتے ہیں۔ عربی میں کیا کہتے ہیں ابھام۔ انگوٹھے کو ابھام کہا یعنی مسم یعنی کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ تو حسین علیہ السلام کا نور انگوٹھے میں کیوں۔ یاد رکھئے گا کہ ساری انگلیاں محتاج ہیں اس انگوٹھے کی اور انگوٹھا کسی کا محتاج نہیں ہے۔ یاد رکھئے یہی ایک انگلی ایسی ہے جو جاہل اور عالم ہر ایک کے کام آتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ جسے شبہ نہیں ہو سکتا دستخط کر دیں گے شبہ ہو سکتا ہے لیکن انگوٹھے کی دستخط صلوات

آخر میں آپ نے دیکھا جاہل لکھتا نہیں جانتے کہا لگائیے انگوٹھا۔ اللہ نے پیدا کیا حسین علیہ السلام کا نور۔ غالباً یہی وجہ ہے خصوصی کر بلا میں بھی ہوتی ہے۔ کائنات میں بھی خصوصی ہے سامرو میں بھی خصوصی ہے۔ میں نے دیکھا شب جمعہ آتی ہے تو تمام انبیاء اوصیاء ان تمام کی ارواح بارگاہِ احدیت سے اجازت لے کر کر بلا کا رخ کرتی ہیں۔ شب جمعہ ہے میں چاہتا ہوں اس وقت آپ نہیں سمجھ سکتے میرے دماغ میں کیا طوفان ہے۔ اس وقت شب جمعہ ہے اور مظلوم امام کی ضریح میری نظروں کے سامنے ہے۔ اور ابو الفضل عباس کی حبیب ابن مظاہر کی ضریح میری نظروں کے سامنے ہے میں چاہتا ہوں آپ کو بھی لے کر چلوں یہ شب جمعہ ہے نوچندی جمعرات سمجھ لیجئے۔ آپ سب چلے آ رہے ہیں اور شب جمعہ تمام انبیاء اور اوصیاء مدینے سے پیغمبر کر بلا۔ کائنات میں سے امام کر بلا۔ سامرو سے سب کر بلا آ

رہے ہیں کرلا، کرلا، کرلا، میں نے بہت مطالعہ کیا مگر میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی امام یا نبی کی خصوصی میں حسین علیہ السلام گئے ہوں۔ لیکن سب حسین کے ہاں آ رہے ہیں۔ ایک بات مجھے کہنا ہے آج کیونکہ میں چاہتا ہوں شب جمعہ ہے۔ آپ کا اتصال ہونا چاہئے۔ آج کرلا اور امام بارگاہ سے اتصال سب چلے آ رہے ہیں مگر حسین علیہ السلام نہیں گئے میں نے بہت سوچا فکر کیا، کیا راز ہے کبھی حسین کے لیے نہیں دیکھا کہ کسی کی زیارت کو گئے ہوں لیکن سب آ رہے ہیں۔ حسین علیہ السلام کی خصوصی میں۔ حسین علیہ السلام کی زیارت کیلئے میرا خیال ایسا ہے کیونکہ ان میں کسی نے بھی حسین علیہ السلام جیسی تکلیف کو گوارہ نہیں کیا۔ کہ حسین علیہ السلام عاشور کے دن سے تھکے ہوئے سو رہے ہیں۔ اجر کم اللہ ایک بات اور عرض کرنا چاہا رہا ہوں۔ سب آ رہے ہیں مگر حسین علیہ السلام نہیں جاتے کیوں۔ ایک بتلاؤں وجہ شائد وجہ یہ ہے کہ حسین علیہ السلام نے شہداء میں سے کسی شہید کو حسین نے دفن نہیں کیا لیکن ایک شہید ایسا ہے کہ شہادت کے بعد فوراً حسین علیہ السلام نے ننھی سی قبر کھود کر دفن کر دیا۔ اور اس کے بعد حسین علیہ السلام نے کیا کیا کہ اس بچے کو حسین علیہ السلام نے اپنے سینے پر سولا لیا اللہ اکبر یہ راز کب کھلا کہ حسین علیہ السلام کے سینے پر حسین علیہ السلام کا پارہ جگر یہ تو اس وقت راز کھلا کہ جب شیخ جعفر خستری کہ جن کے نقطے سب بیان کرتے ہیں۔ میں عراق ایران اور تمام اساتذہ کو مصائب میں ان کے نقطے بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب یہ کرلا میں آئے۔ کرلا میں سب زیارت سے فارغ ہو کر آخر میں آکر امام حسین علیہ السلام کی ضریح بلائے سرے پکڑ کر روئے جا رہے ہیں کہتے جا رہے ہیں۔ کہ میں نے مولیٰ آپ کے اصحاب کی زیارت کی۔ آپ کے بچپن کے دوست حبیب ابن مظاہر کی زیارت کی۔

آپ کو متوجہ کر دوں یہ وقت کونسا ہے۔ میں آپ کو کربلا لے چلوں عمر کا وقت تھا دوسری محرم جب حسین علیہ السلام وارد سرزمین کربلا ہوئے۔ یہی وقت تھا کہ حسین علیہ السلام کا گھوڑا چلتے چلتے ایک مرتبہ روکا۔ حسین علیہ السلام نے گھوڑا بدلا ابو مخنف لکھتا ہے کہ حسین علیہ السلام نے چھ گھوڑے بدلے۔ مگر کسی گھوڑے نے قدم آگے نہیں بڑھائے ایک مرتبہ آپ وہاں اترے لشکر حرا آیا۔ جب حسین علیہ السلام نے سرزمین کربلا پر قدم رکھا تو روایت میں دیکھا کہ زرد رنگ کا پیلے رنگ کا غبار حسین علیہ السلام کے زمین پر قدم رکھتے ہوئے۔ پیلے رنگ کا غبار زمین کربلا سے بلند ہوا۔ اور کہاں آیا۔ حسین علیہ السلام کی ریش مبارک پر پڑا اور بتلاؤں یہ غبار کہاں کہاں پڑا۔ دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے۔ ہمت نہیں پڑ رہی کن لفظوں سے کہوں یہ حسین علیہ السلام کی ریش مبارک پر غبار اور پھر یہ غبار اور کدھر گیا زینب اور ام کلثوم کے گیسوں پر۔ سروں پر۔ یہ غبار۔ پھر بلند ہوا غبار کہاں تک مدینے تک گیا۔ اللہ اکبر اس نقطے کو سمجھ لیجئے گا کہ کسی معصوم کی شہادت کے بعد پیغمبر کو کسی نے غبار آلود نہیں دیکھا۔ فاطمہ کی شہادت کے بعد پیغمبر کو کسی نے شیعہ سنی سب اس حدیث کو نقل کرتے ہیں مشکوٰۃ شریف میں دیکھئے آپ تمام کتابوں میں موجود ہے کہ کسی نے نہیں دیکھا۔ پیغمبر کو غبار آلود علی کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ حسن کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ فاطمہ کی شہادت کے بعد نہیں دیکھا۔ لیکن حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ام سلمیٰ نے دیکھا ابن عباس نے دیکھا اس کے بعد جس نے بھی دیکھا کہ پیغمبر کی ریش مبارک غبار سے آلودہ ہے سر پر غبار پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ فاطمہ کی شہادت کے بعد زینب کے سر پر غبار نہیں پڑا تھا اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین علیہ السلام کے آپ کو رونے اور رولانے والوں میں قرار دے۔ آج کے دن بوقت عصر

حسین علیہ السلام نے سر زمین کرلا پر قدم رکھا۔ زمین پر قدم رکھنے کے بعد غبار بلند ہوا آپ نے فرمایا *هذه التربة وعدنی جدی رسول اللہ میرے نانا نے اس مٹی کا مجھ سے وعدہ کیا ہے یہی مٹی ہے اور میرے نانا کا وعدہ سچا ہے اس کے بعد آپ گھوڑے سے اترے اور حکم دیا کہ خیمے نصب کئے جائیں آپ نشیب میں اترے۔ اترنے کے بعد پھر مجلس پڑھی۔ حسین کی مجلس حسین کے زبان سے سنئے آپ فرماتے ہیں *هاهنا واللہ* رکنا یہی وہ سر زمین ہے کہ جہاں ہمارا سفر ختم ہو گا۔ *هاهنا یہ* امام حسین علیہ السلام فرما رہے ہیں *هاهنا یقتل رجالنا یہی وہ سر زمین ہے کہ جہاں ہمارے مرد قتل کئے جائیں گے* آپ نے سمجھا کس کو کہا۔ ہمارے مرد یعنی یہی وہ زمین ہے جہاں میرا جوان بھائی عباس قتل کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ *هاهنا تذبج اطفالنا یہی وہ سر زمین ہے کہ جہاں ہمارے ننھے ننھے بچے ذبح کئے جائیں گے* اجر کم علی اللہ اس کے بعد آپ نے ایک کلمہ اور فرمایا جس میں آپ سب کو یاد کیا ہے *هاهنا واللہ تنزل قبورنا باهنا* یہ وہی سر زمین ہے۔ جہاں ہماری قبروں کی زیارت کی جائے گی۔ حضرت یہ سمجھ رہے تھے کہ میرے شیعہ کیسے آئیں گے۔ کس کس طرح سے آئیں گے۔ کبھی زیارت کو ترک نہیں کریں گے۔ *واقعا* ایسا ہی ہوا بڑی بڑی پابندیاں ہوئیں مگر ہم اور آپ کیا کریں گے۔ باہدا آکھیں نکلا کر گئے ہیں زیارت کیلئے ہاتھ کٹوا کر گئے ہیں۔ بچوں کو قربان کر کے گئے ہیں۔ بہر حال *هاهنا تنزل قبورنا یہی* پر ہماری قبروں کی زیارت کی جائے گی۔ خدایا تجھے اس مظلوم کا واسطہ جلد سے جلد ہمیں اس کا موقع دے کہ ہم بھی تیرے مظلوم حسین علیہ السلام کی قبر کے ارد گرد کھڑے ہو کر روئیں۔ جیسے کہ اب یہاں رو رہے ہیں۔ خدایا ہمیں اتنا موقع دے کہ ہم تیرے مظلوم علی کی ضریح پکڑ کر روئیں اجر کم علی اللہ وہ جلد وقت لے*

آکہ ہم حسین علیہ السلام کے جواں بیٹے علی اکبر کی قبر کو پکڑ کر کہیں السلام علیک
ایہا المظلوم وابن المظلوم اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ
رولائے۔ سوائے غم حسین علیہ السلام کے اور رونے اور رولانے والوں میں قرار دے اے
خدا یا ہمیں لے چل شب جمعہ مظلوم کرلا کی قبر پر اور ہم کہیں السلام علیک
المنبوح من القفا سلام ہو اس مظلوم پر جسے پس گردن سے ذبح کیا گیا۔ خدا یا تجھے
واسطہ خون حسین علیہ السلام کا جلد سے جلد ہمیں وہاں پہنچا دے۔ میرے موٹی نے کرلا میں
وارد ہوتے ہیں ہم زائروں کو یاد کیا تھا ہاھنا تزلزل قبور نا ہماری قبروں کی یہاں زیارت
کی جائے گی خدا یا ہمیں وہاں پہنچا دے ایک مرتبہ اگرچہ نہر ملتہ خشک ہو چکی ہے ہم اپنی
آنکھوں سے جا کر دیکھیں معلوم ہے۔ یہ نہر ملتہ بہہ رہی تھی جب سید سجاد قید شام سے
چھوٹ کے وارد کرلا ہوئے آپکی نظر پڑی کہ نہر ملتہ بہہ رہی ہے تو آپ نے فرمایا اے نہر
کیا تو ابھی تک بہہ رہی ہے۔ اجرکم علی اللہ کیا تو ابھی تک بہہ رہی ہے نہر خشک ہو گئی
خدا یا ہمیں معاف کر دے قبر حسین علیہ السلام پر امام زین العابدین نے دفن کرنے کے بعد
جو لکھا تھا جا کر اپنی آنکھوں سے پڑھیں۔ امام نے قبر بنانے کے بعد یہ لکھا تھا ہذا قبر
الحسین الذی قتلوا عطشان یا یہ اس مظلوم کی قبر ہے کہ جسے تین دن کا بھوکا پیاسا
مار ڈالا گیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ان للہ وان الیہ
راجعون

مجلس سوم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة الخ
 آیات قرآنیہ جو قرآن کریم ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا زندہ جاوید قیام
 قیامت باقی رہنے والا زندہ معجزہ ہے۔ اس کی آیتیں خاص خاص موقعوں پر نازل ہوئی ہیں۔
 مورد خاص ہے۔ مگر الفاظ عام ہیں۔ یہ مخصوص ذوات کی شان میں نازل ہوئی ہیں مگر الفاظ
 عام ہیں۔ بہت وسعت ہے۔ گنجائش ہے الفاظ میں اعتبار ان کا ہے۔ جو ان اوصاف سے
 چاہئے متعصّف ہو جائے۔ مثلاً "يقول الذين كفروا لست مرسلًا قُل كُفَى
 بِاللّٰهِ شَهِيدًا" بینی و بینکم ومن عنده علم الكتاب یہ ومن عنده
 علم الكتاب سے مراد امیر المومنین ہیں۔ مگر یہ تمام آئمہ اس میں شامل ہیں۔ چنانچہ کافی
 میں حدیث ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ایانا انا و علی اولنا و افضلنا و من
 عنده علم الكتاب سے مراد ہم ہیں ایانا بالخصوص خداوند زمین و آسمان نے مراد لیا
 ہے ہم کو۔ علی اولنا ہم سب میں علی اول ہیں اور افضل ہیں۔ یہ امام باقر علیہ السلام کا فرمان
 ہے۔ احتجاج طبری میں یہ ہے سئل رجل ایک شخص نے نام اس میں نہیں ہے کسی
 نے یہ سوال کیا۔ سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے دریافت کیا پوچھا ان
 افضل منقبہ لہ یا امیر المومنین آپ کی سب سے بڑی فضیلت سب سے بڑی منقبت کیا
 ہے تو قل آیت حضرت نے یہی آیت پڑھی۔ اس آیت کی تلاوت فرمائی قل کُفَى
 بِاللّٰهِ شَهِيدًا بینی و بینکم ومن عنده علم الكتاب اور اس کے بعد فرمایا
 ایانا انا اللہ نے ومن عنده علم الكتاب سے ہمیں مراد لیا ہے میں مراد ہوں

الحاصل مورد خاص ہے علی کی شان میں اتنی مگر مراد سارے آئمہ ہیں۔ عام ہے جس طرح انما ولیکم اللہ والرسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلاة و یوتون الزکوۃ ہم را کعون مراد خاص ہے۔ امیر المومنین کی شان میں آیت نازل ہوئی مگر الفاظ عام ہیں گنجائش ہے۔ اگر ہے کسی میں طاقت تو وہ بھی اس سے مراد ہو سکتے ہیں الذین یقیمون الصلاة ہے اعتبار ہے قرآن کی آئیں اس طرح نازل ہوئیں لیکن مورد خاص ہے۔ لیکن الفاظ عام ہیں اور معتبر ہیں۔ ان دلوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن عدا سورۃ مریم میں ہے یقیناً جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے اچھے کام کئے۔ عنقریب خدائے رحمن ان کی محبت دلوں میں ڈال دے گا۔ محبت قرار دے گا یہ آیت تفسیر میں دیکھئے امیر المومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ مگر الفاظ اس کے عام ہیں۔ عموم ہیں اسی طریقے سے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم بان لہم الجنۃ الفاظ عام ہیں مگر مخصوص امام حسین کی شان میں یہ ہے۔ صلوات

خالق ارض و سماء خداوند رحمن و رحیم نے مخلوقات کو پیدا کیا کس لیے پیدا کیا نجات کیلئے پیدا کیا وہ چاہتا ہے اس نے ان کو خلق کیا وہ ان کو نجات دینا چاہتا ہے اور نجات یہ منحصر ہے موقوف ہے عمل صالح پر۔ دین صالح پر موقوف ہے اور عمل صالح یعنی عمل خالص پر۔ نجات موقوف ہے لا تحصل النجات نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر دین خالص سے۔ نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر عمل خالص کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی مگر دین خالص سے۔ دین خالص خالص عبادت سوائے محمد و آل محمد کے اور کہیں آپ کو نہیں ملے گی۔ خالص عبادت۔ عمل خالص۔ دین خالص سوائے معصومین کے محمد و آل محمد کے آپ کو

کس نہیں ملے گی۔ جہاں بھی آپ ڈھونڈیں گے یا جنت کی طرح میں ہوگی یا جہنم کے ڈر سے۔ خالص عبادت محمد و آل محمد کی ہے۔ اس لیے کہ وہ معصوم ہیں ان کا ظاہر بھی معصوم ان کا باطن بھی معصوم۔ ظاہر باطن ان کا معصوم ہے۔ ان کا نفس انکے اختیار میں ہے ان کا قلب ان کے اختیار میں ہے ان کے خیالات ان کے اختیار میں ہیں غور کیا۔ خیالات ان کے کنٹرول میں ہیں۔ نفس پر قابو ہے وہ نفس کے مالک ہیں۔ ان کی توجہ غیر خدا کی طرف کبھی نہیں ہوگی۔ ماسوائے اللہ کی طرف وہ کبھی بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ بھی ان کا نفس ان کے اختیار میں ہے۔

کیا آپ کے علم میں نہیں ہے۔ آپ نے نہیں سنا امیر المومنین علیہ السلام کسی جنگ میں پائے مبارک میں۔ آپ کے تیر لگ گیا تھا شدید درد تھا۔ تو نماز کی حالت میں تیر نکالا گیا۔ بہر حال ان کے خیالات ہیں۔ جیسے آپ کے خیالات ظاہر۔ یہ آپ کے قابو میں ہیں۔ آپ کی آنکھ آپ کے اختیار میں ہے۔ جس چیز کو آپ دیکھنا چاہتے ہیں اس کی طرف نظر کرتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور جس چیز کو آپ نہیں دیکھنا چاہتے آپ آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ یا دوسرے منہ پھیر لیتے ہیں۔ آپ نہیں دیکھتے۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ کان آپ کے اختیار میں ہے جس چیز کو چاہتے ہیں سنتا اگر آپ نہیں سنتا چاہتے تو آپ نہیں سنتے۔ تو اسی طرح سارے خیالات یہ دیئے ہوئے ہیں۔ یہ محمد و آل محمد کے اختیار میں ہیں۔ وہ بدرجہا ہیں خیال کو موڑ دیں۔ یہ خیالات آپ کے اختیار میں نہیں ہیں۔ خیالات یہ دل میں اترتے ہیں۔

جملہ مغز سے سمجھ لیجئے۔ خیالات جو دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کبھی تو

ملا کہ کی طرف سے ہیں۔ یعنی وہ خیالات جو دلوں میں فرشتوں کی طرف سے ڈالا جائے تو اسے کہتے ہیں الہام۔ تلقی۔ القاء جو ملا کہ کی طرف سے خیالات دل میں آئیں۔ اس کو کیا کہتے ہیں۔ القاء۔ الہام اور جو شیطان کی طرف سے دل میں خیالات آئیں ان خیالات کا نام ہے۔ وسوسہ اور شیطان دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتا ہے۔ آپ پڑھتے بھی ہیں کون نہیں جانتا آخری سورۃ پڑھیں آپ اس میں موجود ہے قل اعوذ برب الناس مالک الناس الہ الناس من شر الوسوس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس تو شیطان کی جانب سے دل میں جو خیالات آتے ہیں۔ انہیں کیا کہتے ہیں۔ وسوسہ اور ملا کہ کی جانب سے دل میں جو خیالات آئیں۔ اسے الہام۔ تو یہ وسوسے کا علاج بھی ہے جو شیطان کی طرف سے ڈالے جاتے ہیں۔ ان کا علاج آسان ہے اس کی ایک صفت یہ بھی ہے شیطان کی بھائی مکی۔ کہ وہ خناس ہے بت پیچھے ہٹنے والا۔ اللہ کا نام لیا وہ پیچھے ہٹ جائے گا اللہ کا نام لیجئے۔ وہ بھاگ جائے گا یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس شیطان دو قسم کے ہیں شیطان انس۔ شیطان جن۔ انسانوں میں بھی شیطان ہیں اور جنوں میں بھی جو انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ ایک جنوں میں سے جو آپ کو نظر نہیں آتے لیکن انسانوں میں بھی ہیں۔ جو دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ علاج وسوسوں کا۔ خیالات کا۔ دیکھئے شیطان کبھی کبھی اچھی بات بھی کہتا ہے۔ ایک مرتبہ شیطان انبیاء میں سے کسی کے پاس آیا اس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ پڑھیے تو نبی نے شیطان کو جواب دیا۔ پچھتا ہے کہ شیطان ہے کما کلمہ حق لا اقولہا من قولک کلمہ حق ہے مگر تمہارے کہنے سے نہیں کہوں گا۔

وہ شیطان بڑا استلوا ہے۔ اب قریب ہونے کیلئے یعنی مجھ سے اگر قریب ہونا چاہتا ہے تو

کیسے قریب ہو گا۔ یہ مجھ سے نہیں کے گا کہ آپ جایئے ایٹ روڈ کے سینما میں جایئے دیکھئے آپ بہت اچھی فلم ہے۔ یہ مجھ سے نہیں کے گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ کبھی بھی نہیں جائیں گے۔ مجھ کو اگر اسے کتنا ہے۔ کیا کے گا۔ کہ دیکھئے آپ کیا کر رہے ہیں۔ خدا نے آپ کو ذہن دیا ہے۔ حافظہ دیا ہے۔ صلاحیت ہے آپ بول سکتے ہیں۔ کیوں نہیں آپ یہ بیان کر دیتے کہ لوگ خوش ہو جائیں۔ آپ کیا قرآن کو لیے پھر رہے ہیں۔ کیا آپ حدیث بیان کر رہے ہیں اور کچھ بیان کریں۔ اچھی بات کے گا۔ شیطان دل میں ڈالتے ہیں ان شیاطین لیو حون الی اولیائہم شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وجی کرتے ہیں۔ بتلاتے ہیں۔ تو شیطان کی جانب سے جتنے خیالات قلب انسان میں آتے ہیں۔ ان کو عربی زبان میں دوسرے کہتے ہیں۔ علان یہ ہے کہ جتنے دروازے دل میں آنے کے ہیں شیطان کے۔ اگر آپ چاہتے ہیں دوسرے سے چٹا چاہتے ہیں۔ تو دل کے دروازے پہلے ان کو بند کیجئے۔ دوسرے ختم ہو جائے گا۔ ایک دروازہ جس سے شیطان خانہ دل میں آتا ہے وہ شہوت ہے۔ شہوت پر کنٹرول کیجئے نہ آنے دیجئے۔ دوسرے غضب ہے۔ غصہ یہ بہت بڑا دروازہ ہے۔ شیطان اس راستے سے بھی دل میں آتا ہے کہ الغضب راس کل خطیبتہ ہر گناہ کی جڑ ہے غصہ۔ یہ غصہ بہت دور تک پہنچاتا ہے۔ پہلے غصہ غیبت پر آمادہ کرتا ہے۔ حسد پر۔ افتراق پر پھر کم کم قتل کہ جس کے بارے میں یہ بیشکونی ہے کہ ایک دور ایسا آئے گا ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جس میں قتل اس زمانے کے لوگوں کی نظر میں قتل بالکل بیک ہو جائے گا۔ کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔ حدیث ہے سرکار دو عالم کی کہ یاتی علی الناس زمان وجوہم وجوہ الامین وقلوبہم قلوب الشیاطین ایک دور ایسا آئے گا کہ مورتیں تو کسی اچھے خالص آدمی کی لیکن دل

شیاطین کا دل ہو گا۔ یعنی بغض ہو گا لا یتناحون سفاقون للدماس زمانے میں سفاق خون رز بہت بڑا خون کا بہانے والا۔ خونوں کے بہت زیادہ بہانے والے ہوں گے ولا یتناحون عن منکر فعلوا اور اس زمانے میں لوگ ایک دوسرے کو منع بھی نہیں کریں گے۔ تو آخری زمانے میں ہو گا تو یہ غضب اور غصہ کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے انسان کو۔ دوسرے کا علاج آپ چاہتے ہیں کہ یہ برے خیالات جو شیطان کے ذریعے سے دل میں آتے ہیں انکا علاج۔ جتنے بڑے بڑے دروازے ہیں۔ جن جن دروازوں سے شیطان دل میں آتا ہے۔ پہلے ان دروازوں کو بند کیجئے۔ پہلا دروازہ باب الشہوت ہے۔ دوسرے غضب، حسد، بغض، فتنہ ان راستوں سے آئے گا۔ تو سب سے پہلے ان دروازوں کو بند کریں۔ غضب اتنا ہو جتنے کی اجازت ہے۔ شہوت اتنی کہ اجازت ہے ہکذا بغض، حسد، فتنہ تو جو شیطان کی طرف سے آئے وہ ہے دوسرے۔ اب فرق آل محمد میں اور ہم میں یہ ہے کہ ہمارے اختیار میں آپ کے اختیارات میں یہ خیالات نہیں ہیں۔ آپ روک نہیں سکتے کیونکہ دوسرے شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں محمد و آل محمد کے ہاں شیطان کی دال نہیں نکلتی۔ وہ ان کے قریب ہو نہیں سکتا لہذا یہاں دوسرے تو نہیں ہے یہ خیالات ان کے جو چاہیں گے وہی آئیں گے۔ جس میں اللہ کی رضا ہو گی۔ دوسرا خیال ان کے پاس نہیں آئیں گے۔ آپ جائزہ لیجئے۔ سب سے قطع نظر دیکھئے۔ آپ خالص عبارت، خالص عمل، خالص دین یہ مخلوقات کے بس میں نہیں ہے۔ یہ محمد و آل محمد کے بس میں ہے۔ عمل، عام انسانوں کے اعمال کا جائزہ لیں آپ۔ آپریش کر کے دیکھ لیجئے کہ لوگ سنیں گے تو کہیں گے کہ یہ مقدس ہے۔ یہ بڑا دین دار ہے۔ یہ بڑا متدین ہے۔ یہ بڑا متشرع ہے۔ یہ کام کر رہا ہے۔ لیکن اس نے لوگوں کو دیکھانے کیلئے عمل کیا۔ ایسے بھی اعمال ہیں۔ کوئی کام

کیا تو لوگ سنیں گے کہ صاحب بڑا مخیر ہے۔ بڑا سخی ہے۔ اس نے یہ کام کر دیا اسے کیا خبر ہے۔ برے لوگ بھی کوئی اچھا کام کر جاتے ہیں۔ اب وہ سب پیسہ خراب ہوتا نہیں ہے۔ ان کے ہاں کوئی پیسے اچھے بھی ہوتے ہیں۔ اچھا کام بھی کر لیتے ہیں اچھے کام میں جا کر لگ جاتا ہے لیکن جو برا پیسہ ہے وہ اچھے کام میں کبھی نہیں لگے گا۔

اور اگر ریاء سے عمل خالی ہے۔ تو یا محسن کے خوف سے ہو گا۔ یا جنت کی طمع میں ہو گا۔ اگر ریاء سے خالی ہے۔ بہر حال خالص عبادت یہ محمد و آل محمد کا کام ہے خالص دین۔ خالص عبادت۔ یہ محمد و آل محمد کی ذوات میں منحصر ہے کہ صرف لائق عبادت سمجھ کر عبادت کرنا۔ مستحق عبادت جان کر کہ سوائے اس کی ذات کے کوئی مستحق عبادت نہیں۔ کسی کیلئے سجدہ جائز نہیں ہے سوائے اس کے۔ کس کیلئے نماز جائز ہے صرف اہل بیت کے۔ یہ سمجھ کے عبادت کرنا۔ یہ منحصر ہے محمد و آل محمد کے اور وہ عالم الغیب و شملہ ہے وہ بھی اس امر کو جانتا ہے کہ انسان ناقص ہے۔ ان سے خالص عبادت نہیں ہو سکتی۔ اسے نجات دینا ہے۔ اس نے ایک تدبیر یہ کی کہ نجات کا راستہ خالق کائنات نے نکالا۔ ہم ناقصین کی نجات کا ایک راستہ نکالا کہ ہم کاملین کی پیروی و اقتداء کریں۔

ہماری حجت کا راستہ نکالا کہ ہم جو ہر لحاظ سے بے عیب ہیں۔ جن میں کوئی نقص نہیں ہے۔ جو معصوم ہیں۔ جو کامل و اکمل ہیں۔ ہر لحاظ سے۔ جن میں کسی قسم کا کوئی رجس نہیں۔ جو پاک و پاکیزہ ہیں ہر اعتبار سے ہم ان کی اتباع کریں۔ لیکن آنکھ بند کر کے نہیں اللہ نے صرف اقتداء کو واجب اس طرح سے کیا کہ ان کاملین کی محبت پہلے دل میں ڈال دی اور ان کی محبت کو واجب کیا۔ کاملین کی محبت کو۔ اس نے واجب کیا کہ یہ ناقص لوگ جب

اپنے قلب کی طرف رجوع کریں اور کالمین کی محبت جب اپنے دل میں دیکھ لیں۔ تو بغیر کسی غرض کے ان کی اقتداء اور پیروی کرنے لگیں۔ جب بھی دل کی طرف رجوع کریں۔ ان کی محبت دل میں ہو محبت کی خاصیت ہے جہل بھی محبت ہو گی اس کا اثر چھپ نہیں سکتا وہ ظاہر ہو گا۔ محبت اپنا اثر ضرور دکھائے گی۔ دیکھئے محبت جہل ہو گی محبت میں کسی شئی کا خیال نہیں آئے گا۔ خدا کرے کہ میں جو کتنا چاہ رہا ہوں وہ آپ کو سمجھا لوں۔ آپ کی سمجھ میں بھی آجائیے۔ جیسے جناب موسیٰ نے دعا کی تھی رب شرح لی صلدی و یسر لی امری و حلل عقدہ من لسانی یفقہوا قولی خدایا میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ یہ میری بات سمجھ لیں۔ جب میری بات سمجھیں گے تب بات بنے گی۔ لوگوں کو شبہ ہوا کہ موسیٰ کی زبان میں لکنت تھی۔ یاد رکھیے یہ لکنت عیب ہے اور نبی میں کوئی عیب نہیں ہوتا۔ نبی کو ہر عیب سے پاک ہونا چاہئے یہ مقام تواضع انکساری میں باین بزرگی کہ براہ راست خدا سے بات کرتے تھے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ جب انسان بڑا ہوتا ہے۔ یہ تہذیب ہے کہ خدایا میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ کیسے سے تکبر کا شائبہ نہ آنے پائے۔ تو میں بھی خدواند زمین و آسمان کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خدایا جو میں کتنا چاہتا ہوں میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ یہ مجمع سمجھ لے۔

و حلل عقدہ من لسانی اللہ نے محبت کو واجب قرار دیا اور اسی محبت کو اجر رسالت قرار دیا۔ محبت اس کے اثرات ہیں۔ محبت کی خاصیت یہ ہے کہ محبت میں نظر نہیں آتا سوائے محبوب کے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبت میں انسان اپنے کو بھول جاتا ہے۔ صرف محبوب کو یاد رکھتا ہے۔ بالخصوص ایسے وقت میں کہ جب محبوب کسی مشکل یا تکلیف میں

گرفتار ہو۔ تو عاشق و محب دوست رکھنے والا۔ وہ اپنے کو بھول جاتا ہے۔ اس کی نظر صرف محبوب کو نجات دلانے پر ہوتی ہے۔ وہ اپنی طرف سے غافل ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے محبوب کو نجات ہو جائے۔ مثل سے اچھی طرح سمجھ لیجئے گا۔ ہر لفظ کو یاد رکھئے گا۔ جانوروں میں حیوانات میں سب سے زیادہ کمزور ضعیف ڈرپوک کونسا جانور ہے۔ گھروں میں ہم اور آپ پالتے ہیں۔ مرغی یہ سب سے ضعیف ہے۔ بہت کمزور ہے۔ کسی سے مقابلے کی اس مرغی میں تلب نہیں۔ یہ بلی سے ڈرتی ہے۔ کتے سے ڈرتی ہے۔ کتوں کے ذریعے سے شکار کیا جاتا ہے۔ جیسے کلب السید کہتے ہیں۔ جو ہرن تک پھاڑ کر دکھ دیتا ہے۔ یہ مرغی کتے سے ڈرتی ہے۔ گیدڑ سے بھاگتی ہے۔ بچوں سے ڈرتی ہے۔ جانوروں سے۔ چیل سے بھی ڈرتی ہے۔ یہی مرغی جو اس قدر ڈرپوک ہے۔ اس نے انڈے دیئے بچے ہوئے۔ بچوں کو اپنے ساتھ لے کر باہر نکلی۔ اب انہوں نے دانا چگنا شروع کیا۔ اب اگر کسی نے جن کے سامنے مرغی ٹھہر نہیں سکتی۔ کتے کے سامنے نہیں ٹھہرتی۔ گیدڑ، چیل کے سامنے نہیں ٹھہرتی۔ لیکن دیکھا کہ کسی ان حیوانات میں سے کسی نے اس کے بچے کا ارادہ کیا۔ اس نے دیکھا اس کو احساس ہو گیا کہ ان حیوانات میں سے جن سے مقابلے کی اس میں قوت نہیں ہے۔ اپنے کو ان کے مقابلے میں ضعیف سمجھتی ہے۔ لیکن کوئی حیوان آیا تو اب یہ ان کے سامنے آکر کمزری ہو جاتی ہے۔ مقابلے کیلئے تیار ہو جاتی ہے۔ اب اس کے دل میں یہ خیال نہیں ہے کہ میں کمزور ہوں۔ یہ حملہ بھی کر دیتی ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چیل نے آکر مرغی کے بچے کو اٹھایا۔ یہ دوڑ کر چمت تک چلی گئی۔ جو دیکھ کر بھاگتی تھی۔ تو آپ نے محبت کا کرشمہ دیکھا۔ کہ بچے کی محبت تھی اگر محبت ایک کمزور حیوان میں بھی آگئی تو کمزور حیوان کو بہادر بنا دیتی ہے۔ یہ محبت اگر کمزور جانور میں بھی آجائے تو ڈرپوک بزدل

جانور کو بھی بلور بنا دیتی ہے۔ یہی مرفی اب اس کو اپنی کمزوری کا خیال نہیں ہے۔ کہ میں اس کتے کا مقابلہ کر سکتی ہوں یا نہیں۔ اس کے پاس اتنا بڑا بونچہ ہے۔ محبت میں کوئی طاقت اور قوت سے مرعوب نہیں ہوتا۔ صلوات۔

گھر کی بات ہے یہی مرفی بے انتہا بخیل ہے۔ کنجوس ہے دانا ملے گا اسے وہ کبھی نہیں دے گی۔ دوسری مرغیاں اس کے پیچھے بھاگیں گیں۔ وہ بھی بھاگے گی کنجوس ہے۔ لیکن جب بچے ہوئے بچوں کی محبت دل میں آئی دانا ملا۔ جو بھی ملا اب خود نہیں کھاتی۔ خود بھوکی رہتی ہے۔ بچوں کو جا کر کھلا دیتی ہے۔ تو آپ نے محبت کا کرشمہ دیکھا کہ محبت وہ شے ہے جو بخیل کو سختی بنا دیتی ہے۔ صلوات

دیکھا آپ نے محبت کا اثر ایک حیوان آجائے اس کا مقابلہ کرے۔ محبت کے حوالے سے معارج النہدہ میں ایک واقع نظروں سے گزرا وہ یہ کہ نظر میں محبوب کو پہچانا ہے کہ محبوب اور اس کا نظریہ ختم ہونے نہ پائے۔ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا۔ کیسی آگ تھی بتائیے آپ آج تک ایسی آگ روشن ہی نہیں ہوئی۔ کتنے دنوں تک جمع کیا گیا۔ پھر حضرت ابراہیم کو متینق میں رکھ کر پھینکا گیا۔ آگ اتنی تھی کہ آدی خود سے وہاں جا کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اس کے قریب سے کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ لہذا متینق میں رکھ کر حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا اور کہیں ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ ابراہیم کو متینق میں رکھ کر آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ اور متینق سے حضرت ابراہیم نکلے۔ اور وہ درخت سے چلا حکم ہوا۔ جبرائیل کو۔ جبرائیل دیکھو۔ یہ پرندہ جل نہ جائے۔ اس کا رخ موڑ دو اور اس سے پچھو کہ کیوں یہ اپنے آپ کو ایسے جلا رہا ہے۔ جبرائیل نے رخ موڑ دیا اور پوچھا کیوں

اپنے آپ کو جلا رہے ہو کہا جبرائیل آپ کیا مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ ارے وہ زمین پر اللہ کا دوست۔ اور دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا دوست آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ میں اس کو اس آگ سے تو نہیں بچا سکتا۔ لیکن میں اپنے کو اس کے ساتھ آگ میں جلا تو سکتا ہوں صلوات۔

محبت کا اثر دیکھا آپ نے جبرائیل نے کہا معبود تو نے سن لیا۔ کیا کہہ رہا ہے کہا جبرائیل اس طائر سے کہہ دو کہ اس نے جو میرے دوست کی محبت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے کہہ دو کہ میں نے اس کی ایک ہزار ایک حاجت قبول کی۔ جو مانگے یہ طائر میں دوں گا۔ جبرائیل نے کہا اس نے کہا مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میں نے سنا ہے کہ اللہ کے ایک ہزار ایک نام ہیں۔ مجھے سب نام اللہ کے بتا دیجئے جائیں تو جہنم کیس بھی بیٹھوں ان ہی ناموں سے اس کا ذکر کرتا رہوں۔ صلوات۔

دیکھا آپ نے محبت کا اثر۔ یہ اثر ہے محبت میں۔ نعیم ابن مسعود اشجعی کو ابوسفیان نے بھیجا۔ یاد رکھیے۔ جس میں مقابلے کی طاقت نہیں ہوتی وہ افواہ کے ذریعے سے۔ پردیگنڈے وغیرہ سے کام لیتا ہے۔ کمزوری کا سب سے بڑا اسلحہ ہتھیار کیا ہے۔ پردیگنڈہ۔ غلط خبروں کا پھیلاؤ۔ دیکھیے۔ حضورؐ کے مقابلے میں اب وہیہر کا مقابلہ تو ابوسفیان کر نہیں سکتا۔ بدر میں اسلام کی سب سے پہلی جنگ۔ نعیم ابن مسعود اشجعی کو بلا کر کہا کہ جا کر مدینے میں یہ اڑا دو کہ ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ فوج ہے۔ یہ ہے۔ وہ ہے تم لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے اڑا دیا۔ انہوں نے۔ خبر اس افواہ کا اثر کیا ہوا کہ کیونکہ وہ جانثار تھے رسولؐ کے اس افواہ کا اثر الٹا ہوا۔ قرآن کہتا ہے کہ ان کے ایمان میں اور اضافہ ہو گیا سورہ آل عمران

دیکھئے الذین قال لهم الناس قد جمعوا لهم فخشواهم ان الناس لیم اشیی
 نے کہا تمہارے لئے انہوں نے یہ جمع کر رکھا ہے۔ یہ فٹ کر رکھا ہے۔ دیکھو تم۔ تو اس
 چیز نے کیا کیا۔ فذاتہم ایمانا۔ ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور کہنے لگے قالو
 احسبنا اللہ ونعم الوکیل اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کار ساز ہے وہ
 واپس ہوئے دیکھئے کیسے کامیاب واپس ہوئے۔

تو محبت میں صرف محبوب کو پہچانا ہے۔ محبوب کی بقاء مقصود۔ محبوب نظر کے سامنے
 ہوتا ہے۔ اگر محبت ہے نہ کہ لقی لقاء لیسانی۔ محبت کی جو جگہ ہے۔ اگر محبت وہاں
 ہو گئی جو اس کی جگہ ہے۔ تو پھر اس کا اثر بھی ہو گا دیکھئے محبت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ
 جب بھی کسی سے محبت ہو گئی تو اس کے دوست سے بھی محبت ہو گی۔ یہ محبت کی خاصیت
 ہے۔ جتنے اس کے چاہنے والے ہوں گے اس سے بھی محبت ہو گئی اور جو اس کا دشمن ہو گا
 اس سے کبھی وہ محبت نہیں کرے گا۔ قرآن کتا ہے سورہ مجادلہ کی آخری آیت ہے ارشاد
 ہو رہا ہے خطاب ہے بتغیر اسلام سے لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الا
 خریوا دون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا بائناہم وایبناوہم وایخوانہم
 لو عشیرتہم اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ وید
 خلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خال الدین فیہا رضی اللہ
 عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون اے
 میرے حبیب لا تجد قومًا تم نہیں پاؤ گے۔ ان لوگوں کو کہ جن کا ایمان اللہ پر ہے۔
 قرآن کریم میں 114 سورہ ہیں ایک سورہ کا نام مجادلہ ہے اس کی آخری آیت۔ جو کامل
 الایمان ہیں والیوم الآخر اور جن کا ایمان آخرت پر ہے روز قیامت پر جن کا ایمان

ہے۔ تم ایسے لوگوں کو نہیں پاؤ گے محبت کرتے ہوئے دوستی کرتے ہوئے کن لوگوں سے من حاد اللہ ورسولہ ان لوگوں سے جو اللہ کے دشمن ہیں اور جو اس کے رسول کے دشمن ہیں ولو کانوا ابائہم چاہے ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں۔ بیٹے پوتے ان سب کو ٹھکرا دیں گے واخلوانہم اگر اللہ کے دشمن ہیں۔ تو کبھی بھی ان سے محبت نہیں کریں گے چاہے بھائی ہی کیوں نہ ہوں او عشیرتہم یا ان کے کہنے والے قبیلے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے بعد خدا فرما رہا ہے ایسے لوگ جو دشمنان خداوند اور رسول سے ہیں یہ کبھی محبت نہیں کرتے۔ خدا ان کا تعارف کروا رہا ہے کہ ان کو کن اعزازات سے نوازہ ہے خدا تعارف کروا رہا ہے کما دیکھو۔ پہچان لو ان کو کہ جو اپنے باپ دادا پوتے بیٹے اولاد بھائی قبیلہ رشتے دار جو بھی اللہ کے دشمن ہیں ان سے محبت نہیں کرتے دوستی نہیں کرتے یاد رکھو یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان ایمان کو لکھ دیا ہے اور ان کی مدد اللہ اپنے روح ایمان سے کرتا ہے۔ یہ کبھی نہ سمجھئے گا۔ کہ اللہ مدد نہیں کرتا یہ تصور کبھی آپ کے دل میں نہیں آتا چاہئے خدا مدد کرتا ہے۔ مدد کرنے کے اس کے طریقے ہیں اور مومنین کی مدد کرنے کو تو اس نے اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے۔ صلوات

لقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومہم فجاءوہم بالبینات فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقاً علینا نصر المومنین

مومنین کی نصرت تو ہم پر واجب ہے اللہ نے مومنین کی نصرت کو اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے۔ تو اپنی روح کے ذریعے سے ان کی مدد کرتا ہے اور یدخلونہم فی الجنات

تجبری اور اللہ کو جنت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہیں بہ رہی ہیں اور پھر اس میں سے یہ باہر نہیں آئیں گے۔ خالدین فیہا اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور رضی اللہ عنہم پہچان لو یہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ راضی ہے۔ تو جو دشمنان خدا اور رسول سے محبت نہیں کرتے۔ دشمنان خدا اور رسول یسودی نصری یہ ان سے محبت نہیں کرتے رضی اللہ عنہم اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ اس کے بعد خداوند عالم پہنچوا رہا ہے لو لک حزب اللہ یہی اللہ کا حزب ہے یہی اللہ کی پارٹی ہے الا آگاہ ہو جاؤ۔ خبردار ان حزب اللہ ہم المفلحون اللہ کی پارٹی کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا یہی فلاح پانے والے ہیں صلوات۔

الا ان حزب اللہ ہم المفلحون اگر محبت ہوگی تو وہ محبت سچی۔ زبان پر نہیں قلب میں۔ تو وہ خود اپنا اثر دیکھائے گی۔ اگر کسی کو ہے اللہ کی محبت، رسول کی محبت اور اللہ نے بھی اپنے محبت کی کوئی اتباع رسول کو قرار دیا ہے۔ صرف دعویٰ محبت خدا کا یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک اپنے اعمال انفعال سے یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ یہ رسول اللہ کا سچا اتباع کرنے والا ہے اس وقت تک وہ اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا صلوات۔

فکری چیز ہے ابھی ایک حدیث یاد آئی ایک شخص سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی خدمت میں آیا اور امیر المومنین سے کہتا ہے یا امیر المومنین ابی اجمک یا امیر المومنین میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں واتولا فلانا اور فلاں آپ کا دشمن ہے اس کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ فلاں کو۔ جو آپ کا دشمن ہے۔ تو امیر المومنین نے فرمایا اما الا فانت احوال لفظوں کو بیان کر دوں تب حدیث سمجھ میں

آئے گی۔ عربی میں جو ایک چیز کو دو دیکھتا ہے اسے احول کہتے ہیں۔ آپ کی زبان میں کیا کہتے ہیں۔ اس کے پاس ایک روپیہ ہے وہ ایک کو دو دیکھتا ہے کہ میرے پاس دو ہیں۔ کتنا خوش قسمت ہے تو عربی میں احول۔ جو ایک کو دو دیکھنے اور جس کی ایک آنکھ ہو ایک نہ ہو۔ اسے عربی میں عود کہتے ہیں۔ ایک آنکھ ہے اور ایک نہیں ہے۔ آپ کی اردو زبان میں کیا کہتے ہیں کانا۔ اور جس کے دونوں آنکھیں نہ ہوں اسے کیا کہتے ہیں اندھا اور عربی میں کیا کہتے ہیں اعمیٰ یا عیبا تو جو ایک کو دو دیکھے۔ اسے احول بھیگا۔ اور جو ایک آنکھ رکھتا ہے وہ کانا۔ اور جس کی دونوں آنکھیں نہ ہوں اسے اندھا یہ شخص امیر المومنین کو کہتا ہے۔ کہ اے امیر المومنین میں آپ کو دوست رکھتا ہوں اور فلاں کو بھی دوست رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت تم احول ہو۔ یعنی ایک کو دو دیکھنے والے ہو۔ کہ تم اس وقت احول ہو۔ ایک کو دو دیکھنے والے اما انت نعمیٰ او تبصر یا تو اندھے ہو جاؤ۔ یا آنکھوں والے ہو جاؤ۔ صلوات

یہ کہا اللہ سے بھی محبت اللہ کے دشمن سے بھی محبت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو اس لیے کہا ہے کہ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین خدا قرآن میں ارشاد فرماتا ہے سورہ آل عمران مومنین مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ کافر تو اللہ کے دشمن ہیں وہ دوست نہ بنائیں۔ مومنین کو چھوڑ کر انما المومنون اخوه مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کافروں کو دوست نہ بنائیں مومنین۔ اس کے بعد قرآن کا ارشاد ہے ومن افعل ذالک اور جو ایسا کرے گا مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائے گا تو یاد رکھو کہ اس شخص کا اللہ سے کوئی سروکار نہیں ہے لگاؤ نہیں ہے۔ صلوات

محبت اگر ہے تو اس کے آثار ہیں۔ محبت ایک عجیب چیز ہے۔ محبت میں انسان اپنے آپ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اپنے کو نہیں سمجھتا۔ یہ کر بلا میں کوئی قوت کام کر رہی تھی۔ یہ کس کا کرشمہ تھا یہ محبت کام کر رہی تھی۔ یہ اتنی بڑی اکثریت کو چھوڑ کر حرا دھر آ گئے۔ کیا چیز لائی تھی۔ امام کے ساتھ کتنے لوگ ہیں۔ چند لوگ۔ یہ استقلال جو حبیب ابن مظاہر میں آیا۔ کیا چیز تھی۔ کہل سے استقلال آیا تھا۔ یہ محبت تھی۔ یہ محبت کا اثر تھا۔ یہ نصیر میں استقامت اور یہ قوت کہل سے آئی۔ نصیر ابن قین یہ محبت تھی۔ نصیر جب میدان میں آئے ہیں۔ تو کیا کہا ہے۔ نصیر نے سبق دیا ہے کہتے ہیں دیکھو انا ظہیر ابن القین میں نصیر ہوں قین کا بیٹا ہوں اور آج میں آیا ہوں کہ آج مجھ سے۔ اور تم سب سے ایک قرض کا مطالبہ ہے۔ یہ حسین کا ایک قرض ہے تم سب پر۔ قرض کیا ہے محبت۔ اس قرض کا مطالبہ ہے۔ میں اس قرض کو پورا کرنے کیلئے آیا ہوں یہ حکم ہے قرض کا کہ قرض خواہ اگر مائے اور وہ قادر ہے تو فوراً ادا کرنا چاہئے ایک مرتبہ روح پھونک دی۔ نصیر ابن قین نے۔ یہ اصحاب نے کیوں اپنے کو حسین علیہ السلام کے قدموں پر قربان کر دیا۔ ان میں کل کے کل عباس اور علی اکبر جیسے نہیں تھے۔ اس میں سب عالم نہیں تھے۔ اس میں سب ہاشمی نہیں تھے۔ سب اس میں سید نہیں تھے۔ اس میں اتنی بھی تھے۔ کالے۔ گورے سید۔ ہاشمی غلام بھی تھے۔ ہر عمر کے اس قافلے میں موجود تھے۔ جتنے رشتے ہیں۔ وہ سارے رشتے اس قافلے میں موجود ہیں۔ چھوٹے بڑے سب موجود ہیں۔ میرا ایک سوال ہے اس مجمع سے کہ دوسری عمر کو یہ قافلہ وارد سرزمین کر بلا ہوا۔ اور 28 رجب کو مدینے سے نکلا اور دسویں کو ثعلوث اور اس کے بعد یہ شام پھر مدینے واپس انصاف سے آپ فرمائیں کہ حسین کے اصحاب و انصار میں کہیں بھی کسی حالت میں۔ مدینے سے اور پھر واپس ہونے

تک۔ کہیں ان میں کوئی اختلاف۔ آپس میں کوئی جھگڑا ہوا ہے۔ کوئی کسی سے بگڑ گیا۔ ہو کسی نے کسی کو برا بھلا کہا ہو۔ کسی نے کسی کی شہن میں گستاخی کی ہو۔ کہیں کوئی لڑائی جھگڑا حالانکہ سفر میں اچھے اچھے لوگوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ موسم بھی دیکھا۔ گرمی بھی سردی بھی مگر کوئی لڑائی نہیں ایسا اتحاد آدم سے لے کر آج تک تمام انبیاء کے اصحاب میں ایسا اتحاد نہیں ملے گا۔ جیسا حسین کے اصحاب و انصار میں۔ یہی وجہ تھی کہ حسین نے اصحاب کو دیکھ کر کہا کہ جیسے میرے اصحاب و انصار ہیں۔ میرے نانا کے اصحاب بھی ایسے نہ تھے۔ اس کی بعد ہمارا مجمع سب سے زیادہ اس ذکر کو سنتا ہے۔ تو اس میں تو کہیں اختلاف نہیں ہونا چاہئے کہ مل کی پیٹ سے واقعہ کرطاسن رہے ہیں اور اختلاف کا یہ عالم۔ کہ ایک عالم دوسرے عالم کو نہیں دیکھ سکتا ایک نور دوسرے نور خواں کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک مرفیہ خواں دوسرے مرفیہ خواں کو نہیں دیکھ سکتا۔ ایک انجمن دوسری انجمن کو نہیں دیکھ سکتی۔ یہ کیا بات ہے بگڑ گئے تو ایک انجمن سے دو انجمنیں ہو گئیں۔ ذرا سا اختلاف ہو گیا اس مجلس کے بعد فوراً "دوسری مجلس رکھ دی۔ یہ اختلاف کیا اور کیوں۔ آپ یہ تو دیکھیں کہ امام حسین کیا چاہتے ہیں۔ یہ تو دیکھیں کہ اصحاب حسین میں اتنا اتحاد اور ہم میں اتنا اختلاف۔ وہاں اتنا اتحاد کیوں۔ وہاں انکی نگاہوں کے سامنے حسین تھے حسینت تھی۔ وہ تو محبت حسین میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ تو یہ چاہتے تھے کہ اپنے محبوب حسین کو کسی طریقے سے بچاؤ اور حسین کے قدموں پر اپنے آپ کو نثار کرو آپ ان کی گفتگو سنیں۔ نصیر کی گفتگو دیکھئے عباس کے پاس آتے ہیں۔ عباس معلوم ہے آپ کے والد نے آپ کی والدہ سے کس لیے شادی کی تھی۔ تو عباس نے ایک مرتبہ انگریزی لی اور کہا انشجعنی یا ظہیر خدا کی تکلیف یہ تھی کہ وہ حسین کے قدموں پر۔ حسین کے استقشہ پر اپنی جانیں

قربان کر دیں۔ یہ حسین کی۔ نصرت کی اور ہماری اور آپ کی نصرت کیا ہے کیا ہم ان سے بھی گئے مگر رہے ہیں کیا ایک قطرہ آنسو کا ہماری نگاہوں سے نہیں آتا کیا ایک قطرہ آنسو کا ہم حسین کی نصرت میں نہیں بہا سکتے۔ حسین کے کہنے پر عمل نہیں کر سکتے۔ حسین کی سیرت میں اپنی سیرت کو ہم نہیں ڈھال سکتے۔ دیکھئے حسین کیا چاہتے ہیں۔ آپ یاد رکھیے گا یہ مجلس سید الشہداء۔ یہ فرش حسین ہے آپ کبھی یہ نہ سمجھئے گا کہ جب تک حسین کا اشارہ نہ ہو۔ حسین نہ چاہیں یہ آپ اس فرش عزا پر قدم نہیں رکھ سکتے۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ حسین نے آپ کو کیوں بلایا ہے۔ آنے سے پہلے اس فرش عزا پر قدم رکھنے سے پہلے۔ آپ سوچیں فکر کریں۔ اس کے بعد قدم رکھیں۔ کہ آپ مجرم تو نہیں ہیں۔ کھل کر کیوں نہ کہہ دوں۔ آپ اگر مجرم ہیں تو آپ اس طرح اس فرش عزا پر قدم رکھیں۔ جیسے حر آئے تھے۔ سمجھ رہے ہیں۔ کیا کہہ رہا ہوں میں۔ وہیں پر کھڑے ہو کر پہلے قدم رکھنے سے پہلے سوچیں۔ اگر آپ نے حسین کا گناہ کیا ہے۔ لیکن ایک بات کہتا ہوں گناہ بہر حال ہر انسان سے ہوتا ہے سب سے بڑا گناہ مایوس ہو جانا۔ ناامیدی ہے۔ یاد رکھیے گا کہ حر سے بڑا کسی کا کوئی گناہ نہیں۔ معلوم ہے حر نے کیا گناہ کیا۔ علی کی بیٹی زینب کا دل دکھایا تھا۔ معلوم ہے آپ کو۔ یہ کر بلا میں گھیر کر حسین کو کون لایا تھا اجر کم علی اللہ لیکن اللہ رے دامن حسین میں وسعت۔ آتا ہے آیا اور سب سے پہلا کلمہ کیا کہا ہے معلوم ہے۔ آپ کو سب سے پہلا کلمہ۔ سمجھتا ہے کہ مولیٰ آیا ہوں آپ کی خدمت میں۔ کما کوئی راستہ توبہ کا ہے میری۔ مولیٰ کوئی راستہ ہے میری توبہ کا کیا میں قاتل عفو ہوں معاف کیا جاسکتا ہوں۔ دیکھئے حسین کو باخدا آپ فرش عزا پر قدم رکھنے سے پہلے سوچ لیجئے اگر آپ نے گناہ کیا ہے تو یہ کہہ کر آئیے مولیٰ میں اس فرش عزا پر قدم رکھ رہا ہوں۔ فرش عزا کیا ہے میرے لئے گنجائش

حدیث میں آیا ہے کہ اگر مجلس میں آیا تھا۔ تو اب مجلس سے نکلے گا کیسے ہو گا کو لدت
امہ اس طرح سے جس طرح کہ ابھی ابھی مل کے پیٹ سے پیدا ہو کر نکلا۔ پاک ہو کر نکلے
گا۔ اور یہ ایک اعزاز اگر آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ ہمیشہ محبت کا مظاہرہ فرماتے رہے
ہیں۔ تو قدم رکھنے اس طرح سے فرشِ عزا حسین پر۔ کہ جس طرح سے حبیب آئے تھے۔
جب آئے تھے تو معلوم ہے کہ حبیب کے آنے سے مردوں میں اصحاب و انصار میں جو
خوشی تھی۔ یہی معلوم ہوا ہے خیمے میں غلام تھا۔ خیمے میں معلوم ہوا ہے علی کی بیٹی عالمہ غیر
معلمہ کو معلوم ہوا ہے کہ حبیب آگئے نفعہ کو بھیجا کہا جاؤ نفعہ حبیب کو کہہ دو کہ علی کی بیٹی
نے سلام کہا ہے۔ اجر کم علی اللہ۔

ایک جملہ مقررہ سمجھ لیجئے گا آپ یہ آپ سلام کرتے ہیں اسلام علیک یا ابا عبد اللہ یا
کسی اور کو کسی معصوم کو سلام کرتے ہیں اب معصوم کس طرح جواب دیتے ہیں۔ بکتے کی
بات ہے یاد رکھئے قرآن کی آیت ہے کہ جس طرح کسی کو سلام کرو تو اس سے بہتر جواب
دو۔ میں نے دیکھا کہ جب کوئی امام پر سلام کرتا ہے میں نے شرح میں دیکھا مظلوم کر بلا پر
جب کوئی سلام کرتا ہے تو ان کا جواب کیا ہوتا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں اس سلام کا کرنے والا اس
کو کیا حاجت ہے تو وہ کہتے ہیں خدایا اس کی اس حاجت کو پورا کر دے سلام دعا ہے ان کی
طرف سے بہتر سے بہتر جواب ہوتا ہے کشف الغمہ میں نے دیکھا کہ ایک کنیز تھی اس نے
گلدستہ حسین کو لا کر دیا آپ نے لیا اور اس کنیز کو آزاد کر دیا ایک شخص بیٹھا تھا۔ اس نے
کہا موٹی آپ نے اس ایک گلدستے پر اسے آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن
نہیں پڑھا کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کے ساتھ بہتر احسان کرنا چاہئے
اس نے گلدستہ مجھے دیا اب اس سے بہتر میری نظر میں کوئی چیز نہیں تھی کہ میں اسے آزاد

کر دوں۔ یہ آنسو یہ حسین سے معاملہ ہے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے مرنے پر آپ کے جنازے پر حسین آکر روئیں تو آپ حسین پر رویئے۔ جب بھی کوئی گھوڑے سے گرا یہ معلوم ہے کہ اس کے ساتھ حسین نے کیا کیا ارباب عزاکچھ ہیں اس مجلس میں جن میں ماتم کرنے والے بھی ہیں نوحہ پڑھنے والے بھی ہیں۔ مرثیہ خواں بھی ہیں سن لیں۔ حسین نے وہ کون کون سے شہید ہیں جن کی لاش پر نوحہ پڑھا مرثیہ پڑھا نوحہ بتاؤں۔ آپ کو ایک تو حسین نے اپنے جوان بیٹے کیلئے کہا ابوک وانحیک ارے تیرا باپ حسین نیزہ میں تھا چڑھا ہوا ہے اجرکم علی اللہ اور دوسرے حسین نے جمعہ کا دن ہے امام زمانہ آج جمعہ کے دن کہیں ایک جگہ پر چین سے نہیں بیٹھے ہیں جمعہ کا دن مجلس عزائیں ہیں اور جمعہ کا دن کر بلا۔ لیکن کر بلا میں کہل کسی ایک جگہ نہیں۔ کبھی خیمہ گاہ میں جاتے ہوں گے۔ دیکھتے ہوں گے یہ خیمہ بیمار کر بلا کا ہے ارے اس خیمے میں زینب اور ام کلثوم تھیں اور کبھی بالاسر آتے ہوں گے اور کبھی حسین کے جوان بیٹے کی ضرب بھل میں لے کر اسلام علیک اے المظلوم وابن المظلوم خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے اور حسین نے نوحہ کیا اپنے جوان بھائی کی لاش پر لیکن کس طرح سے بتاؤں آپ کو۔ ہاتھ کر پر ہے حسین نے کس کی لاش پر نوحہ کیا ہے اپنے بھتیجے قاسم کی لاش پر۔ خدا کسی بچہ کو بھتیجے کا یہ حال نہ دیکھائے حسین نے بھتیجے کی لاش پر بیٹھ کر ایک کلمہ کہا کہ تمہارے بچہ پر یہ وقت بڑا دشوار ہے کہ تم اسے آواز دو ایک قلق تھا حسین کو کہ بھتیجے کی لاش گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آگئی تھی۔ اجرکم علی اللہ جمعہ کا دن عصر کا وقت ہے اور یقین ہے کہ امام تشریف فرما ہیں اور کہل کہل نوحہ پڑھا حسین نے پھر کسی مجلس میں عرض کروں گا موٹی آپ تو خون کے آنسو روتے ہیں ہم خنجر ہیں آپ کے ہم خدا

سے دعا کرتے ہیں خدایا وہ وقت ضرور آجائے کہ ہم آپ کی زبان سے آپ کے جد مظلوم کے مصائب سنیں۔ امام آئیں گے مکہ سے پہلے جائیں گے مدینہ یہ روایت میں ہے اور اپنی جدہ ماجدہ کی قبر پر روئیں گے۔ جدہ ماجدہ کی قبر سے وہاں سے معلوم نہیں جدہ ماجدہ کو لے کر کریمہ آئیں گے سارے عالم سے خطاب کریں گے دنیا میں جو کوئی جہاں کہیں ہو گا اس آواز کو سنے گا امام فرمائیں گے یا اهل العالم اعلیٰ عالم اے دنیا کے لوگو ان الحسین قتلوا عطشان الارے میرے جدہ امجد حسین کو پیاسہ قتل کر ڈالا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چہارم

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة ان

پروردگار عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے کس لیے بھیجا تاکہ یہ لوگوں کو نجات دلائیں۔ مقصد بعثت بھیجنے کا مقصد لوگوں کی نجات ہے۔ اس لئے کہ لوگ جاہل بے خبر بے اطلاع ہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ کوئی چیز ہے جو انکی نجات کا باعث ہے اور وہ کوئی شے ہے جو ان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ یہ لوگوں کو نہیں معلوم اس امر سے آگاہ کرنے کیلئے بتلانے کیلئے خداوند زمین و آسمان نے انبیاء بھیجے۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار یہ سارے انبیا آئے۔ ہر نبی نے اپنے زمانے میں اپنے عہد میں اپنے اپنے عمر میں اس زمانے کے تقاضے کے مطابق ایک شریعت پیش کی۔ کچھ اعمال مقرر کئے بتایا کہ یہ شریعت ہے اس پر عمل کرنے سے نجات ہے اور اس میں ہلاکت ہے اور اپنے اپنے زمانے کے مطابق قوانین بتلائے۔ اب آپ ذرا یہ سوچئے بتلائیں کہ لوگ پیغمبر کی شریعت پر عمل کریں رسول کی شریعت پر عمل کریں اور اس نبی سے محبت نہ کریں یعنی عمل تو کریں۔ ان کی نجات کیلئے شریعت آئی۔ اعمال آئے۔ اعمال تو بجالائیں مگر خود صاحب شریعت سے محبت نہ کریں اس سے دشمنی۔ تو آپ بتلایئے کیا یہ عمل یعنی تمنا شریعت پر عمل بغیر صاحب شریعت کے محبت کئے ہوئے کافی ہے فائدہ دے گا۔ صلوات۔

شریعتیں کتنی ہیں شریعت پر عمل اور جم کر عمل بالکل درست یعنی ٹھیک عمل کرے اور کوئی عمل ترک نہ ہو جس طرح سے صاحب شریعت نے بتلایا اس پر عمل کرے مگر صاحب شریعت سے محبت نہ کرے صاحب شریعت سے دوستی نہ ہو۔ انصاف سے فرمائیے کیا

یہ عمل اس کو نجات دلائے گا تھا عمل بغیر صاحب شریعت کی محبت کے۔ یہ تو معمولی بات ہے جس میں تھوڑا سا بھی شعور ہو گا ہو اے جان لے گا اور سمجھ لے گا کہ اس عمل کا کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو گا۔ تھا اعمال پر اعتماد کر لینا عمل پر بھروسہ رکھنا نجات کا۔ کہ عمل نجات کیلئے کافی ہے یاد رکھئے تھا عمل کافی نہیں ہے عمل کیا ہے زہمت کی۔ دنیا میں وقت ضائع کیا۔ آخرت میں بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے خسرت الدنيا والاخر دنیا میں بھی محنت کی اور آخرت میں بھی یہ اعمال اس کی خسارت کا باعث ہوں گے۔ وہاں وہ کسے گا کاش میں نے دنیا میں یہ عمل نہ کیا ہوتا۔ کاش میں نہ کرتا مجھ سے تو وہ اچھے جنہوں نے عمل نہیں کیا وہاں میدان حشر میں جانور بھی محسوس ہو رہے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے قصاص لے رہے ہیں تو یہ دیکھ کر کہیں گے اے کاش ہم بھی حیوان ہوتے یا مٹی ہوتے قرآن کہتا ہے یقولوا لکافرین کافر کہیں گے اے کاش میں مٹی ہوتا دنیا میں زہمت بھی کی۔ اس زہمت کا یہاں فائدہ نہ ہوا۔

عمل کافی نہیں صرف عمل اور یہ عمل کبھی کبھی وہاں جان ہوتا ہے ٹھیک ٹھاک ہو عمل اس میں کوئی نقص نہ ہو پھر بھی وہ فائدہ نہیں دے گا۔ مثل سے سمجھ لیجئے اس وقت مطالب کا ایک طوفان ہے ذہن میں۔ چاہتا ہوں کہ معین ہو جائے۔ مسئلہ ہے آپ اہل علم سے پوچھتے رہتے ہیں۔ مجھے بھی حق ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک شخص اس نے نماز ادا کی اور نیت نہیں کی بغیر نیت صلوٰۃ کے قربتہ الی اللہ نہیں کیا۔ نماز پڑھی کیا فرماتے ہیں آپ۔ اس نماز کے بارے میں یہ نماز صحیح ہے۔ کیوں اس لئے کہ نماز پڑھی بغیر نیت۔ بلا وضو بھی ہے باطلہارت ہے قیام رکوع سجدے بھی ٹھیک۔ سب کچھ ٹھیک نیت نہیں کی نماز کی۔ کوئی ہے جو کہ نماز صحیح ہے۔ یہ اتفاق ہے مسلمانوں کا جملہ قراء کا اتفاق ہے

اس بات پر کہ یہ نماز باطل ہے یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ روزہ رکھا بغیر نیت کے فرمائیے کہ یہ روزہ صحیح ہے سب کہتے ہیں کہ یہ روزہ باطل ہے۔ کیونکہ بغیر نیت کے ہے۔ صبح سے شام تک بھوکا رہا دن میں کچھ نہیں کھایا غروب آفتاب کے بعد کھایا۔ لیکن نیت روزے کی نہیں کی۔ لیکن جملہ مفطرات سے اس نے پرہیز کیا۔ کیا فرماتے ہیں یہ روزہ صحیح ہے۔ کیونکہ نیت نہیں کی ہے۔ یہ نماز یہ روزہ اس کو فائدہ نہیں دے گا۔ نیت جو عبادت کی روح ہے۔ جان ہے۔ بغیر اس کے وہ عبادت مردہ ہے۔ اس عبادت میں جان ہی نہیں ہے۔ تو جب مردہ ہے۔ تو قطع نظر اس میں نقصان ہے مردے کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے اس کو اپنے سے دور رکھیے یا اس کو دفن کر دیجئے اس لئے کہ فائدہ نہیں۔ نقصان ہے اس کی بدلو سے ضرر پہنچ سکتا ہے۔ اس دنیا میں شامہ کثیف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس بدلو کا احساس نہ ہو۔ دیکھئے ہر مصداق شے میں یا خوشبو پائی جاتی ہے یا بو۔ اگر چیز اچھی ہے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس میں ان دونوں میں سے ایک نہ ہو۔ اللہ میں خوشبو ہے اگر اللہ میں خوشبو نہ ہوتی۔ تو حضورؐ کیسے فرماتے الھی انی اشتم رائحہ الرحمن میں جانب الیمین سے خدا رحمان کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ جانب یمن سے اولیں قرنی آئے تھے والدہ سے اجازت لی تھی۔ والدہ نے کہا تھا کہ جائیے زیارت کیلئے۔ اگر پیغمبر موجود ہیں زیارت کر کے آجائیے۔ اور اگر موجود نہ ہوں تو آپ قیام نہیں کریں گے واپس آجائیے۔ یہ آئے معلوم ہوا کہ حضورؐ مدینے میں تشریف نہیں رکھتے کب آئیں گے پتہ نہیں اب یہاں حضورؐ کی زیارت ہے مستحب۔ سنت اور والدین کی اطاعت واجب۔ اب یہاں واجب ہے اور مستحب اگر واجب پر عمل کرتے ہیں۔ مستحب جاتا ہے۔ مستحب پر عمل کرتے ہیں۔ واجب جاتا ہے۔ کس کو ترجیح دینا چاہئے۔ واجب کو۔ کیوں اس لئے امیر المومنین نے بھی فرمایا تھا لا قربتہ

بالتواقل ان اضرة الفرائض ان مستحبت کے ذریعے سے۔ ان مسنونات کے ذریعے سے۔ ان نوافل کے ذریعے سے۔ جو واجبات کو نقصان پہنچائیں ان کے ذریعے سے اللہ کے قریب نہیں ہوا جاسکتا۔ صلوات۔

جہاں امر دائر ہو جائے واجب اور سنت میں۔ تو واجب کو فوقیت حاصل ہے۔ آپ پیغمبر آئے۔ آپ نے دیکھا کہ خوشبو ہے انی اشتم رائحة الرحمن میں جانب الیمین سے خدا رحمن کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ جانب الیمین سے۔ آپ سے لوگوں نے بتلایا۔ کہ وہ ایسا آئے تھے۔ نبوت میں اور امامت میں بھی خوشبو ہے۔ کیونکہ امام حسین نے فرمایا انی اشتم عندک رائحة طیبہ کان رائحته جدی رسول اللہ امامت میں ہے۔ نبوت میں ہے۔ اس طرح بدلو ہے عمل جس میں روح نہیں ہے۔ مردہ ہے۔ اس دنیا میں تو شامہ کثیف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بدبو کا احساس نہ ہو۔ لیکن میدان حشر میں تو یہ شامہ لطیف ہو جائے گا۔ وہاں تو بدبو فوراً ظاہر ہو جائے گی۔ یہ نماز جو بغیر نیت کے ہے۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ روزے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نماز تو اس نے پڑھی تو نیت نہ ہونے کے سبب سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور یاد رکھیے گا۔ عمل بغیر ولایت کے اقرار کے۔ بغیر محبت کے بطریق اولیٰ باطل ہے۔ صلوات۔

مردہ ہے کوئی اثر نہیں ہے عمل۔ جب تک اس میں روح محبت نہ پھونکی جائے۔ وہ بے جان ہے۔ نماز کا کوئی اثر نہیں۔ اگر اس میں محبت روح نہ پھونکی جائے روزہ ہے حج ہے زکوٰۃ ہے غصہ ہے یہ سارے عبادات ہیں جب تک روح محبت۔ اعمال میں نہ ہو۔ کوئی اثر عبادات کا ظاہر نہیں ہو گا اگر محبت نہیں ہے۔ بدن سے اگر روح نکل جائے۔ یہ ہاتھ

ہے یہ کتنے اعضاء ہیں۔ یہ سب ضائع ہو جائیں گے۔ سامعہ باصرہ باطنہ لامرہ شاملہ لیکن اگر روح ہے تو یہ سب اعضاء کام کر رہے ہیں۔ ہاتھ وہ اپنا کام کر رہا ہے۔ باصرہ آنکھ وہ اپنا کام کر رہی ہے۔ لیکن اگر روح نکل جائے یہ سارے اعضاء موجود لیکن بے کار۔ تو اسی طریقے سے اگر یہ روح ولایت محمد و آل محمد نہ ہو۔ تو کوئی اثر اس عبادت پر مرتب نہیں ہو سکتا صلوات۔

یہ ضروری ہے والذین کفرو و اعمالہم کفار ان کا عمل ایسے ہے۔ جیسے میدان۔ پیاسہ دور سے سمجھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے پانی ہے جب وہاں جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی نہیں ہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر روح ولایت اس میں نہ ہو۔ تما عمل جب آپ یہ سمجھ گئے۔ تو ایک حدیث آپ کے سامنے پیش کروں خم غدیر سے پہلے خانہ کعبہ میں مکہ میں۔ جبرائیل آئے۔ آپ مدینہ کی طرف جا رہے ہیں۔ راستے میں جبرائیل آئے اور کہا کہ علی کی ولایت کا اعلان کر دیجئے۔ تو حضور نے سامع سے کام لیا۔ میں بہت بچ کے لفظ کہہ رہا ہوں۔ پیغمبر نے سامع سے کام لیا۔ فوراً آپ تبلیغ کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ یا ایہا الرسول بلغ یہ پوری آیت ٹکڑے ٹکڑے کر کے نازل ہوئی۔ یہ پہلا ٹکڑا یا ایہا الرسول بلغ رسول پہنچا دو۔ تبلیغ کر دو۔ حضور نے سامع سے کام لیا جب سامع فرمایا تو دوسرا ٹکڑا آیت کا آیا۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اے میرے رسول اگر تم نے اعلان نہیں کیا فما بلغت رسالتہ اگر علی کی ولایت کا اعلان نہیں کیا تو اس کے کسی پیغام کو تم نے نہیں پہنچایا۔ میں آپ مطلب سمجھ لیجئے۔ وان لم تعفل فما بلغت رسالتہ اس کے کسی پیغام کو تم نے نہیں پہنچایا۔ کیوں جناب پیغمبر اسلام کئی سال تک نماز کی تبلیغ پہنچا چکے اور لوگ عمل بھی کر رہے ہیں۔ پڑھ رہے ہیں نماز روزے

کی تبلیغ ہو چکی۔ حج کی تبلیغ ہو چکی۔ یہ ساری آیتیں اتر چکیں اقیمو الصلاة پیغمبر نے نماز کی تبلیغ کی اور انتہائے شدت کے ساتھ نماز کی اہمیت کو آپ نے بتایا کہ نماز کی کیا اہمیت ہے۔ نمازوں کی حفاظت کرو آیت آئی پیغمبر نے زور دیا تارک الصلاة لایکون من امتی برفہازی میری امت سے خارج ہے وشفاعتی میں اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔ نماز کی اہمیت بیان کی۔ شدت کے ساتھ اور خود بھی پڑھتے تھے فرماتے تھے صلواکمرا تمہونی اصلی نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھو لوگ پڑھنے لگے روزہ رکھ رہے ہیں حج للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا تمام عبادات کی تبلیغ کر دی۔ خداوند عالم یہ فرما رہا ہے وان لم تفعل اگر علی کی ولایت کا اعلان نہیں کیا۔ تو فنا بملت رسالت تو اس کے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا یعنی نماز جس کی تو نے تبلیغ کی ہے۔ لوگوں تک پہنچایا اگر تم نے علی کی ولایت کی تبلیغ نہیں کی۔ تو نماز کی تبلیغ نہیں کی۔ روزے کی تبلیغ نہیں کی۔ اگر علی کی ولایت کی تبلیغ نہیں کی۔ تو تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ حالانکہ پیغمبر پہنچا چکے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ دارودار رسالت۔ ولایت ہے۔ اور یہ ساری عبادتیں مقدمہ ہیں۔ ولایت کا۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ مقدمہ ہے۔ بس پیغمبر نے اگر ولایت کا اعلان نہیں کیا تو کسی پیغام کو نہیں پہنچایا اس میں ان لم تفعل آیا ہے۔ ان لم تبلیغ نہیں فرمایا۔ اگر تم نے تبلیغ نہیں کی ان لم تقول اگر تم نے نہیں کہا۔ خاص خداوند عالم نے وان لم تفعل فرمایا کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ پیغمبر کو یہ حکم ہے کہ اے میرے حبیب تبلیغ کے ساتھ ساتھ تم بھی اس پر عمل کر کے دیکھنا دو۔ مرتبہ نصیحت میں۔ یہ طریقہ ہے ایک مثل سے آپ کو سمجھا دوں خدا کرے جو میں بیان کرنا چاہ رہا ہوں ایک طوفان ہے میرے ذہن میں وان لم تفعل عورتوں کی ایک صفت ہے اگر

وہ کسی سے بگڑ جائیں تو جو ان کے منہ میں آئے گا آپ انہیں روک نہیں سکتے۔ کسی میں دم نہیں ہے خدا نہ کرے کبھی عورت بگڑ جائے۔ صلوات۔

زلیخا بگڑ گئی۔ مصر کی یہ زلیخا کو کیا ہو گیا ہے۔ جو منہ میں آیا کتنا شروع کیا زلیخا نے منہ بند کرنے کیلئے عورتوں کی دعوت کر دی بلا لیا کھانے پر تمام عورتیں جمع ہو گئیں۔ تمام عورتوں کو ایک ایک چاقو دے دیا کما میرا ایک دوست ادھر سے گزرے گا۔ جب وہ گزرے تو یہ لیموں کاٹ کر دے دینا اس کے بعد حضرت یوسف کو حکم دیا کہ آپ تشریف لے آئیں تو قرآن یہ واقعہ نقل کرتا ہے کہ یوسف کے دیکھنے میں زمین مصر اس قدر مٹھ ہوئیں کہ قطعاً اید یہن لیموں کے بجائے ہاتھ کاٹ لئے۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں زبان پر کیا ہے ماہذا بشر یہ بشر نہیں ہے۔ یہ عورتیں کہہ رہی ہیں۔ یہ تو کوئی مذہب فرشتہ ہے بشر نہیں ہے انہو الا ملک کریم یہ تو مذہب فرشتہ ہے۔ کما پہچان لو۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم لوگ میرے بارے میں جو آتا تھا وہی کہتے تھے۔ دیکھ لو اس طرح سے پہچن لیا۔ یہاں خداوند زمین آسمان نے حکم دیا میرے حبیب آج علی کو اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کر کے دیکھلا کہ یہ دیکھو یہ وہی ہے علی۔ کہ جب میں کتنا تھا تمہارا منہ بگڑ جاتا تھا۔ پہچان لو یہ وہی علی ہے آج وہ یہ فرما رہا ہے وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ اے میرے حبیب اگر تم نے ولایت کا اعلان نہیں کیا۔ تو جو کچھ تم پہنچا چکے ہو وہ سب بے کار۔ ان میں سے کسی کو تم نے نہیں پہنچایا اور تم آج سے میرے رسول نہیں ہو۔ مابلغت رسالتہ کسی پیغام کو نہیں پہنچانا۔ تو اب یاد رکھیے گا اس بات کو کہ اگر پیغمبر اعلان نہ فرمائیں تو رسالت خطرے میں ہے یا نہیں۔ یاد رکھیے گا اگر آپ ساری عبادتیں کرتے رہیں لیکن اگر یہ نہیں ہے۔ تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچانا۔ تنہا عمل بغیر ولایت کے

اقرار کے۔ معتبر کتابوں میں دعا موجود ہے تعقیبات نماز صبح میں ہے یہ بھی یاد رکھیے گا کہ نماز دین ہے۔ ایک ایسی عبادت ہے کہ اس سے بھی ولایت کو اگر کوئی سمجھنا چاہے تو نماز سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے۔ نماز یہ خالص اللہ کی عبادت ہے۔ رکوع کسی غیر خدا کیلئے جائز نہیں۔ سجدہ غیر خدا کیلئے جائز نہیں ہے۔ نماز غیر خدا کیلئے جائز نہیں ہے۔ زیارت سید الشہدا کے بعد جو دعا ہے نماز زیارت کے بعد اس میں ہے اللھم لک صلیت و لک رکعت و لک سجدت لان الصلاة والركوع والسجود لا یكون الا لک خدا یا میں نے نماز تیرے لئے پڑھی۔ سجدہ تیرے لئے کیا کیوں اس لئے کہ نماز رکوع اور سجدہ تیرے علاوہ کسی کیلئے نہیں ہے۔ غیر خدا کیلئے نہیں ہے۔ یہ خالص عبادت اللہ کی ہے جس میں آکر عقل انسان کام نہیں کرتی یہ محمد و آل محمد کیا ہیں۔ اگر خالص اللہ کی عبادت میں محمد و آل محمد پر درود نہ پڑھا جائے تو نماز باطل ہے۔ من لم یصلی علیکم لا صلاة له اسی لئے صادق آل محمد کا ارشاد ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے ہماری ولایت کو قائم کیا من اقامت الصلاة فقد اقام ولايتی دیکھئے یہ خیر العمل کا لفظ دو مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ اعلان ولایت کیلئے غدیر کے مقام پر استعمال ہوا جی علی خیر العمل اور یا نماز کیلئے ہے علی خیر العمل۔ صلوات۔

تو جس نے نماز کو قائم کیا اس نے میری ولایت کو قائم کیا ہر ایک کا درجہ ہے ہر ایک کا مرتبہ ہے رتبے سے گھٹنا یہ بھی جرم ہے اور رتبے سے بڑھنا یہ بھی جرم ہے یاد رکھئے گا اسی طرح نماز کا درجہ ہے نماز کو درجے میں رکھنا ہے۔ اسی طرح ولایت کا درجہ ہے۔ ولایت کو درجے میں رکھنا ہے۔ نماز کو ولایت کے درجے میں نہیں ہونا چاہئے۔ ولایت کو نماز کے درجے میں نہیں ہونا چاہئے۔ صلوات۔

نماز حج کی حقیقت میں ہے ان علی امیر المومنین قاتل
 المشرکین مجاہد المارقین امامی و صراطی و حجتی و محجتی
 یہ دعا کے فقرے ومن لا اثق بالاعمال الظاہرة الا بولایتہ والاعتماد بہ
 والاقرار بفضائلہ والقبول بحملتنہ والتسلیم رواتھا جن کے یہ اوصاف
 ہیں۔ علی میرے امام ہیں۔ یہ میری صراط کا راستہ ہیں۔ علی وہ ہیں کہ میں اعمال ظاہری
 اگرچہ وہ صاف ستھرے پاک و پاکیزہ ہوں ان پر میں اعتماد نہیں کرتا اور میں اعمال کو نجات
 دلانے والا نہیں سمجھتا۔ اگرچہ وہ صالح ہوں۔ الا بولایتہ مگر علی کی ولایت کے ساتھ
 یعنی اعمال کو تھا بغیر اس کی ولایت کے میں اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ صلوات۔

تو معلوم ہوا کہ تمام عمل قاتل قبول نہیں تو اللہ نماز بغیر ولایت کے نہیں چاہتا۔ روزہ
 بدون ولایت نہیں چاہتا۔ حج بدون ولایت نہیں چاہتا۔ جہاد بدون ولایت نہیں چاہتا۔ وہ نماز
 کوئی نماز چاہتا ہے وہ نماز با ولایت چاہتا ہے صلوات۔

ولایت روح عبادت ہے روح اعمال۔ اعمال کی جان ایک بات اور عرض کر دوں ایک
 بات میرے کفن میں آگئی تھی میں تو کچھ اور عرض کرنا چاہ رہا تھا بہر حال ہر ایک کا ایک رتبہ
 ہے۔ ہر ایک کا ایک درجہ ہے۔ اس کو اس کے رتبے میں رکھنا چاہئے روح اعمال یہ محمد و
 آل محمد کی ولایت ہے اور واضح کر دوں یہ تمام عبادتیں یہ بمنزل جسم کے ہیں اور یہ جسم کی
 روح۔ اور جب تک روح ولایت نہ آئے تو کوئی اثر بھی ظاہر نہیں ہے۔ قبول ہی نہیں
 ہے۔ فرق سمجھ لیجئے ولایت اور عبادت کے درمیان میں فرق ہے فضیلت اور کمال فضیلت
 میں وہی فرق ہے جو روح اور بدن میں ہے۔ روح کو فوقیت بدن پر بدرجہ اولیٰ حاصل ہے۔

روح ہے مجرد اور بدن یہ مادی۔ روح کو جو فعلیت حاصل ہے وہی ولایت کو حاصل ہے یہ افضل ہے بہتر ہے روح جو کہ امرِ ربی ہے توجہ رکھئے عبادتِ بمنزلِ جسم کے ہیں۔ عبادت میں ایک ہے توبہ۔ یہ بھی ایک عبادت ہے جو کہ اہم ہے توبہ کے معنی کیا ہیں یعنی گناہ سے نادم ہونا۔ پشیمان ہونا کوئی گناہ ہو گیا اب پشیمان ہیں یہ ہے توبہ۔ یہ توبہ بہت بڑی عبادت ہے کہ قرآن کہتا ہے ان اللہ یحب التوابین اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یعنی توبہ کرنے والا اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے اور تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اجتماع ہے توبہ کے بارے میں۔ سب نے اس کو لکھا دیکھئے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا صحاح ستہ کتب اربعہ سب کتابیں اٹھا کر دیکھئے آپ سب نے لکھا کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ گناہ سے توبہ کرنے والا مانند اس شخص کے ہے۔ جس نے گناہ ہی نہیں کیا۔ یہ حدیث سب نے لکھی یعنی اس نے بالکل گناہ نہیں کیا۔ توبہ عبادت جو بمنزلِ جسم کے ہے تو جسم کی یہ خاصیت کہ گناہ سے وہ بالکل پاک کر دیتا ہے۔ تو ولایت جو زوج ہے وہ کس قدر پاک کر دے گی۔ ولولنک یبدل اللہ سینہم حسنا یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دیتا ہے صلوات۔

ولایت اور محبت ان کی۔ ناقص کو کامل بناتی ہے۔ میرے سامنے بے شمار حدیثیں ہیں ولایت ایک اہم عبادت ہے۔ دیکھئے کسی عبادت کے بارے میں اللہ نے اپنے حبیب سے یہ نہیں کہا کہ اے میرے حبیب اگر تم نے نماز کی تبلیغ نہیں کی۔ تو میرے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اے میرے رسول اگر تم نے روزے کی تبلیغ نہیں کی تو میرے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ کسی عبادت کے بارے میں نہیں۔ سوائے ولایت کے کہ میرے حبیب اگر تم

نے ولایت کی تبلیغ نہیں کی تو تم نے کسی پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اب نکتے کو سمجھئے یہ راز ہے کہ رسول اسلام نے اپنی رسالت کی مزدوری ان کی محبت کو قرار دیا۔ صلوات۔

اجر رسالت ان کی محبت کو قرار دیا قل لا اسئلكم اجر الا المودتى فى القربى۔ قربت داروں سے محبت کرنا اب قربت داروں کا دائرہ بہت وسیع ہے حضور کے قربت داروں میں ابو جہل بھی ہے ابولہب بھی ہے لیکن یاد رکھیے گا کہ ابو جہل رسول کا چچا نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے چچا تھے یہ غلط ہے تاریخ اٹھا کر دیکھئے بہر حال جو لوگ ابو جہل کو رسول اللہ کا چچا کہتے ہیں قیامت کے دن یہی ابو جہل ان سب کو اپنا بھتیجا بنائے گا۔ صلوات پڑھیں۔

حضور کے قربت داروں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہمارے جیسے آدمی جنہوں نے دو چار کتابیں پڑھ لیں مولانا بن کے۔ لوگوں نے کہا جی ہم نے مولانا صاحب سے حدیثوں میں سنا تھا۔ میں مولانا کا قربت دار ہوں مولانا کا رشتہ دار ہوں اور مولانا کو خیر بھی نہیں ہے تو جو خاتیت کے درجے پر ہو۔ ہر شخص چاہے گا کہ رشتہ جوڑو بلند آواز سے درود پڑھیں۔

تب یدہ ابی لہب ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اس کا ستیاں ہو جائے حضور کے قربت دار تو عباس ہیں عبدالمطلب ہیں۔ یہ مراد نہیں ہے حضورؐ کے قربت دار مخصوص ہیں۔ ان میں علی ہیں فاطمہ ہیں حسن ہیں حسین ہیں جس نے ان سے محبت کی اس نے اجر رسالت ادا کیا۔ اور جس نے ان سے محبت نہیں کی اس نے اجر رسالت ادا نہیں کیا۔

ولایت ایک ایسا درد ہے دیکھئے ہر دکھ اور درد کا علاج ہے مختصر سا تعارف آپ اتنا سمجھ لیجئے کہ صاحب ولایت یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام شب ہجرت بستر رسول پر آپ

نے جو دعا پڑھی اس دعا میں بر ضاء اہلبیت نبیک کہ امیرالمومنین نے کہا اے پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اہل بیت نبی کی ولایت کا واسطہ دے کر۔ آپ سمجھیں یہ ولایت ہے کہ راپت بھر لوگ سمجھ رہے ہیں۔ دعا کا اتنا اثر تھا کہ رات بھر لوگ یہی سمجھتے رہے کہ نبی سو رہے ہیں صلوات۔

کہ نبی سو رہے ہیں تو میں حیران ہوں پریشان ہوں کہ لوگ کیسے کہتے ہیں غلو کا مسئلہ کیا ہے سمجھ میں نہیں آ رہا ہم کیوں غلو کرنے لگے بھی پہچانیے رات بھر جن لوگوں نے علیؑ کو نبی سمجھا ہم ان کو مشرک کہتے ہیں کیا ہم علیؑ کے بارے میں غلو کریں گے۔ صلوات۔

ہم علیؑ کو ان کے درجے سے بڑھائیں گے علیؑ کو علیؑ کے درجے سے کوئی نہیں بڑھا سکتا۔ بہر حال اجر رسالت دیکھئے اللہ کے مدد کرنے کے طریقے ہیں آپ اللہ کی نعمتوں کا لریہ ادا نہیں کر سکتے خداوند زمین آسمان نے حضرت آدمؑ کی مدد۔ اللہ نے گریہ کے ذریعہ حضرت نوحؑ کی مدد طوفان میں۔ حضرت ابراہیمؑ کی مدد آگ کو گلزار کیا۔ یا نار کونسی داوودؑ کو سلاما اور حضرت عیسیٰؑ کو بلا لیا۔ حضرت یعقوبؑ کی مدد اور فخر حبیب کی مدد چاروں کے ذریعے سے کی۔ حمزہ ابوطالب یہ اپنے حبیب کی مدد کی ہے۔ اور دو ابن عم جعفر علیؑ کے ذریعے سے کی۔ عورتوں میں جناب خدیجہ کے ذریعے سے کی۔ علیؑ کی مدد۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار یا سمران کے ذریعے سے کی امام حسنؑ کی مدد اصحاب کے ذریعے اور امام حسینؑ کی مدد اللہ نے کس کے ذریعے سے کی تلاؤں آپ کو دو بہنوں کے سے کی۔ نام لوں میں۔ آپ کے سامنے آپ یقین مانجے کیا عرض کروں آپ کو۔ کہ رم کی چوتھی تاریخ ہے کائنات میں ہر طرف آپ مغفول عزا ہیں۔ ایسا نہیں ہے اس

وقت کائنات کی زبان پر حسین ہیں اور حسین کی زبان پر کیا ہے حسین کی زبان پر زینب زینب۔ زینب کے ذریعے سے مدد کی خدا نے وہ زینب جس نے اپنے دونوں بیٹوں کو حسین کے قدموں پر نثار کر دیا یہ زینب کے بیٹے یہ دونوں شہید ہوتے ہیں اور ان کی لاشیں در خیمہ پر لائی جاتی ہیں کبھی نے خیمے میں یہ خبر دی کہ شہزادی آپ کے دونوں بچے مار ڈالے گئے۔ لاش خیمے کے باہر ہے باخدا زینب نے پہلے پوچھا کیا میرے بھائی پر قریان ہو گئے۔ کہا گیا ہاں اپنی جانوں کو آپ کے بھائی پر نثار کر دیا۔ خوش ہو گئیں اس کے فوراً بعد کسی نے خبر دی کہ آپ کا بیٹا قاسم مار ڈالا گیا۔ لاش در خیمہ پر ہے۔ زینب خیمے سے باہر نہیں نکلیں۔ لیکن جب خبر دی گئی تو قاسم کی بہن فاطمہ وہاں پہنچی کہ میرا بھائی مار ڈالا گیا بہن فاطمہ باہر آئیں اور اپنے بھائی قاسم کی لاش پر اپنے کو گرا دیا اور ایک ایسا نوحہ کہا کہ کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے سنا ہو اور نہ رویا ہو۔ کوشش بہت کی گئی کہ بہن اپنے بھائی کی لاش چھوڑ دے۔ مگر کسی طرح سے لاش چھوڑنے کو تیار نہ ہوئی۔ کسی نے پوچھا یہ کون ہیں تو کہا گیا یہ فاطمہ بنت القاسم یہ فاطمہ قاسم کی بہن ہے اجرکم علی اللہ۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے دیکھئے شہداء کے زخموں کا تذکرہ یہ سب ہوتا رہتا ہے۔ شہداء کربلا کی پیاس پر زینب کی پیاس کو فوقیت حاصل ہے زینب اپنے بھائی کی پیاس سے زیادہ پیاسی تھی۔

شہداء کربلا میں یہ تین دن کے پیاسے نہیں ہیں ساتویں سے پانی بند ہوا۔ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو انھوں کو آئے۔ حسین سے ملاقات کی کچھ نوں کو آئے ہیں اور کچھ عاشور کے دن آئے ہیں ساتویں سے پانی بند تھا جب تک روح کا تعلق جسم سے ہے پیاس کی تکلیف ہے علی اکبر پیاس سے تڑپتے رہے۔ وقت شملات حسین کا شیر خوار بچہ

پاس سے بے چین رہا کب تک۔ وقت ثنات تک۔ اور حسین اپنی سوکھی زبان دیکھاتے رہے۔ وقت ثنات تک حسین اولاد حسین و اصحاب حسین یہ کب تک پاس سے ان کی پاس معتبر روایات میں ہے کہ پیغمبرؐ اور علی ساقی کوثرؑ یہ جام آب لیے کھڑے تھے۔ تو پاس کا سلسلہ کب تک رہا عصر عاشور تک۔ جب نضاء میں آواز گونجی الا قتل الحسین بکربلا یہ پاس کی تکلیف ختم ہو گئی جام آب تیار ہوا لیکن عصر عاشور کے بعد زینب اب بھی پیاسی تھی۔

لیکن اب بھی پیاسی اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے کیوں زینب کی پیاس کا ذکر نہیں ہوتا۔ زینب کے ذمہ میں حسین کے ننھے ننھے بچوں کی حفاظت ہے کبھی زینب نے اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں پیاسی ہوں اجرکم علی اللہ کیوں نہیں کہا کہ بچوں کا دل نہ دکھے عالمہ غیر معلہ نے اپنی پیاس کے بارے اپنی پیاس کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ لیکن اپنے بھائی سے جب رخصت ہونے لگیں ہیں جب کربلا میں جانے لگیں تو کہا تھا بھیا میں جا رہی ہوں ہو سکتا ہے کہ بہن ساری مصیبتوں کو تمہاری بھلا دے مگر ایک مصیبت۔ بہن کبھی نہیں بھول سکتی وہ کوئی مصیبت۔ بھیا تیرا فرات کے کنارے پیاسا زنج ہوتا۔ اجرکم علی اللہ۔ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے اور رولانے والوں میں قرار دے ارباب۔ عزا میں تیری پیاس کو نہیں بھول سکتی اپنی پیاس کا ذکر نہیں کیا اور حسین کی پیاس کیسی تھی۔ جن کو دیکھو حسین کی پیاس کا اثر اور خصوصیت کے ساتھ آپ کو پیغام دیا ہے حسین نے ایک تو اپنے بیمار فرزند کے ذریعے سے۔ امام زین العابدین کے ذریعے سے کہ میرے چاہنے والوں کو سلام اور یہ کہہ دینا کہ ان ابی قتل عطشانا میرا باپ پیاسا مار ڈالا گیا اور دوسرے کس کے ذریعے سے اس بچی کے ذریعے سے کہ کربلا

میں جس کی پیاس سے متاثر ہو کر عباس نے اپنے خیمے میں جانا بند کر دیا تھا۔ بچوں کی عادت ہے آپ صاحب اولاد ہیں آپ جانتے ہیں اور جو نہیں ہیں۔ خدایا انہیں صاحب اولاد فرمانا دیکھئے بچوں کی عادت ہے کہ جس سے چیز کے ملنے کی امید ہوتی ہے بچے اس کے پاس آتے ہیں عباس جب بھی خیمہ میں داخل ہوتے سیکینہ عباس کا دامن پکڑ لیتی۔ چچا پیاس نے مار ڈالا۔ اجر کم علی اللہ آپ کو کر بلا والوں کی پیاس کا اندازہ نہیں ہے میں واضح کرنا چاہتا ہوں آپ یقین مانئے میرے سامنے مصائب کا اس وقت ایک طوفان ہے کیا پیاس تھی پیاس کا یہ عالم خیمے میں زمین اس قدر گرم تھی کہ کتب مقاتل میں دیکھا کہ پانچ سو فوج مخالف کے افراد رات کو پانی لا لا کر گھوڑوں کی ٹاپوں پر بہاتے تھے۔ اس قدر گرمی تھی اور اندیشہ تھا کہ گھوڑے مرنے جائیں تو جب یہ اشتیاء پانی لا کر اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں پر بہاتے تھے تو زمین سے غبار بلند ہوتا تھا اور وہ غبار اڑاڑ کر خیمہ حسین کے پاس آتا تھا ننھے ننھے بچے در خیمہ سے دیکھتے تھے کہ اشتیاء دریا سے پانی لاتے ہیں اور گھوڑوں کے ٹاپوں پر بہا دیتے ہیں ایک مرتبہ حسین کا گزر در خیمہ سے ہوا تو کسی بچی نے کہا بابا یہ لوگ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ اجر کم علی اللہ کہ یہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے جانوروں کا اتنا خیال۔ ارباب عزا عالم یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے ننھے ننھے بچے ناخنوں سے زمین کھودتے تھے کہ کوئی حصہ زمین کا خاک نکل آئے تو بچے کیا کرتے کہ اپنا شکم زمین کے اوپر رکھ دیتے ایک مرتبہ زینب کی نظر پڑ گئی قریب آکر دیکھا تو ایک بچہ پیاس سے مر گیا تھا اجر کم علی اللہ ارباب عزا یہ ہل من ناصر ی نصیر نا کا اثر ہے جس پر آپ رو رہے ہیں۔ شہداء کی اس وقت تکلیف یہ تھی کہ حسین کے آواز استغاثہ پر خود کو حسین کے قدموں پر نثار کر دیں اور آپ کی تکلیف کیا ہے یہی آنسو بہانا۔ یہ حسین کی نصرت ہے انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ اس کا اجر ملے گا

شهداء کر ملا اس منزل پر پہنچے کہ حسین باین عظمت و جلالت ایک مرتبہ حسین نے آواز دی
شهداء کو کہا یا ابطال ارے اے شیرو اے بہادر اے عباس اے علی اکبر مالی انا دیکم
ارے تمہیں کیا ہو گیا ہے دیکھو تمہیں کون پکار رہا ہے اجر کم علی اللہ دیکھو کون پکار رہا ہے
حسین پکار رہا ہے اٹھو اٹھ کر مدد کرو اس کے بعد ایک کلمہ کہا ارے اے شیرو ہذا بنات
رسول اللہ ارے یہ رسول کی بیٹیاں ہیں اٹھو اور ان کی مدد کرو کئے ہوئے بدنوں سے
آواز آئی لبیک لبیک وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

jabir.abbas@yahoo.com

مجلس پنجم

ان اللہ اشتري من المومنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة الخ
 موجودہ زمانے میں جہاں لا دینی کی وباء عام ہوتی جا رہی ہے اسی طرح ایک طرف ایک وباء
 اور پھیل رہی ہے جو اس سے زیادہ مملک ہے وہ یہ کہ احکام شرعیہ میں اپنی عقل کو لڑانا
 جیسے دیکھئے وہ احکام شرعیہ میں اپنی عقل کو لڑانے کا شوقین نظر آتا ہے۔ جب کہ عقل اس
 کی کام نہیں کرتی۔ وہ سمجھنا چاہتا ہے اپنی اس عقل سے جو مانت کا شکار ہے وہ احکام شرعیہ
 کے اسرار کو کیا سمجھ سکتا ہے کلن میں ایک آواز ڈالی گئی۔ تاثر یہ دیا جا رہا ہے کہ امام حسین
 علیہ السلام کی شہادت یہ اتفاقی امر ہے۔ واقعہ کر بلا ایک اتفاقی واقعہ ہے ہو گیا۔ جیسے دو آدمی
 لڑتے ہیں ایک غالب آ جاتا ہے ایک مغلوب ہوتا ہے جو غالب ہوتا ہے وہ حکومت سلطنت
 لے لیتا ہے۔ حسین اور یزید ان کی بھی اس طرح ایک اتفاقی جنگ تھی یزید غالب آیا یزید
 کے لشکر نے حسین کو موت کے گھاٹ اتار دیا شہید کر دیا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ امر اتفاقی
 نہیں ہے۔ حسین مظلوم کی شہادت اتفاقی نہیں ہے واقعہ کر بلا یہ اتفاقی واقعہ نہیں ہے اگر
 واقعہ کر بلا اتفاقی ہوتا اور حسین کی شہادت اتفاقی ہوتی تو دنیا کے دوسرے واقعات کی طرح یہ
 واقعہ بھی تاریخ کے اوراق کے سپرد ہو جاتا۔ بہت سے بادشاہ آئے لڑے جنگ کی اور ان کے
 نام بھی لوگوں کو ٹھیک معلوم نہیں ہیں اور یہ واقعہ کر بلا جتنے دن گزرتے جاتے ہیں اتنی ہی
 زیادہ۔ آج کوئی ایسا بچہ بھی نہیں ملے گا جو واقعہ کر بلا سے واقف نہ ہو۔ درود پڑھیں۔

اس منیہ میں کتنا ذکر ہوتا ہے واقعہ کر بلا کا۔ شہادت امام مظلوم کا اتنا ہی اس میں

تازگی بڑھتی جاتی ہے یہ واقعہ کہنہ ہوتا ہی نہیں یہ مبالغہ نہیں ہے اور نہ غلو ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ جیسے قرآن آپ پڑھیں مسلسل بار بار پڑھنے سے جیسے قرآن قرآن کہنہ نہیں ہوتا اسی طرح سے واقعہ کر بلا بار بار پڑھتے جائیے تازگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے وہ پرانا نہیں ہوتا۔ درود پڑھیں۔

اس واقعہ کی تاریخ کو سمجھنے قادر مطلق نے عالم ارواح میں امام حسین سے امام حسین کے نفس کو خرید لیا تھا اور اس کی خبر بھی کی ان اللہ اشتری من المومنین یقیناً اللہ نے خریدا اشتری فعل ماضی ہے گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرتا ہے یقیناً اللہ نے خریدا قرآن نازل ہونے سے پہلے گزرے ہوئے زمانے میں خریدا من المومنین مومنین سے خریدا ان کے جان لی جانوں کو خریدا اور ان کے اموال کو خریدا اور دیا کیا بان لہم الجنہ اور ان کے لئے جنت قرار دی۔ یعنی جنت کے بدلے میں ان کی جانوں کو خریدا اسی طرح خریدا کہ تمام انبیاء اوصیاء آئمہ ان سب کو بتایا۔ خبر دی واقعہ کر بلا کی۔ یہ صرف ہمارے نبی ہی کو بیان نہیں کیا گیا تمام انبیاء سے اس کو بیان کیا واقعہ ہونے سے پہلے۔ حضرت آدم سے بیان ہوا حضرت نوح سے بیان ہوا تورات میں ہے انجیل میں قرآن میں تمام آسمانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے کوئی آسمانی کتاب واقعہ کر بلا کے ذکر سے خالی نہیں۔ آپ کبھی یہ خیال نہ کیجئے گا کہ صرف قرآن میں ہے۔ یہ واقعہ تمام کتابوں میں ہے اس لئے فرمایا وعدا الیہ حقاً فی التورات والا انجیل والقرآن صرف میں ہی نہیں۔ توریت انجیل میں بھی ہے تو یہ واقعہ کر بلا۔ یہ کوئی اتفاق واقعہ نہیں۔ امام حسین کی شہادت اتفاق نہیں۔ اگر اتفاق ہوتی بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں لوگ انہیں فراموش کر دیتے ہیں۔ یہ بھی فراموش کر دیا جاتا۔ یہ امر حتمی ہے کہ واقعہ تھا ہو گیا درود پڑھیے۔

اس واقع کے اثرات دیکھئے اس مجلس میں بیان کروں جب امام حسین وقت آخر اپنے
 نانا کی قبر سے رخصت ہونے آئے اور نانا کی قبر پر سر رکھ دیا نیند آگئی اب نانا سے خطاب
 کیا کہ آپ مجھے قبر میں لے لیجئے پیغمبر اکرم نے فرمایا بیٹا اخرج الی العراق ان الله
 شاء ان يراء قتيلا و معننا بدمك وان لك درجه الا بشهادة بيثاء عراق کی
 طرف جاؤ کیوں کہ اس لئے کہ مشیت الہی اور اس کا حتمی ارادہ اس امر سے متعلق ہے کہ
 تم شہید کیئے جاؤ اور اپنے خون میں آلودہ ہو اور یقیناً "ایک درجہ ہے تمہارا کہ لا تنالہا
 جس کو تم پا نہیں سکتے اس درجے تک تم پہنچ نہیں سکتے مگر شہادت کی وجہ سے شہادت کے
 سبب سے بعض کتب مقاتل میں لسن تنالہا ہے اور بعض میں لا تنالہا ہے کہ شہادت
 کے ذریعے سے ان اللہ شاء اس میں اللہ کا حکم دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نے امر کیا یہ بھی
 نہیں فرمایا حکم اللہ کہ اللہ کے حکم دیا ہے۔ شہید ہونے کا۔ اوجب بھی نہیں فرمایا کہ اللہ
 نے واجب کیا ہے۔ یہ بھی نہیں فرمایا الزم بھی نہیں فرمایا کہ اللہ نے شہادت کو لازم قرار دیا
 ہے اور اس طرح کا کوئی صیغہ استعمال نہیں کیا بلکہ شاء فرمایا کہ اللہ کی مشیت یہ ہے۔
 مشیت الہی سے مافوق کوئی شے نہیں ہے بلا کوئی شے نہیں ہے ان اللہ خلق الاشیاء
 بالمشیتہ و خلق المشیتہ بنفسہا اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے اشیاء کو
 تمام چیزوں کو پیدا کیا اپنی مشیت سے مشیت کے ذریعے سے اور مشیت کو خود مشیت سے
 پیدا کیا تو مشیت سے مافوق کوئی امر نہیں کوئی شے نہیں۔ تمام امور و اشیاء سے مافوق ہے
 مشیت اس لئے شاء فرمایا کہ امام حسین کی شہادت قضا متبرم تھی خود حسین شہادت تھے۔
 یہ ظاہری جسم کا قتل ہونا یہ بڑا نہیں ہے۔ شہادت یعنی شہود عند الرب یہ معنی ہیں اور تمام
 حقائق اور دقائق اشیا کا علم بخود۔ آپ سمجھ رہے ہیں۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ خدا لم

یزل ولم یزل اس نے روز اول ہی شحات کا درس دے دیا تھا۔ یہ قضا و شحات یہ قص، قباء شحات خیاط ازل نے پہلے ہی سے ان کو ان کے زیب تن کر دیا تھا۔ توجہ ہر شے اپنے عالم میں کمال تک پہنچنے میں موقوفی ہے تکالیف۔ شہائد یہ ساری چیزیں ہیں ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شمع جب تک جلتی نہیں وہ دوسری چیز کو روشن نہیں کرتی جب جلتی ہے تب روشن کرتی ہے۔ لہذا جب تک گرم نہ کیا جائے آگ میں اس میں کمال بلندی پیدا نہیں ہوتا اسی طرح سے ساری چیزیں۔ وہ شحات ایک امر حقیقی ہے اس کے لئے یہ مصائب یہ تکالیف یہ شہائد ہونے تھے۔ درود پڑھیں۔

کما اخرج الی العراق، عراق سے مراد یہ ظاہری عراق نہیں ہے جس طرح سے قرآن اس کا ایک ظاہر ہے۔ ایک باطن ہے۔ قرآن یہ ایک معنی ہے اس کا حل سوائے محمد و آل محمد کے کسی کے پاس نہیں ہے۔ سوال یہ ہے خداوند زمین و آسمان نے اس قرآن کو معنی کیوں نازل کیا۔ ایسا نازل کر دیتا سب سمجھتے۔ یہ معنی کیوں نازل کیا اس لئے معنی نازل کیا تاکہ ہر شخص مجبور ہو محمد و آل محمد کی ڈھوڑی پر آنے پر۔ ہر ایک کو یہاں آنا پڑے۔ مگر اس لئے خدا نے قرآن کو معنی نازل کیا تو اس طرح قرآن کے ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔ باطن 70 بطون۔ اسی طرح کلام معصوم۔ یعنی حدیث اس کے بھی ظاہر اور باطن ہیں۔ یہ حدیث قرآن سے سقم نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ تو سنئے قرآن اور حدیث یہ حدیث بھی کلام خدا ہے کیا آپ نہیں پڑھتے وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یہ قرآن خود کہتا ہے کہ یہ حدیث بھی قرآن ہے میرا حبیب اپنی طرف سے کلام نہیں کرتا وہ تو ایک وحی ہے زبان اس کی ہے کلام میں کرتا ہوں تو حدیث بھی کلام اللہ ہے۔ ایک فرقہ ایسا پیدا ہو رہا ہے جس کا میں نے نام رکھا ہے ہوا پرست کہ وہ کہتا ہے

ہر بات کو کہ قرآن سے دیکھائیے قرآن میں کہیں ہے۔ ان کا فرمانا ہی یہ دلیل ہے کہ قرآن میں ہے۔ اگر قرآن میں نہ ہوتا تو یہ کبھی نہ کہتے۔۔۔ درود پڑھئے۔

قرآن اور حدیث مقامِ تحدی ہے چیلنج ہے قرآن۔ کیونکہ معجزہ بنایا گیا۔ یہ حدیث کیونکہ معجزہ نہیں ہے کلام ہے۔ الحاصل اگر میں نہ ہوتا خدا نہ ہوتا خدا نہ کہتا زبان اس کی ہے وہ جو چاہتا ہے کہتے ہیں اگر قرآن میں نہ ہو۔ تو کبھی بھی یہ نہ کہتے۔ تو جس طرح سے اس کا ظاہر اور باطن ہے۔ اخرج الی العراق تو ظاہر یہ ظاہری عراق ہے اور باطن اے حسین تمام تعینات اور تمام شکستوں سے منزہ ہو جاؤ اب خلق سے خالق کی طرف سفر کرو۔ درود پڑھیں۔

مثلاً دے دوں حضرت موسیٰ کو خداوند عالم نے طور پر دعوت دی بلایا۔ جس طرح ہمارے نبی کریم کو دعوت دی کہ قاب قوسین اور اودئی۔ معراج پر بلایا حضرت موسیٰ کو جب اس نے بلایا تو دو امر تھے۔ حکم تھے۔ ایک ظاہری حکم تھا ایک باطنی۔ جناب موسیٰ کو دو طرح کا حکم دیا گیا تھا ظاہری حکم تو یہ تھا کہ فخلع نعلیک بانک فی الوادی المقدس طوی اے موسیٰ جوتیاں اتار کے آؤ۔ یہ وادی مقدس ہے اور باطنی حکم یہ تھا جناب موسیٰ کو کہ اپنے اہل بیت کی محبت دل سے نکال کر آؤ صرف میری محبت لے کر آؤ۔ یہ جناب موسیٰ کو باطنی حکم تھا کہ صرف میری محبت لے کر آؤ۔ اپنے اہل بیت کی محبت دیں چھوڑ کر آؤ۔ ہمارے نبی کریم کو بھی دو طرح کا حکم تھا۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ ظاہری حکم تو ہمارے نبی کو یہ تھا کہ اے میرے حبیب جوتیوں سمیت آؤ۔۔۔ یہ تو ظاہری حکم تھا باطنی حکم یہ تھا کہ اپنے اہل بیت کی محبت لے کر آؤ جو عین دین ہے۔

صلوات۔

یہ حکم تھا دونوں پیغمبروں کو اس سے مستفاد ہوتا ہے۔ ظاہری اور باطنی سے اخراج الٰہی العراق عراق ظاہری اور باطنی۔ اب سرگز خالق کی جانب۔ امام حسین سے سرکارِ دو عالم نے فرمایا ان لک درجہ حسین تمہارا ایک درجہ ہے بغیر شعلات کے اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ درجہ کیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ کونسا درجہ ہے حسین امام ہیں امت کے درجے پر فائز ہیں معصوم ہیں۔ درجات ہیں امت ہے ولایت ہے وصلیت ہے نبوت ہے رسالت ہے اولوا العلم ہے اور خاتمیت۔ حسین امت کے درجے پر فائز ہیں عصمت کے درجے پر فائز اور تمام کمالات۔ ان میں بالفعل موجود۔ تو یہاں کونسا درجہ ہے جو شعلات کے ذریعہ حاصل ہوا۔ یہ سمجھنا چاہئے۔ کونسا درجہ ہے۔ امام ہیں امام کو کیا ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ کوئی نقص نہ ہو۔ امام کو تمام عیوب سے پاک ہونا چاہئے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں ہونا چاہئے تمام کمالات اس میں بالفعل موجود ہوں تمام کمالات سے خداوند عالم ان کو آراستہ کر کے پیدا کرتا ہے۔ ابھی آپ سن رہے تھے۔ علم یہ بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ علم وہیں سے پڑھا کے ان کو نبیجا جاتا ہے اور اس دنیا میں آنے کے بعد یہ کسی کے سامنے ڈانٹ تلخ نہیں کرتے۔ کسی سے پڑھتے نہیں یہ وہاں سے پڑھا کے بھیجے جاتے ہیں علمہ الشدید القوی پڑھا کر بھیجتا ہے اور ضرورت بھی نہیں ہے یہاں پڑھنے کی۔ مثل سے سمجھ لیجئے دیکھئے یہ چراغ جو تیل سے جلتا ہے اس کو آپ جلائیں ماچس یا آگ ہو گی۔ تب آپ اسے جلائیں گے بغیر اس کے چراغ نہیں جل سکتا۔ لائیں بغیر مٹی کے جل نہیں سکتیں۔ کیوں اس لئے کہ اس چراغ کا تعلق مادہ نور سے منقطع ہو چکا ہے۔ لہذا وہاں ضرورت ہے تو جہاں یہ تعلق برقرار رہتا ہے وہاں ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو علم

لینے کی کیا ضرورت تھی ان کا تو تعلق کبھی خدا سے منقطع ہی نہیں ہوا۔ ان کو پرہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ - ہر حال امام ہیں۔ عمدہ امانت پر فائز ہیں۔ معصوم ہیں۔ اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ و مبرا ہیں پھر وہ کون سا درجہ ہے۔ کیا شعلات کے بعد حسین مرتبہ نبوت پر فائز ہو گئے نبوت ایک بہت بڑا درجہ ہے۔ نبوت سے مافوق رسالت ہے۔ رسالت سے مافوق اولوالعظم ہوتا۔ اولوالعظم کے مافوق کیا ہے۔ خاتیت خاتم ہونا یہ خاتیت قوس صعود کا نکتہ آخر ہے۔ امکان اور ممکن کی ترقی کا نکتہ آخر ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں۔ جس طرح ایک وقت میں دو خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک وقت میں دو خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ خالق کا کوئی مثل نہیں۔ اس لئے خداوند عالم نے خاتم النبیین کا مثل پیدا نہیں کیا۔ نکتے کی بات یاد رکھئے گا۔ یہ راز تھا جب براق جیسی برق رفتار سواری دے کر بلایا اور قاب قوسین پر بلایا۔ مہمان کو بلا کر ایسے ہی نہیں بٹھایا جائے گا کچھ بات چیت گفتگو ہوئی ہوگی تو یہ اتفاق ہے۔ کہ ایسی بدن عنصری میں پیغمبر گئے۔ ایک ایسے مقام پر کہ کائنات ان کے زیر قدم وہاں پیغمبر سے گفتگو کلام کرنا ہے اور اللہ کے کلام کرنے کے کیا معنی ہیں کہ اللہ متکلم ہے۔ صفات ثبوتیہ یعنی وہ صفات کہ عقلاً جن کا پایا جانا وجود میں ضروری ہے۔ ان میں ایک صفت کہ وہ عالم ہے۔ قادر ہے۔ حی ہے۔ متکلم ہے۔ تو متکلم ہونے کے کیا معنی ہیں۔ معنی ہیں موجد کلام۔ یعنی اللہ کلام کا ایجاد کرنے والا ہے۔ درخت سے کلام ایجاد کر دیا کما خدا کلام کر رہا ہے جیسے حضرت موسیٰ سے یا درخت میں یا پتھر میں یا کسی بھی چیز میں اللہ کے متکلم ہونے کے معنی یعنی اللہ موجد کلام۔ کلام کا ایجاد کرنے والا ہے اب یہاں کیونکر اور کیسے کلام ایجاد کیا جائے اپنے حبیب سے۔ اب جسم و جسمانیہ کا مسئلہ اور بتلانا یہ ہے کہ میں حبیب کو وہاں لے گیا جہاں کسی کی مجال نہیں کسی کا گزر ہی

نہیں ہو سکتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جبرائیل تو پیچھے ہی رہ گئے تھے۔ سدرۃ المتسمیٰ پر یہ کہہ کر۔ لو دنوت ائبلتہ لاحترقت اگر میں ایک انگلی بھی آگے بڑھتا ہوں تو خطرہ ہے تپش انوار الہی سے کہیں بل پر مجلس کر ہی نہ رہ جائیں۔ یہ ہے میری حد۔ میں اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر میں اپنی حد سے آگے بڑھتا ہوں تو اندیشہ ہے۔ جبرائیل نے۔ سید الملا کہ نے مسئلہ بہت اچھا حل کر دیا کہ دیکھو یہ یاد رکھو اپنی حد سے آگے بڑھنے کا نتیجہ جلا ہے۔ کائنات و من کان جو بھی اپنی حد سے آگے بڑھے گا جو بھی ہوگا جلے گا۔ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھتا چاہئے اب خدا نے وہاں کیسے کلام کیا اللہ کے مشکلم ہونے والا مسئلہ۔ اگر آتا "فانا" وہاں کوئی جسم خلق کر دیا جائے اور اس کے ذریعے سے کلام کیا جائے تو پھر اس میں نبی کی فضیلت اور انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ وہ جسم جو خلق کیا وہ افضل ہوا جا رہا ہے۔ تو اب کیا ہے اللہ اب قدرت نے طریقہ نکالا۔ کلام کرنے کا کہ کوئی ایسا ہونا چاہئے کہ میرے حبیب کے جسم میں اور اس کے جسم میں کوئی فرق نہ ہو۔ جس کا گوشت اس کا گوشت ہو۔ درود پڑھیں۔

تو ان لک درجہ ایک درجہ ہے وہ کونسا درجہ ہے کیا امام حسین شہادت کے بعد رسول ہوں گے۔ یہ بھی نہیں ہے۔ اولوا عظم ہوئے۔ خاتم النبی ہوئے نہیں۔ یہ تو کفر ہے نعوذ باللہ ایسا نہیں ہے۔ وہ کونسا درجہ ہے کہ حضور نے یہ بتلایا کہ ان لک درجہ حسین تمہارا ایک درجہ ہے۔ تم وہاں تک پہنچ نہیں سکتے الا بالشہادۃ درجہ شہادت پر فائز ہونے کے بعد۔ تم اس تک پہنچ سکتے ہو وہ طے گا درجہ۔ دیکھیے وہ درجہ طویل نہیں ہے عرضی ہے۔ خداوند زمین آسمان کا فیض غیر متناہی ہے۔ جو فیض بھی حاصل ہو اس کے مافوق فیض ہے۔ یہ کہیں نہیں ہو سکتا۔ یہ درجے سے مراد شفاعت کبریٰ کا درجہ ہے۔ شفاعت

کبریٰ قیامت میں شفاعت کرنے والے بہت ہوں گے مگر سب سے زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہو گی جن کی امام حسین نے شفاعت کی ہو گی۔ دنیا میں جس نے بھی حسین سے تعلق پیدا کیا ہے۔ کسی طرح سے تو جب خطاب ہو گا یا ایہا النفس الطمئنه ارجعی الی ربک راضیتہ مرضیتہ جب ان کو حکم ہو گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تو امام حسین تمہا نہیں جائیں گے۔ دنیا میں جس نے بھی حسین سے ربط رکھا ہے۔ حسین سے ربط کوئی حسین پر رو کر تعلق رکھتا ہے۔ کوئی آکر رونے کی صورت بنا کر ربط رکھے۔ کوئی مجلس بہا کر کے ربط رکھے کوئی مصائب کوئی حسین پر رو کر تعلق رکھتا ہے کوئی آکر رونے کی صورت بنا کر ربط رکھے کوئی مجلس بہا کر کے ربط رکھے۔ کوئی مصائب بیان کر کے۔ کوئی حسین کے نام پر پانی پلا کر۔ جس طرح سے بھی ہو حسین کو جب حکم ہو گا۔ حسین ان سب کو ساتھ لے کر جائیں گے کسی کو آپ چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ حدیث میں دیکھا کہ ایک شخص آئے گا۔ محشر میں بہت پریشان۔ جدھر جائے گا کوئی اس کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا۔ ایک مرتبہ اس کے کھن میں ایک آواز آئے گی کہ تم حسین کے پاس چلے جاؤ تم نے دنیا میں حسین سے کوئی معاملہ کیا۔ تو اس وقت اسے یاد آ جائے گا وہ حسین کے پاس آ جائے گا۔ حسین کے پاس جا کر وہ ذکر کرے گا۔ ہر وہ شخص جو مجلس میں روتا ہے۔ ایک نوشتہ اس کے نام پر لکھ کر رکھ دیا جاتا ہے فائل میں۔ نامہ اعمال میں لکھ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس میں لکھا ہوتا ہے ہذا اشتری بہ ابو عبد اللہ الحسین یہ وہ چیز ہے جس کو ابو عبد اللہ حسین نے خریدا ہے دیکھئے ہر قطرہ اشک کا ہذا اشتری بہ ابو عبد اللہ الحسین الحاصل تو شفاعت کبریٰ شہادت کے بعد۔ خداوند عالم نے حسین کو دی ہے۔ اور بھی کچھ چیزیں خدا نے دی ہیں۔ ایک تو امامت آپ کی اولاد میں ہے الامام فی ذریتہ امام آپ

کی ذریت میں والشفاء فی تربتہ اور شفا آپ کی تربتہ میں واستجابتہ تحت قبہ اور تحت قبہ سید الشہداء قبولت دعا کی جگہ ہے۔ مایوس نہ ہوں۔ آپ خصائص حنیہ میں شیخ جعفر ششتری نے لکھا کہ جس جگہ حسین علیہ السلام کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔ اس جگہ کا حکم قبہ حنیہ کا ہے۔ وہاں دعا رد نہیں ہوتی۔ اگر کوئی دعا کر کے وہاں دعا رد نہیں ہوتی واستجابتہ تحت قبہ سید الشہداء دعا رد نہیں ہوتی بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی دعا کرتا ہے اور جس دعا کو اللہ قبول کرنا چاہتا ہے۔ تو فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ فلاں شخص کی دعا تحت قبہ سید الشہداء لاؤ یہاں سے بلند کرو۔ تو میں اس دعا کو قبول کروں گا۔ کیوں دعا قبول ہے۔ اس لیے کہ یہ حسین کا بلایا ہوا ہے۔ حسین کا جہاں ہے اور امام حسین کے مہمان کی خواہش اگر رد ہو جائے۔ تو اس میں حسین کی دل شکنی کا اندیشہ ہے۔ اور حسین کی دل شکنی نہ اللہ کو منظور ہے۔ اور نہ اس کے رسول کو منظور ہے ان لک درجہ وہ شفاعت کبریٰ کا درجہ ہے لن تالھا الا شہادہ وقت کم رہ گیا۔ آخری بات عرض کر دوں اسے آپ سمجھ لیجئے دیکھئے سرکار دو عالم نے آخری حدیث میں۔ آخری وقت یعنی وقت اختصار یعنی قبض روح کے وقت۔ فاطمہ موجود ہیں علی موجود ہیں حسین موجود ہیں آپ نے حسین کو اپنے قریب بلایا وضمہ الی صدرہ اور حسین کو اپنے سینے سے لگایا اور اوسر فاطمہ تشریف فرما ہیں۔ علی ہیں حسین ہیں اس وقت حسین کو قریب بلایا سینے سے لگایا اور حسین کے آہستہ سے کان میں فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا عاشور کے دن میری امت کو بھلانا نہیں۔ میری امت بہت گناہ گار ہے امت کو فراموش نہ کرنا۔ یہ کہا حسین روئے۔ بہت روئے وفات رسول کے بعد امیر المومنین نے پوچھا کہ تانا نے کیا کیا تھا تم بہت روئے تھے۔ کہا تانا نے کیا کیا تھا کہ عاشور کے دن میری امت کو نہ بھلانا۔ یہ حسین نے اپنے تانا کے

حکم پر عمل کیا۔ وہ آخری وقت امام فرماتے ہیں والشمر جالس علی صدرہ شمر امام حسین کے سینے پر ہے اس وقت خود یہ شمر راوی ہے کہتا ہے کہ میری نظر حسین کے لیوں پر پڑی جب تمام مقدمات میں طے کر چکا۔ میں چاہتا تھا کہ سر حسین کو بدن سے جدا کروں ایک مرتبہ حسین کے لیوں پر میری نظر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ حسین کے لیوں میں جنبش ہو رہی ہے حرکت ہو رہی ہے۔ تو مجھے خیال آیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ حسین میرے لیے بد دعا تو نہیں کر رہے تو اس نے کہا کہ میں نے جھک کر کان لگایا۔ تو میں نے سنا کیا سنا کہ حسین فرما رہے ہیں کہ خدایا میں نے اپنے وعدے کو پورا کیا۔ میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جو ان بھائی دوں گا میں نے دے دیا۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے جوان بیٹے کو دوں گا میں نے تجھے دے دیا۔ میں نے اپنے شیر خوار بچے کو دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے تجھے دے دیا۔ اب تو اپنا وعدہ پورا کر اب مجھے شفاعت کا موقع عطا کر۔ ارباب عزاء بحار الانوار کے الفاظ ہیں کہ اب شمر چاہتا ہے کہ امام حسین کو قتل کرے فضاحک الحسین حسین بلند آواز سے ہنس دیئے۔ آپ نے غور کیا سوچا کہ امام حسین کیوں ہنس دیئے علامہ در بندی نے چھ سات وجہیں لکھی ہیں۔ اسرار الشہادہ میں امام حسین کے ہنسنے کی۔ مگر ان میں سے کوئی وجہ میرے ذوق کے مطابق نہیں تھی۔ اس لئے میں بیان نہیں کرتا جو وجہ ہنسنے کی میری سمجھ میں آتی ہے وہ آپ سن لیں اگر اس وقت آپ کو رونا نہ آئے تو نہ روئے گا اس لئے کہ رونے کا موڑ ہوتا ہے خود امام علی رضا علیہ السلام نے ابن شیبہ سے فرمایا تھا کہ ابن شیبہ دیکھو کہ جب موڑ ہو اور دل چاہے رونے کا۔ تو میرے جد امجد حسین پر رونا کیوں فائدہ ذبح کما یدبح الکشف اس لئے کہ میرے جد مظلوم حسین جانوروں کی طرح ذبح کر دیئے گئے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں

نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے یہ کیا فرما رہے ہیں امام علی رضا علیہ السلام۔ امام فرما رہے ہیں کہ جانور کو جب لوگ ذبح ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کوئی نہیں کہتا کہ تم کیوں ذبح کر رہے ہیں اسی طرح فرزند زہراء کو شمر ذبح کر رہا تھا اور سب دیکھ رہے تھے کسی نے نہیں کہا ارے شمر یہ کیا کر رہا ہے۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے اگر ہو گا موڈ تو روئے گا ایک بات یاد رکھئے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی جانور کو شمر کے کنارے دریا کے کنارے پیاسہ ذبح کیا گیا ہو۔ اور نہ یہ دیکھا کہ کسی جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کا سر نوک نیزہ پر بلند کیا گیا ہو۔ اجر کم علی اللہ دو وجہ ہیں ہنسنے کی ایک وجہ ہنسنے کی یہ سمجھ میں آتی ہے کہ حسین یہ دیکھ رہے تھے کہ جب اسماعیل کو ابراہیم نے ذبح کرنے کے ارادے سے لٹایا۔ حکم تھا ذبح کرنے کا لٹایا تو بدل واقع ہوا فدیہ آگیا۔ اسماعیل بچ گئے حسین سوچ رہے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو فدیہ آجائے اور میں شحات سے رہ جاؤں۔ جب یہ تمام مراحل طے ہو چکے تو حسین ہنس دیئے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اب مجھے شفاعت کا حق حاصل ہو گیا۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے اور ایک دوسری وجہ جو میں سمجھا ہوں کہ حسین ہنس دیئے۔ یہ اپنے بابا کو دیکھ کر ہنس دیئے دنیا میں کوئی بھی مرتا ہے تو امیر المومنین ضرور آتے ہیں اس کے پاس۔ کیا اپنے بیٹے کے پاس نہیں آئے ہوں گے وہ آئے۔ ایسا بیٹا شمر سینے پر۔ اندیشہ تھا کہ کہیں علی کا ہاتھ ذوالفقار تک نہ پہنچ جائے حسین نے ہنس کے بتلایا کہا بابا کہ میں آدم نہیں ہوں جو کھا جاؤں گا میں نوح نہیں ہو جو بگڑ جاؤں گا۔ طوفان سے میں ابراہیم نہیں کہ لیٹمن قلبی کہوں میں آپ کا بیٹا ہوں میں فاطمہ کا بیٹا۔ یہ کیا مصیبت ہے آپ کے حسین پر اس سے بھی زیادہ مصیبت آ

جائے تو آپ کا حسین اس کو بھی برداشت کرے گا اجر کم علی اللہ آئیے ہم سب مل کر کہیں
موٹی اے کاش۔۔۔ ہمارے بچے قتل کر دیئے جاتے اور آپ کا جوان بیٹا علی اکبر بچ جاتا۔
اجر کم علی اللہ موٹی کاش ہماری عورتیں اسیر کر لی جاتیں اور زینب اور ام کلثوم بچ جاتیں۔
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

jabir.abbas@yahoo.com

مجلس ششم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة
 البغ اس آیت کا ترجمہ اردو زبان میں یہ ہے۔ یقیناً شک نہیں اللہ نے خریدا من المومنین
 مومنین سے انفسهم ان کے نفسوں کو واموالهم اور ان کے اموال کو خریدا بان لهم الجنة
 اس امر کے عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے اور وہ مومنین کہ جن کے نفسوں کو اللہ
 نے۔ جن کے اموال کو خریدا ان کے علائم یہ ہیں ان علائم سے ان کو پہچانو یقاتلون
 فی سبیل اللہ وہ اللہ کی راہ میں لڑیں فیقتلون اور اللہ کی راہ میں قتل کریں گے
 کفار مشرکین اور منافقین کو قتل کریں گے۔ اللہ کی راہ میں ویقتلون اور پھر قتل ہو
 جائیں گے وعدا" علیہ حقافی التوات والانجیل والقرآن اس معاملے کا ذکر
 توریت میں بھی ہوا۔ انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اس معاملے کا تذکرہ جملہ آسمانی
 کتابوں میں ہوا ہے وعدا" علیہ جملہ آسمانی کتابوں میں زیور میں بھی ہے یہ کیونکہ ممتاز کتابیں
 ہیں۔ ان کا نام لے لیا۔ ذکر اور تذکرہ اس معاملے کا تمام آسمانی کتابوں میں اور جملہ صحیفوں
 میں صحف ابراہیم و موسیٰ اس معاملے کا ذکر فرمایا ہے ومن او فی بعہدہ من اللہ
 فشتبشرو تم خوش ہو جاؤ اپنے اس بیعت سے الذی بایعتم بہ جس کے ذریعے سے
 تم نے بیعت کی ہے وذالک هو الفوذ العظیم اور یہ بڑی کامیابی ہے درود پڑھیں۔

پرسوں کی مجلس میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ نجات کیلئے تمام عمل کافی نہیں ہے اور
 قادر مطلق کو تمام عمل مطلوب نہیں ہے۔ یہ عرض کیا تھا کہ خداوند زمین و آسمان نے اپنے

حبیب کو بھیجا امر ولایت کی تبلیغ کیلئے اور جملہ عزازات۔ یہ مقدمات اور یہ فروعیات ہیں اس امر ولایت کے۔ ولایت کے یہ مقدمات ہیں اور ایک دعا جس کا نام ہے دعا اعتقاد اس کا ایک فقرہ عرض کیا تھا دعا۔ دعا کے نام بھی ہیں جیسے دعا کمال دعا ابو حمزہ ثمالی، دعا مکارم الاخلاق، دعا افتتاح، دعا جوش کبیر، دعا جوش صغیر، دعاؤں کے نام اور یہ دعا کمال یہ کمال کو سر اللہ فی العالمین امیر المومنین کے اصحاب میں سے ہے۔ ان کے نام سے یہ دعا ہے ابو حمزہ ثمالی جو اپنے زمانے کے سلمان ہیں۔ اپنے زمانے کے سلمان ہیں۔ یہ دعا امام زین العابدین علیہ السلام نے تعلیم دی۔ دعا کمال امیر المومنین سے مروی ہے اور دعا مکارم الاخلاق یہ امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے دیکھئے دعاؤں میں بعض دعائیں استدلال ہیں اور بعض غیر استدلالی یہ دعا ابو حمزہ ثمالی یہ امام زین العابدین کی استدلالی دعا ہے۔ آپ نے دعا دلیل سے عرض کی۔ ایک فقرہ عرض کروں الھم انت القائم عذابا، اے میرے اللہ، اے میرے معبود تو نے فرمایا ہے کہ سائل کو اپنے دروازے سے محروم واپس نہ کرنا یہ تو نے فرمایا ہے اب میں تیرے دروازے پر سائل بن کر آیا ہوں۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ تو ہم کو تو یہ حکم دے رہا ہے واپس نہ کرو۔ تو تو بطریق اولیٰ اس پر عمل کرے گا۔ واپس نہیں کرے الحاصل اس طرح تو نے حکم دیا دعا کا اور وعدہ کیا تو نے قبول کرنے کا۔ تو نے کہا اودعونی دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو تیرے حکم سے میں نے دعا کی۔ میں نے تیرے امر پر عمل کیا۔ تو اپنے وعدے پر عمل کر۔ یہ دعا جس کا فقرہ میں نے عرض کیا تھا وہ دعا اعتقاد ہے نماز صبح کی حقیقت میں۔ یہ دعا اعتقاد ہے اور معتبر کتابوں میں یہ دعا موجود ہے ان علیا امیر المومنین قاتل المشرکین یہ فقرہ میں نے بیان کیا تھا امامی و صراطی و محجستی علی کے جن کے اوصاف ہیں وہ تمام مومنین کے امیر اور مشرکین کے قاتل ہیں ان سے جہاد کرنے

والے ہیں۔ علی میرے امام ہیں۔ دعا کے معنی یہ ہیں میرے امام اور میرا راستہ علی ہیں و مجھے اور میرا واضح راستہ علی ہیں میں اس راستے پر چلتا ہوں و من اثنی ومن لا اثنی فی اعمال الظاہر الا بولایتہ والا قرار بفضائلہ اس دعا کا فقرہ ہے کہ وہ علی کے میں اپنے ظاہری اعمال پر بھروسہ نہیں کرتا اگرچہ وہ اعمال اچھے ہوں۔ اور میں تنہا ان اعمال کو نجات دلانے والا نہیں سمجھتا الا بولایتہ مگر علی کی ولایت کے ساتھ۔ یعنی میں ان اعمال کو نجات دلانے والا سمجھتا ہوں جو ولایت کے ساتھ ہوں یہ معنی ہیں اس کو سمجھ لیجئے گا کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد اب عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے ایسا نہیں ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد اب عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ عمل سے پہلے ولایت حاصل کرو۔ ولایت حاصل کرنے کے بعد اب ان اولیاء کے کہنے پر عمل کرو۔ یعنی جو بتائیں اس پر عمل کریں اس کے بعد عمل کرو۔ تو معنی صاف ہے کہ وہ نماز جو اللہ چاہتا ہے وہ وہ نماز ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ اور وہ روزہ جو اللہ چاہتا ہے وہ وہ روزہ ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ وہ عبادت جیسے اللہ چاہتا ہے۔ وہ وہ عبادت ہے جو ولایت کے ساتھ ہے۔ تنہا نماز اللہ نہیں چاہتا بغیر ولایت کے تنہا روزہ بغیر ولایت کے نہیں چاہتا ولایت کے ساتھ ساتھ یہ ولایت بت ہی اہم ہے۔ یعنی خداوند عالم توحید بھی بغیر ولایت کے نہیں چاہتا۔ توحید بھی نہیں ٹامن الحجاج ٹامن الائمتہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا حدیث کہ لا الہ الا اللہ حصنی خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ یہ میرا قلعہ ہے ومن دخل حصنی امن من عذابی اور جو میرے اس قلعہ میں آ گیا داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو گیا۔ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ بشر وطہا وانا من

شروطھا کہ اس کی شریں ہیں اور میں ایک شرط ہوں اور امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ایک فقرہ یہ بھی ہے اسلام علیک یا ثالث شروط لا الہ الا اللہ کہ ایک شرط یہ ہیں الحاصل شرط کی دو قسمیں ہیں ایک شرط صحت اور دوسری شرط کمال شرط صحت یہ آپ اسے کہتے ہیں جس پر عمل اور شے کا موقوف ہونا صحیح ہو۔ جیسے گھر کیلئے دیوار اور چھت ظاہر ہے بغیر دیوار اور چھت کے گھر وجود میں نہیں آ سکتا یا جیسے نماز کیلئے محارت نماز کیلئے استقبال قبیلہ۔ نماز کیلئے ایات مقام۔ اس لئے کمال صلاۃ الا بالعمور نماز بغیر محارت کے نہیں ہے۔ یعنی محارت شرط ہے نماز کی۔ کیا مطلب نماز وجود میں نہیں آ سکتی بغیر محارت کے اگر بغیر استقبال قبیلہ کی طرف منہ ہو تو نماز وجود میں نہیں آ سکتی۔ اب قبلے کی طرف بھی منہ ہے مگر جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے وہ مباح نہیں ہے وہ غصبی ہے۔ تو غصبی جگہ میں بھی نماز وجود میں نہیں آ سکتی لا صلاۃ الا بالطہور نماز بغیر محارت کے صحیح نہیں ہے۔ یہ ہے شرط صحت۔ محارت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے استقبال قبلہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ ایات مکان نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ ہر حال غصبی جگہ پر نماز نہیں ہوتی۔ نماز پڑھتے جاپئے وہ نماز ہی نہیں ہے۔ کالعدم ہے اس پر اثر نماز مرتب نہیں ہو گا شرط کی ایک قسم ہے شرط کمال جیسے لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں یہ شرط کمال ہے لا صلاۃ الا بحضور القلب نماز نہیں مگر حضور قلب کے ساتھ۔ اگر نماز نہیں ہے تو تکلیف تو ساقط ہو جائے گی مگر ثواب کم ہو گا یہ شرط کمال ہے۔ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں مگر مسجد میں تو کیا اگر گھر میں نماز پڑھے تو نماز صحیح نہیں ہے۔ گھر میں نماز عورتوں کیلئے تو حکم ہی ہے گھر میں نماز پڑھنے کا مسجد المرأة۔ یتما عورت کی مسجد اس کا گھر

ہے ہر مومن ہر مسلمان کا گھر مسجد ہے مسجد المرأة۔ بیتا عورت کی مسجد اس کا گھر وہیں نماز پڑھے گی۔ عورت جو ثواب مسجد میں ہے اللہ اس کو گھر ہی میں دے گا اور آپ کو مسجد میں دے گا وہ ثواب۔ الحاصل تو یہ شرط کمال ہے یعنی گھر میں اگر نماز آپ پڑھیں گے تو ثواب کم ہو جائے گا۔ مسجد میں ثواب زیادہ ہو گا اور مسجدوں میں بھی فرق ہے۔ محلے کی مسجد اس کا ثواب اور ہے جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب اس سے زیادہ ہے۔ مسجد الحرام میں نماز سر زمین مکہ یہ جو ایک لاکھ جوئیں ہزار انبیاء آئے اور انبیاء اپنے اپنے زمانے میں عبادت کرتے رہے اور ان کی دعائیں ہیں۔ مگر خداوند عالم نے ان انبیاء میں حضرت ابراہیم کی دعاؤں کو قرآن میں نقل کیا اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا جو ملک مانگا تھا رب ہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی حضرت ابراہیم کی دعاؤں کو خدا نے قرآن میں نقل کیا ایک سورہ ہے جناب ابراہیم کے نام کا قرآن میں 114 سورے ہیں ایک سورہ جناب ابراہیم کے نام کا بھی ہے اور ان کی ساری دعاؤں کو خدا نے قرآن میں بیان فرمایا۔ کس طرح سے انہوں نے دعا کی۔ تو حضرت ابراہیم کی دعاؤں میں کہ جیسے قادر مطلق نے قرآن میں نقل فرمایا واذ قال ابراہیم رب اجعل هذا البلاد امناً واجنبی وبنی ان نعبد الاصلنام رب انھن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ربنا انی اسكنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلاة فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم المحرم من الثمرات لعلکم یشکرون وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے ان الفاظ میں دعا کی رب اجعل هذا البلد امناً پروردگار اے میرے رب اس شہر کہ کو امن کی جگہ قرار دے۔ اس بلد اس شہر کہ کو امن کی جگہ

قرار دے واجنبی و بنی ان نعد الاصلنام اور اے میرے پروردگار مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا رب ان هن اضللن کثیرا من الناس بت پرستی نے بت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا فمن تبعنی فانه منی خدا یا جو میری پیروی کرے جو میری اتباع کرے۔ جو میرے نقش قدم پر چلے۔ وہ تو مجھ سے ہے جو میرے کہنے پر چلے میرا کہنا مانے اس شرک کو امن کی جگہ سمجھے وہ تو مجھ سے ہے اور جو اس کو امن کی جگہ نہ سمجھے وہ مجھ سے نہیں ہے ومن عصانی اور جو میری نافرمانی کرے مجھ سے کیا مطلب تو جانے اور وہ جانے فانک غفور رحیم تو غفور بھی ہے رحیم بھی ہے۔ درود پڑھیں۔

ربنا انی اسکنت من ذریعتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیمو الصلاة اے ہمارے پروردگار میں نے اس ناقبل زراعت وادی میں اپنی اولاد کو لا کر بسایا فاجعل افدة من الناس لوگوں کے دلوں کو مڑ دے کہ وہ آئیں تھوی الحیم لوگ آتے ہیں۔ بہر حال حدیث میں آیا ہے تیشہ کوئی بھی ہے اور حدیث صادق آل محمد ہے کہ حجوا دیکھو حج کر لو قبل اس کے کہ تم کوچ کرنے سے روک دیا جائے۔ ایک دور وہ آئے گا کہ حج کرنے سے روک دیا جائے گا اس پر بہت زور دیا گیا ہے کہ تم حج کر لو۔ ایک زمانہ آئے گا ایسے اسباب پیدا کر دیئے جائیں گے کہ جس سے آدمی حج کیلئے نہیں جائیں گے۔ بہر حال کوئی بھی عبادت ہو مقصد یہ تھا عرض کرنے کا کہ نماز ہو یا غیر نماز یہ نماز کہ جس کی خاصیت قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنکر نماز برائیوں سے روکتی ہے بے ہودہ باتوں سے روکتی ہے یہ نماز۔ نماز قائم کرو نماز کو یہ فائدہ ہے یہ کوئی نماز وہ نماز جو بے حیائی کی باتوں سے

روکتی ہے جو مقبول ہو۔ جو بلاولایت ہو۔ جو ولایت کے ساتھ یہ مطلوب ہے۔ حج جو ولایت کے ساتھ ساتھ ہو وہ حج مطلوب ہے۔ وہ عبادت جو ساری عبادتیں بغیر ولایت کے قبول نہیں۔ یہ اشیاء نہ ہونے پائے کہ ولایت حاصل ہو جانے کے بعد عمل کی ضرورت نہیں من جانب اللہ وہ بھی واجب ہے یہ سب ولایت کے ساتھ ہونا چاہئے اگر ولایت کے ساتھ نہیں ہے تو توحید بھی خدا کو بدون ولایت منظور نہیں ہے۔ بتایا کہ شرط کی دو قسمیں ہیں تو حضور نے فرمایا کہ یہاں شرط صحت مراد ہے یعنی توحید وجود میں نہیں آ سکتی بغیر ولایت کے۔ کوئی عبادت وجود میں نہیں آئے گی بغیر ولایت کے چاہئے وہ نماز ہو چاہئے اذان ہو بغیر ولایت کے وجود میں نہیں آ سکتی۔ درود پڑھیں۔

اور یہ اعمال۔ یہ ولایت۔ جب ولایت ہے تو اعمال بھی ساتھ ہیں مقدمہ ذوالمقدمہ سے الگ نہیں ہو گا۔ ولایت حاصل ہو گی تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ صاحبان ولایت کی اعطاعت نہ کریں یقیناً ان کے کئے پر چلے گا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ دوست بھی رکھتا ہو۔ اور دوست کے کئے پر عمل بھی نہ کرے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر محبت ہے ولایت ہے تو یقیناً کئے پر عمل کرے گا۔ درود پڑھیں۔

یہ ایک جملہ یاد رکھئے گا کہ کس کو اجر رسالت قرار دیا۔ اس محبت میں اس ولایت اور دوستی اور محبت کا اس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ نہ سمجھئے گا کہ آپ کے محبت کرنے میں محمد و آل محمد کا فائدہ ہے یعنی اس پر زور دیا جا رہا ہے۔ حضور نے اس کو اجر رسالت قرار دیا اپنی رسالت کی ضروری قرار دیا اہلیت کی محبت کو۔ لہذا پیغمبر کا فائدہ اور اہل بیت کا اس میں فائدہ ہے یہ کبھی خیال نہ کیجئے گا۔ اہل بیت کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فائدہ

ہمارا اور آپ کا ہے اس لئے کہ تم محبت کر کے نجات حاصل کر لو۔ درود پڑھیں۔

ان کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے کبھی تصور بھی نہ کیجئے گا کبھی خیال بھی نہ کیجئے گا کہ ان کا فائدہ ہے۔ آپ بتائیے انصاف سے ایک شخص وہاں افریقہ میں ہے آپ سے محبت کرتا ہے۔ مشرق میں ایک شخص ہے جو آپ کو دوست رکھتا ہے۔ ایک شخص مغرب میں ہے۔ جو آپ کو دوست رکھتا ہے۔ فرمائیے آپ۔ اس کے محبت رکھنے میں آپ کو کیا فائدہ ہے۔ کوئی فائدہ آپ کو۔ اچھا ایک وہاں دشمنی کرے عدالت کرے آپ کی۔ دنیا کے اس کنارے آپ کو اس کا نقصان ہے۔ وہ محبت کرے تو تمام دنیا کے لوگ وہ محبت کریں محمد و آل محمد کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ محبت کرنے والوں کا فائدہ ہے۔ صلوات۔

ایک موقع پر پیغمبر نے فرمایا تھا ما سئلکم من اجر ارے یہ جو میں نے مزدوری مانگی ہے فہو لکم وہ تمہارے فائدے کیلئے میں نے مانگی ہے اس میں میرا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دیکھئے اس محبت اور دوستی کا فائدہ آپ کو ہے آپ جو محبت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں اور اپنے سارے کام چھوڑ کر مجلس میں چلے آ رہے ہیں۔ اس محبت حسین کا مظاہرہ آپ فرما رہے ہیں۔ اس محبت میں آپ کا فائدہ ہے۔ اس میں حسین کا فائدہ نہیں ہے آپ مجلس میں آئیں گے۔ یہ مجلس امتحان ہے۔ خود یہ امام کی شہادت یہ امتحان تھا۔ آپ یوں سمجھ لیجئے تاکہ واضح ہو جائے۔ کہ امام حسین کی مثل مثل آفتاب کے ہے۔ آپ جو کرنا میں آئے آپ کی مثل مثل آفتاب کے ہے یہ آفتاب جب پھول پر پڑتا ہے تو اس کی خوشبو نکھرتی ہے پھیلتی ہے اور یہی آفتاب جب کسی مردے پر پڑتا ہے تو اس کی بدبو میں اضافہ ہو جاتا ہے یا یہ آفتاب جب نجاست پر پڑے گا تو اس کی بدبو میں اضافہ ہو گا اس کی

بدلو پھیلے گی یہ آفتاب ہے کہ ادھر جب پھول پر پڑا۔ تو خوشبو اس کی نکل رہی ہے پھیل رہی ہے اور جب نجاست پر پڑا تو بدلو پھیلے گی۔ تو حسین آئے کر بلا میں تاکہ حر اور حر جیسوں کی سعادت ظاہر ہو جائے اور عمر سعد کی خباثت معلوم ہو جائے۔۔۔ صلوات۔

یہ امتحان تھا ایک مثال دے دوں بچھو آپ کو نہیں معلوم اس کے اندر کیا ہے۔ ایک چھوٹی شکل سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ بچھو کی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر کیا ہے اس میں زہر ہے کب معلوم ہوتا ہے اس کا زہر۔ جب وہ ڈنگ مارتا ہے تو زہر ڈنگ مارنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہ امام حسین آئے۔ امام حسین نے اس قدر مظلومیت کو قبول کیا ادھر جتنی مظلومیت کو آپ قبول کرتے گئے۔ مقابل والوں کی ظالمت ظاہر ہوئی۔ یعنی آپ کا جتنا مظلوم ہونا ظاہر ہوتا رہا اتنی ہی امام حسین کی مظلومیت ظاہر ہوتی گئی۔

آج بھی الی یوم القیامت یہ بتلا رہا ہے قیامت تک یہ مجلس بھی امتحان ہے۔ یہ مجلس سید الشہداء یہ بھی امتحان ہے قیامت تک کیلئے فریق فی الجنۃ و فریق فی النار ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں یہ مجلس بھی امتحان ہے۔ قیامت تک جو آگیا مجلس میں وہ جنتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ ہم اور آپ نہیں لگا سکتے کہ کیا اہمیت ہے اور مقصد کیا ہے دیکھئے ہر شے کا ایک باب ہے واتوالبیوت من ابوابھا گروہوں میں دروازے سے آؤ۔ تو خانہ عزاداری میں دروازے سے آنا چاہئے مجلس کو کیا اہمیت حاصل ہے الیٰہ الامام حسین کی شہادت یہ ہماری نجات کیلئے ہے۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس مجالس میں آپ کے آنے سے امام حسین کا کوئی فائدہ نہیں ہے ہم آئیں گے مجلس

میں۔ یہاں سے پاک و پاکیزہ ہو کر نکلیں گے نہیں آئیں گے گناہ ہمارے اوپر باقی رہیں گے۔ اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ توجہ عاشور کے روز خطاب ہوتا ہے کہ اے حسین شہادت میری طرف سے امر حتمی نہیں ہے۔ امر الہی ہو رہا ہے اگر تم نہیں چاہتے شہید ہونا۔ درجہ شہادت نہیں چاہتے تو میں ابھی اشتیاء کے شر سے تم کو بچا لیتا ہوں۔ ان کے شر کو دفع کرتا ہوں اور تمہارے کمال میں کوئی کمی نہیں آئے گی یعنی جو قرب تم کو مجھ سے حاصل ہے اگر درجہ شہادت پر نہ فائز ہو تو وہ قرب رہے گا۔ اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا جو قدر و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے وہ رہے گی۔ اگر تم چاہو یہ حتمی نہیں ہے اگر نہیں چاہتے شہید نہ ہو۔ میں ان کے شر کو دفع کر دیتا ہوں حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا عدایا میں تو جو عہد کر چکا ہوں۔ اس پر قائم ہوں اور میں اپنے نفس کو اور مال کو تیرے ہاتھ بیچ چکا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ مجھے شہادت چاہئے عزیز و انصار و اصحاب کے بعد اب میں کیا بیسوں گا بالخصوص جو ان بیٹے علی اکبر کے بعد اب میں زندہ رہوں۔

اللہ اکبر دیکھئے علی اکبر کا نام آتا ہے تو آپ متاثر ہوں گے آپ روتے ہیں۔ کیا سمجھ کے۔ یہ سمجھ کے کہ یہ حسین کا جوان بیٹا تھا۔ مظلومیت کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ علی اکبر کو سمجھ لیجئے کہ یہ علی اکبر کیا تھے۔ سنتے رہتے ہیں آپ برابر علی اکبر کے مصائب۔ علی اکبر بڑے پائے کے عالم بھی تھے۔ علی اکبر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ سرکار دو عالم سے سب سے زیادہ شبہات ان کو تھی کن چیزوں میں شبہات۔ خلق میں اور خلقت میں گفتگو میں۔ یعنی خلق میں علی اکبر ماند خاتم النبیین تھے۔ خلق مجھ سے آپ پیغمبر اسلام کا خلق چند لفظوں میں مجھ سے خداوند زمین و آسمان نے اپنے حبیب کے خلق کو عظیم فرمایا ہے انک لعلی

خلق عظیم اے میرے حبیب تم خلق عظیم پر فائز ہو۔ ایک روز پیغمبر اسلام مدینے کے صحرا میں گھٹ کر رہے تھے ٹہل رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک عورت عجوزہ ہے بوڑھیا ہے۔ اور وہ کنویں سے پانی نکلانا چاہتی ہے اور کمزور ہے۔ اس سے پانی نہیں نکل رہا تھا۔ حضور اس کے پاس آئے کنویں پر اور اس سے فرمایا اگر تم کہو تو میں تمہارے لئے پانی بھر دوں۔ تو وہ عورت با معرفت تھی اس نے یہ آیت پڑھی ان احسنتم احسنتم لانفسکم اگر تم احسان کروں گے تو اپنے لیے وہ عورت کیا کہہ رہی ہے اگر تم احسان کرو گے تو اپنے لیے اور اگر برائی کرو گے تو اپنے لیے یہ واقعہ ہے کہ اگر کوئی شخص احسان کرتا ہے نیکی کرتا ہے تو حقیقت میں اپنے ساتھ کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام نے اس سے مشک لے لی اور کنویں سے بھر دی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم چلو آگے آگے خیمے کا راستہ بتلاؤ میں یہ مشک تمہارے خیمے تک پہنچا دوں وہ شخص جو آپ کے ساتھ تھا اس نے بت کو شش کی کہ پیغمبر سے مشک لے لے مگر حضور نے مشک نہیں دی۔ کہا میں زیادہ حق رکھتا ہوں امت کے بوجھ اٹھانے کا مجھ کو تحمل کرنا چاہیے۔ برداشت کرنا چاہئے۔ آپ نے مشک لی اور نسیعہ آگے آگے پیغمبر مشک لیے جا رہے ہیں۔ خیمے کے پاس پہنچے۔ وہ داخل ہوئی آپ نے مشک رکھ دی۔ بچے سب جمع ہو گئے تو نسیعہ نے کہا بچوں سے۔ کہ ایک جوان بڑا حسین خوبصورت ایسا اخلاق کے کہ انسان میں ایسا اخلاق نہیں ہوتا۔ اس نے مشک بھر کے پہنچائی لڑکوں نے کہا کہاں گیا۔ کہا وہ جا رہا ہے بچے اس کے نکلے۔ دوڑ کر آئے قریب آئے حضرت کو پہچان لیا کہ پیغمبر اسلام ہیں دوڑ کر واپس آئے اور آکر اپنی ماں سے بیان کیا امی جان آپکو معلوم ہے کہ یہ کون ہیں۔ کہا نہیں یہ وہی پیغمبر ہیں۔ جن پر آپ ایمان لائیں ہیں اور جن کی آپ مشاق ہیں یہ وہی پیغمبر اسلام ہیں یہ سنتا تھا وہ نسیعہ گھر سے نکلی دوڑ کر جا رہی ہے پیچھے

پچھے اس کے بچے قریب آکر حضرت کے قدموں پر اس فیض نے اپنے کو گرا دیا اور بچوں نے بھی یا رسول اللہ معاف فرما دیجئے۔ میں نے پہچانا نہیں مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے آپ کو یہ زحمت دی تو حضرت نے اسے تسلی دی توفی دی اور اس کے ساتھ مہربانی کی۔ نرم لہجے میں سمجھایا کہ تم گھر واپس ہو جاؤ وہ منینہ اپنے بچوں کی ساتھ واپس ہوئی جبرائیل یہ آیت لے کر آئے انک لعلی خلق عظیم درود پڑھیں۔

یہ تواضع یہ انکساری حضور کی ہے۔ اب آپ بتلائیے کہ ایک کتاب پڑھ لی دو مسودے یاد ہو گئے۔ میں علامہ میں عالم ہوں۔ میں قبلہ و کعبہ ہوں اور میں حاجی ہوں میں زائر ہوں۔ میں، میں، میں، اتنے دعوؤں کے بعد پھر یہ کہ پیغمبر کا میں نوکر ہوں۔ ان دعوؤں کے ساتھ دیکھئے پیغمبر کیلئے یہ عار نہیں ہے۔ یہ خدمت کرنا کس طرح سے لے گئے پیغمبر نے یہ مظاہرہ فرما دیا اخلاق کا صلوات۔

ایک مرتبہ راستہ میں قرض خواہ مل گیا اس نے پکڑ لیا کہ پیسے دیتے جاییے۔ میں جانے نہیں دوں گا تو حضور اکرمؐ وہاں رہے پانچوں نمازیں آپ نے وہاں پڑھیں۔ اس نے کہا میں جانے نہیں دوں گا اس نے سختی کی لوگوں نے چاہا کہ یہودی کو کچھ کریں۔ لوگوں کو فرمایا اس معاملے میں تم کو کچھ حق نہیں کرنے کا دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ جواب کا انتظار کرو۔ آنحضرت پانچ وقت کی نماز وہاں ادا کر چکے۔ جب نماز پڑھ لی تو وہ یہودی آپ کے قدموں پر گر گیا اس نے کہا حضور یہ قرض درض کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ گھر یہ سب کچھ آپ کا ہے۔ مجھے کچھ نہیں چاہئے میں نے تو راایت میں یہ پڑھا تھا کہ آخری نبی کی علامت یہ ہے کہ چاہئے۔ کتنی ہی اس کے ساتھ گستاخی کی جائے۔ وہ بد کھائی نہیں کرے

گا۔ وہ کسی کو برا نہیں کہے گا تو یہ امتحان کرنا تھا مجھے الحمد للہ معلوم ہو گیا کہ آپ وہی نبی ہیں۔ درود پڑھیں۔

انک لعلی خلق عظیم یہ تھا خلق عظیم کہ اللہ نے آپ کو خلق عظیم کہا تھا اس طرح حسین علیہ السلام کے جوان بیٹے کا بھی خلق تھا اس خلق عظیم کے مانند تھا علی اکبر اور خلقت میں پیغمبر اکرم کی خلقت میں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں تھا احسن منک لم تراء قط عینا و اجملا منک لم تلد نساء۔ خلقت مبراء من کل عیب کانک قد خلقت کما نشاء احسان ابن ثابت پیغمبر اکرم سے کہہ رہے ہیں کہ آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ آپ سے زیادہ حسین عورتوں نے نہیں جانا خلقت مبراء من کل عیب آپ کو ہر طرح کے عیب سے مبراء پیدا کیا گیا کانک خلقت کما نشاء آپ کو تو اس طرح پیدا کیا گیا جس طرح آپ چاہ رہے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سے پوچھ کر پیدا کیا گیا۔

یہ خلقت ہے پیغمبر کی علی اکبر خلقت میں پیغمبر کے مشابہ۔ گفتگو میں پیغمبر کے مشابہ۔ مکالمے میں پیغمبر کے مشابہ محاورے میں پیغمبر کے مشابہ۔ یہی تو وجہ تھی کہ جب میدان میں جانے لگے تو حسین نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بارگاہِ احدث میں۔ مناجات میں فرمایا اللہم اشہد خدایا تو گواہ رہنا اب میں اسے بھیج رہا ہوں کہ جو تیرے رسول کے سب سے زیادہ مشابہ ہے خلقا و خلقا منقحا برسولک جو خلق میں اور خلقت میں اور خلق میں گفتگو میں بات چیت میں صورت میں شکل میں تیرے رسول سے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ کسی شہید کو رخصت کرنے کے وقت اس کے پیچھے حسین نہیں گئے۔ رخصت کر دیا مگر جب علی

اکبر جانے لگے تو حسین پیچھے پیچھے گئے اور کتب مقاتل میں دیکھا کہ حسین جا رہے ہیں اور علی اکبر بھی پیچھے مڑ مڑ کر کے دیکھتے جاتے ہیں۔ علی اکبر جا رہے ہیں کئی مرتبہ حسین راستے میں گرے علی اکبر بھی مڑ مڑ کر دیکھ رہے ہیں گئے۔ لڑے تین گھوڑے سرکار دو عالم کی سواری کے کر بلا میں تھے ایک کا نام مرتجز اور دوسرے گھوڑے کا نام تھا عقاب اور تیسرے کا نام ذوالجناح یہ عقاب حسین نے اپنے جوان بیٹے کو دیا۔ شبیہ رسول کو یہ گھوڑا دیا تھا۔ جس کا نام عقاب تھا اور اس نے ایک وہ خدمت انجام دی ہے جو انسانوں نے نہیں کی انسانوں سے نہیں ہو سکتی۔ اس نے کیا کیا کہ جب علی اکبر گھوڑے پر سنبھل نہیں سکے اور اس کے گلے میں علی اکبر نے بائیں ڈال دیں یہ کبھی پیچھے کبھی آگے جاتا ہے اشتیاء آتے تھے کوئی کموار سے کوئی نیزے سے کوئی پتھر سے مارتا تھا۔ دیکھتے کر بلا میں ہر شہید کا قاتل ایک شخص ہے مگر شبیہ رسول کا قاتل ایک شخص نہیں ہے۔ فوج اشتیاء نے مل کر سب نے آپ کے بدن کو ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ میں نے دیکھا کہ امیر المومنین خانہ کعبہ میں بتوں کو توڑ رہے تھے پیغمبرؐ کے دوش پر سوار ہو کر توڑ رہے تھے ایک مرتبہ ایک بت پر آپ کا ہاتھ روک گیا۔ اس زمانے میں بت بنائے جاتے تھے کسی بزرگ کی صورت کے اوپر۔ امیر المومنین نے ہاتھ روک دیا پیغمبرؐ سے فرماتے ہیں یا رسول اللہؐ اس بت کو میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت پر بنایا گیا ہے۔ تو پیغمبرؐ نے فرمایا کیونکہ یہ بت ہے۔ نبی کی صورت میں بتایا گیا ہے۔ نبی کی شکل کا بنایا گیا ہے۔ لہذا اسے توڑو نہیں اسے دفن کر دو احتراماً کیونکہ یہ ایک نبی کی صورت پر بنایا گیا ہے۔ اللہ اکبر وہ بت جو صرف حضرت ابراہیم کی صورت پر بنایا گیا تھا۔ کافروں نے عبادت کیلئے بنایا تھا۔ تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ یہ اس نبی کی اہانت ہے کیونکہ اس کی صورت ہے لہذا اسے دفن کر دو توڑو نہیں۔ یہاں علی اکبر سے زیادہ کون مشابہ ہو

کا پیغمبر ہے۔ معصوم فرماتے ہیں قطعواہ بالسیوفہم لربا لربا کہ علی اکبر کو فوج
اشقیاء نے اپنی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ
رولائے سوائے غم حسین کے قطعواہ بالسیوفہم لربا لربا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
درمیان میں ایک مرتبہ واپس بھی آئے تھے۔ علی اکبر پہلی مرتبہ جانے کے بعد اور ایک کلمہ
یہ بھی فرمایا تھا یا ابا العطش قد قتلنی بابا پیاس نے مجھے مار ڈالا اسلمے کے وزن
نے مجھے ہلاک کر دیا دیکھئے علی اکبر کو یہ علم ہے کہ پانی کا قطر ہے پانی نہیں ہے اور پھر آئے
پانی کا بہانا کیا کہ ایک مرتبہ اور اپنے باپ کی صورت کی زیارت کر لیں۔ کیوں اس لئے کہ
میرا باپ علی اکبر معلوم ہے قطر آب ہے بہانا کیا علی اکبر کے کانوں میں العطش
العطش کی آواز گونج رہی تھی۔ پانی نہیں ہے۔ علی اکبر کو معلوم ہے مگر ایک بہانہ کہ
میرا باپ ولی مطلق ہے۔ ولی خدا ہے ایک مرتبہ سوال کر دوں فرمایا تھا بیٹا اپنی زبان میرے
منہ میں دے دو زبان دی اور فوراً ”کھینچ لی اور ایک کلمہ کہا بابا آپ کی زبان تو میری زبان
سے بھی زیادہ خشک ہے۔ میری زبان میں رطوبت موجود ہے۔ اجرکم علی اللہ ایک
انگوٹھی دی سمجھ لیجئے گا آپ کہ علی اکبر وہ ہیں کہ عالمہ غیر معلومہ جناب زینب بڑے بڑے
سخت وقت آئے ہیں مگر زینب کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی بتلاؤں آپکو ایک وقت آیا کوفہ میں
فضاء میں اعلان ہو رہا ہے۔ اعلان کرنے والا جبرائیل کہ علی مار ڈالے گئے۔ کوفہ کی ساری
عورتیں گھروں سے نکل آئیں۔ بچے بوڑھے جوان مگر زینب گھر سے باہر نہیں نکلی۔ زینب
کیلئے یہ دیکھا کہ بار بار گھر کے دروازے پر آتی تھیں اور پھر صحن خانہ میں چلی جاتی تھیں۔
اس طرح کا اضطراب تھا۔ چند موقع ایسے آئے ہیں کہ زینب پر اضطراب کی حالت ہے ایک
یہ موقع ہے کہ جب فضاء میں انہوں نے سنا کہ میرا باپ مار ڈالا گیا تو صحن خانہ میں آتی

تھیں اور واپس چلی جاتی تھیں۔ اسی طرح کا اضطراب کریم میں جب زینب کو یہ علم ہوا کہ گھوڑوں کی نعل بندی کی جا رہی ہے۔ لاشہ خدا کو پال کرنے کیلئے۔ تو زینب مضطرب تھیں۔ کبھی زمین پر بیٹھتی تھیں اور کھڑی ہو جاتی تھیں اجرکم علی اللہ اس سے زیادہ سخت موقع آیا آپ خیمہ میں تشریف فرما ہیں۔ کسی نے آکر خبر دی امام حسین علیہ السلام نے جوان بیٹے کی قدر و منزلت سمجھے۔ کسی نے آکر کہا کہ آپ کا بھتیجا قاسم مار ڈالا گیا۔ لاش گھوڑوں کی ٹاپوں سے پال ہو گئی۔ در خیمہ پر زینب اپنی جگہ سے نہیں ہلے خیمے ہی میں ماتم کر لیا باہر نہیں نکلیں ابھی یہ غم تازہ ہی تھا اتنے میں پھر دوسری خبر کہ آئے دونوں بچے عون محمد مار ڈالے گئے۔ لاش در خیمہ پر ہے زینب اپنی جگہ سے لٹ سے مس نہیں ہوئیں۔ عباس کی شہادت کے وقت عباس عباس کے مرنے سے حسین کی کمرٹ گئی نہ صرف حسین کی کمر بلکہ زینب کی کمر بھی ٹوٹ گئی۔ اس وقت بھی در خیمہ پر بے چین رہیں بھائی کا انتظار کرتی رہیں مگر خیمے سے باہر نہیں نکلیں۔ جب حسین آئے اور ایک قدم خیمے میں رکھا بن پہ نظر پڑی۔ عباس کے پاس سے جب آئے بن پہ نظر پڑی سر جھکا لیا۔ بن کی نظر بھائی پر پڑی بن نے سر جھکا لیا۔ در خیمہ پر بھائی اور بن دونوں آنے سانسے کھڑے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی اور بن کے بدن سے روح نکل گئی ہے۔ اجرکم علی اللہ کچھ دیر تک در خیمہ پر یہ حالت رہی۔ ہر حال عباس کی شہادت پر بھی زینب خیمے سے باہر نہیں نکلیں مگر جب حسین کا جوان بیٹا گھوڑے سے گرا۔ تو حسین سے پہلے زینب علی اکبر کی لاش پر پہنچ گئی۔ اجرکم علی اللہ زینب پہلے پہنچ گئی میں نے دیکھا ہے معتبر کتب مقاتل میں کہ حسین جب علی اکبر نے آواز دی ہے گھوڑے سے گرے ہیں تو حسین علیہ السلام کی قتل گاہ کی طرف چلے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کبھی بیٹھ جاتے تھے کبھی کھڑے ہو جاتے تھے ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ حسین کوئی قیمتی چیز غائب ہو گئی ہے حسین اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔ تو یہی گھوڑا جس کا نام عقاب تھا جس پر علی اکبر گئے تھے۔ اس نے کیا کہا اس نے دیکھا کہ حسین آرہے ہیں وہ دوڑ کر حسین کے پاس آیا اور اس نے اپنا سر حسین کے سامنے رکھا اور اس کے بعد واپس پلٹا کبھی علی اکبر کے پاس جاتا ہے کبھی حسین کے پاس آتا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ مولیٰ آئیے میں بتلاتا ہوں آپ کے جوان بیٹے کی لاش۔۔۔ اجرکم علی اللہ میں بتلاتا ہوں کہاں ہے لاش اور حسین کی زبان پر ایک کلمہ ہے یا علی یا علی میں نہیں بتلا سکتا کہ اپنے باپ علی کو پکار رہے ہیں یا اپنے بیٹے علی اکبر کو اجرکم علی اللہ شہداء میں جو بھی شہید گھوڑے سے گرا حسین علیہ السلام نے اٹھا کر کے خیمے کے پاس لا کر رکھ دیا مگر معلوم ہے آپ کو۔ علی اکبر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے وہ اس طرح سے اٹھائے نہیں جاسکتے تھے تو حسین علیہ السلام نے ایک چادر منگوائی اور چادر میں علی اکبر کی لاش رکھی جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی حسین علیہ السلام نے کسی شہید کیلئے عورتوں سے، بچوں، نبی زادوں سے مدد نہیں مانگی مگر جب جوان بیٹے کی لاش اٹھانی تھی تو خیمے کی طرف رخ کیا اسے بچو۔ اجرکم علی اللہ ارباب عزاء بنی ہاشم کے چھوٹے چھوٹے بچے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ہفتم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة الخ
 خداوند رحمن و رحیم نے مومنین کی جانوں، مومنین کے نفوس اور ان کے اموال کو
 جنت کے عوض میں خرید لیا۔ بہشت کے بدلے میں۔ بہشت کے عوض میں خرید لیا۔
 مومنین کے نفوس اور اموال کی قیمت جنت ہے۔ جو بھی اپنے نفس کو اور مال کو اللہ کے
 ہاتھ بیچے تو اس کے بدلے میں، عوض میں جنت ہے ان اللہ اشتری من المومنین
 یقیناً اللہ نے خریدا مشتری اللہ ہے۔ خریدنے والا، خریدار اللہ ہے۔ یقیناً اللہ نے مومنین
 سے خریدا انفسہم ان کے نفوس کو خریدا واموالہم اور ان کے مالوں کو خریدا بان لهم
 الجنة جنت کے عوض میں۔ یعنی مومنین کے نفوس اور اموال کی قیمت جنت کو قرار دیا۔
 جنت کے بدلے جنت کے عوض میں خریدا نام نہیں ہے گنجائش ہے۔ جو مومن بیچے گا
 مومن کے نفس اور مال کی قیمت یہ ہے۔ لیکن عالم امکان میں آپ ایک نظر ڈالیں۔ سوائے
 امام حسین علیہ السلام کے کسی نے اس طرح اپنے نفس اور مال کو نہیں بیچا۔ صرف حسین
 علیہ السلام نے بیچا اللہ نے جس طرح اس آیت میں بیان کیا ہے سوائے امام حسین کے کسی
 نے نہیں بیچا حسین علیہ السلام نے اپنا نفس اور اپنے اموال کو بیچا اپنا سب کچھ دے دیا۔ امام
 حسین نے اپنے لئے کچھ نہیں رکھا۔ سب دے دیا۔ اور سب کچھ دے کر جنت لے لی۔ تو
 اب جنت یہ حسین کی ملک ہے۔ جنت کا مالک کون ہے جنت کا مالک حسین ہے جنت حسین
 کا گھر ہے۔ جنت حسین کا مہمان خانہ ہے واضح حدیث ہے کہ جنت حسین کے نور سے خلق
 ہوئی ہے۔ جنت کے مالک حسین ہیں جنت حسین کا گھر اور اسی لئے حدیث میں بھی آیا ہے۔

کہ خداوند زمین و آسمان نے عرش کو اپنے حبیب محمد ﷺ کے نور سے پیدا کیا۔
 خورشید کو اللہ نے علی ابن ابی طالب کے نور سے پیدا کیا۔ خورشید کا ذکر سورۃ بقرہ میں ہے
 جس کے بارے میں فرماتا ہے واسع کرسیہ السموات والارض اور اس کے بعد
 ہے ولا یودہ حفظہما وهو العلی العظیم علی کے نور سے کرسی کو پیدا کیا اور
 فاطمہ کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا اور امام حسن کے نور سے آفتاب و مہتاب کو پیدا کیا اور
 حسین کے نور سے بہشت اور حورالعین کو پیدا کیا۔ توجت حسین کے نور سے ہے۔ اللہ نے
 خالق نے جو کچھ جنت میں ہے وہ حسین کے نور سے پیدا کیا۔ توجت حسین کا گھر ہے
 حسین جنت کے مالک ہیں۔ اب کسی کو جنت میں داخل نہیں ہونا چاہئے آپ کسی کے گھر
 میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے انبیاء جنت میں داخل ہوں گے اوصیاء جائیں گے۔ آئمہ تمام
 جائیں گے اور جملہ مومنین جنت میں جائیں گے۔ یہ یقینی ہے اس لئے کہ کچھ لوگ ہیں جن
 کو اللہ نے خلق کیا ہے جنم کیلئے۔ مگر مومنین جنت میں جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ اوصاف
 جو اہل جنم کے ہیں وہ مومنین میں نہیں پائے جاتے۔ تو تمام مومنین جنت میں جائیں گے۔
 قرآن میں ہے لقد زرعنا لجنہم کثیرا من الجن والانس یقیناً ہم نے پیدا کیا
 لجنہم جنم کیلئے کثیرا من الجن والانس بہت سے جنوں کو بہت سے جن جنم میں
 جائیں گے۔ جنم کیلئے خلق ہوئے ہیں۔ اور انسانوں میں کثیر یعنی بہت سے جنم میں جائیں
 گے۔ تو اس میں مومنین نہیں ہیں۔ انبیاء وغیرہ سب الگ ہیں۔ مومنین نہیں ہیں۔ کیوں
 اس لئے کہ وہ لوگ جن کو جنم کیلئے خلق کیا ہے۔ ان کے صفات خود بیان کر رہا ہے ارشاد
 ہو رہا ہے۔ اہل جنم کی صفات یہ ہیں لہم قلوب لا یفقیہون بھا ایک صفت اہل
 جنم کی یہ ہے کہ ان کے دل تو ہیں لیکن وہ لوگ ان دلوں سے سمجھتے نہیں ولہم اذان لا

یسمعون بھا ان کے کان تو ہیں مگر ایسے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں ولہم اعیون لایبصرون بھا اور ان کی آنکھیں ہیں۔ ایسی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں اولئک کانعم بل ہم اضل کی لوگ ہیں جو مانند چوپائے کے ہیں۔ جانوروں کے مانند۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔ درود پڑھیں۔

مومنین میں تو یہ صفات نہیں ہیں۔ مومنین سمجھتے بھی ہیں۔ سنتے بھی ہیں۔ دیکھتے بھی ہیں الحاصل تو جنت میں مومنین ہی جائیں گے غیر مومنین یہ سب جہنم میں یہ ط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بے نمازی وہاں جہنم میں جائیں گے تو قرآن کتا ہے کلما القیاء فیہا قوم مسئلہم حسنہا الم۔ قالوا بلی جب دستہ دستہ جہنم میں داخل کیئے جائیں گے تو خزانہں جہنم دریافت کریں گے۔ پوچھیں گے۔ کہیں گے کہ کیا تم لوگوں کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تم سب کے سب جہنم میں چلے آ رہے ہو۔ فوج در فوج چلے آ رہے ہو۔ تو کیا کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا قالوا بلی کہیں گے ہاں آیا تو تھا۔ ڈرانے والا مگر ہم نے نوٹس نہیں لیا۔ ہم نے نہیں سنا وقالوا اور یہ بھی کہیں گے لو کنا نسمع کاش ہم نے سمجھ لیا ہوتا۔ سن لیا ہوتا۔ تو یہ نہ ہوتا۔ دیکھئے قرآن مجید کا بہت زیادہ مطالعہ کیا۔ قرآن اور حدیث سب نظروں کے سامنے ہیں۔ لیکن جتنا نماز کے بارے میں سنا۔ دیکھئے قرآن کی آیت ہے ما سلککم فی سکر قالوا الم نک من المصلین کیا چیز تم کو جہنم میں لائی ہے۔ تم جہنم میں کیوں کر اور کیسے آ گئے۔ جنت کیلئے میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ جنتی کیلئے سوال ہو کہ تم جنت میں کیوں آئے۔ کوئی فرشتہ پوچھ لے۔ کوئی حوروں میں سے پوچھ لے۔ لیکن جہنم کیلئے ہے ما سلککم فی سکر کیا چیز تمہیں جہنم میں لائی ہے۔ تو جواب میں کہیں گے لم نک من المصلین

ہم تو نماز۔ نماز نہیں پڑھتے تھے اس وجہ سے آئے ہیں سوال اس لیے تھا کہ تم تو پیدا ہوئے تھے جنت کیلئے۔ یہاں کیسے آئے تو ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

الحاصل غیر مومنین ان کے لئے جہنم ہے ولقد زرنا الجہنم کثیرا من الجن والانس بہت سے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ جہنم کیلئے پیدا ہوئے۔ ان کے اوصاف بیان ہوئے۔ لیکن مومنین یہ جنت میں جائیں گے لاشک ولا رب یقیناً جنت مومنین کیلئے ہے۔ اور یہ جنت ہے کس کا گھر۔ یہ امام حسین کا گھر ہے۔ حسین کا گھر ہے۔ حسین مالک ہیں۔ توجہ یہ حسین کی ملک ہے اور مالک کو حق ہے کہ اپنی چیز میں جس طرح چاہے وہ تصرف کرے یتصرف حیث شاء یہ شان بیان کی گئی ہے کہ مالک اپنی چیز میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ کیونکہ ملک ہے اس کی۔ دیکھئے جنت کی نسبت۔ حسین سے وہی ہی ہے جیسے چراغ کے، نور کی، نسبت چراغ سے ہے۔ یا آفتاب کے نور کی نسبت آفتاب سے ہے یا شمع کے نور کی نسبت شمع سے وہی نسبت جنت کی حسین سے ہے۔ دیکھئے نور یہ نور چراغ، چراغ کا نور یہ چراغ کے تلخ ہے۔ نور اپنی حرکت اور اپنے سکون میں ساکن ہونے میں حرکت کرنے میں وہ کس کے تلخ ہے۔ چراغ کے تلخ ہے۔ یہ نور مل نہیں سکتا۔ دیکھئے تمام دنیا کے لوگ مل کر اس نور کو حرکت دینا چاہیں۔ تو نور کو حرکت نہیں دے سکتے۔ چراغ کا نور اگر اس کو حرکت دینا چاہیں۔ نور کو۔ مگر ایک ہی راستہ ہے کہ چراغ کو حرکت دی جائے۔ آپ سب مل کر چاہیں گے نور کو ہلائیں۔ نور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرے گا۔ نور کے حرکت کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ تلخ ہے چراغ کے۔ نور کو جتنا حرکت دینا ہے اتنا ہی چراغ کو حرکت دیجئے۔ آپ شمع کو حرکت دیجئے۔ نور ہلے گا اور آفتاب کا نور، آفتاب کے تلخ ہے۔ آفتاب کے ساتھ لگا ہے اور آفتاب کے ساتھ

غروب کرتا ہے۔ تو نور یہ تلخ ہے اس چراغ کے وہ ہر چیز میں 'حرکت میں' سکون میں' تلخ ہے اس کا۔ اگر نور کو ہلانا ہو تو آپ چراغ کو حرکت دیجئے۔ لیکن بغیر چراغ کے سب مل کر اسے ہلا دیں تو نور کو ہلا نہیں سکتے۔ وہ تلخ ہے۔ تو یہ جنت بھی یہ امام حسین کے نور سے ہے یہ حسین کے تلخ ہے۔ صلوات

یہاں جنت جب تک حسین کی طرف سے نہیں ہو گا۔ اگر کوئی تصرف کرنا ہو نور میں۔ تو چراغ میں تصرف کرنا ہو گا۔ اس طرح جنت میں حسین کے ساتھ۔ یہ جنت تلخ ہے حسین کے۔ یہ جنت حسین سے جدا نہیں ہو سکتی اور حسین جنت سے جدا نہیں ہو سکتے۔ یہ راز ہے یہ فلسفہ ہے کہ کیوں زمین کربلا جنت ہے۔ زمین کربلا جنت ہے۔ جنت حسین سے جدا نہیں ہو گی حسین مالک ہیں دوسرے کیوں جائیں گے۔ یقیناً یہ عقیدہ آپ رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا بھی چاہیے۔ درست ہے کہ جملہ ائمہ طاہرین جملہ معصومین یہ ایک ہی نور سے ہیں۔ جملہ معصومین کی طینت ایک ہے۔ یہ ایک نور سے ہیں۔ کل کلہ کل کلہم من نور واحد جملہ معصومین ایک نور سے ہیں۔ ان سب کی اصل ایک ہی نور ہے۔ جو مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہے۔ زیارت جامعہ میں آپ پڑھتے ہیں اشهد انک میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ سب کے سب نور ہیں۔ آپ کی طینت ایک ہے۔ اصل ایک ہے۔ آپ کی روح ایک ہے۔ ارواح ایک ہے۔ صلوات۔

یہ کل کے کل ایک نور سے ہیں یہ نور بعد میں تقسیم ہوتا رہا اشهد انک کنت نوراً فی الاصلاب الشامخہ والاحرام المطہرۃ لم تنجسک الجاہلیہ بانجاسہا ولم تلبسک من مدطہمات ثیابہا پلے اس نور کو خلق

کرنے کے بعد۔ خالق ارض ساء نے جہلات میں رکھا تھا۔ بارہ جہلات خلق کیے تھے اور ان جہلوں میں ان کے نور کو رکھا تھا۔ ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ خالق انوار آئمہ نے اس نور کو جہلات میں کیوں رکھا۔ جہلات میں رکھنے کی کیا ضرورت تھی ہو سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیونکہ یہ نور ابھی تقسیم نہیں ہوا تھا اس میں نور فاطمہ شامل تھا۔ تو اللہ نے یہ نہیں چاہا کہ جس نور میں فاطمہ کا نور شامل ہو۔ وہ بے جہلات رہے۔ اس لیے جہلات میں رکھا درود پڑھیں

تو جہلات میں رکھا بے جہلات نہ رہے اور یہی وجہ ہے ہمیشہ جبرائیل کو بھی اجازت تھی۔ ملک الموت کو بھی اجازت تھی۔ لیکن خانہ فاطمہ میں بغیر اجازت کے نہیں آتے تھے۔ بے جہلات نہیں رہنے دیا۔ یہ کل کے کل ایک نور سے ہیں جملہ معصومین کی اصل اور طینت ایک ہے اور یہ کل کے کل اسرار الہیہ ہیں اس لیے معصوم نے فرمایا نحن اسرار اللہ المودعۃ فی ہیاکل الانسان ودفعوا عنا حضور البشیرۃ ونزلون عن الربوبیہ وقولوا فینا ما شئتم دیکو ہم اللہ کے سرپرستہ راز ہیں۔ جو پیکر بشریہ میں بطور امانت رکھ دیئے گئے۔ ودفعوا عنا حضور البشریہ ہم سے لوازم بشریہ کو قطع کرنا۔ آنے نہ دینا ونزلون عن الربوبیہ اور دیکو ہمیں رب نہ کہنا وقولوا فینا ما شئتم اور بعض حدیثوں میں یوں ہے وقولوا فی فضلنا ما شئتم ہماری فضیلت میں جو دل چاہے کہہ دو۔ لیکن یاد رکھو لن تبلغوا ہماری فضیلت کی انتہا کو تم نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سب ایک نور سے ہیں ان سب کی طینت ایک ہے اولنا کا خیرنا و آخرنا کا اولنا ہمارا اول مانند ہمارے آخر کے ہے۔ اور ہمارا آخر مانند ہمارے اول کے ہے صغیرنا کبیرنا سواء ہمارے چھوٹے بڑے سب برابر ہیں اولنا محمد

لوسطنا محمد و آخرنا محمد وکلنا محمد لاتفرقوا بیننا دیکھو
 ہمارے درمیان فرق نہ کرنا۔ ہم میں کا ہر ایک محمد ہے۔ چھوٹا بڑا سب محمد ہیں ہم میں فرق
 نہ کرو۔ یہ عقیدہ ضروری ہے بخار انوار میں ایک حدیث کہ لا یجد عبد حقیقہ
 الا یمان کوئی بندہ ایمان کے حقیقت کو پا نہیں سکتا۔ جب تک اس کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ جو
 کچھ ہمارے اول کیلئے ہے وہ سب ہمارے آخر کیلئے ہے۔ اور جو ہمارے آخر کیلئے ہے وہ
 سب ہمارے اول کیلئے ہے۔ تو یہ سب کے سب ایک نور سے ہیں۔ جو ان میں ایک کے
 ساتھ متصف تو دوسرا ان میں سے متصف نہیں ایسا نہیں ہے۔ جو صفت ایک میں پائی جاتی
 ہے وہ سب میں پائی جاتی ہے اور یہ لقب مثلاً "باقر" صلوٰۃ کاظم، تقی، نقی یہ سب صلوٰۃ
 ہیں۔ یہ کل کے کل کاظم ہیں۔ یہ سب غمے کے پی جانے والے ہیں۔ کل کے کل نقی
 ہیں۔ یہ کل کے کل تقی ہیں۔ یہ کل کے کل ذکی ہیں۔ صاف سحرے پاک و پاکیزہ یہ صلوٰۃ
 یہ کاظم یہ سب کے سب ہیں۔ درود پڑھیں۔

یہ جو لقب سے ملقب کیئے گئے ہیں جو صفت جس معصوم سے اس زمانے کے تقاضے کے
 مطابق معلوم ہوئی۔ ان کو اس لقب سے ملقب کر دیا گیا۔ زمانہ ہے اور زمانے کا تقاضہ۔
 ہر عصر کے تقاضے کے مطابق جو صفت جس معصوم سے ظاہر ہوئی اس صفت کے ساتھ اس
 معصوم کو پکارا۔ والا کلمات میں سب برابر ہیں۔ علم میں سب برابر ہیں۔ کتب کافی میں ایک
 باب ہے ثقہ السلام محمد یعقوب کلینی نے لکھا۔ ایک باب ہے کافی میں وہ لکھتے ہیں کہ
 یہ سب کل کے کل تمام معصومین کلمات میں برابر ہیں۔ اور خود امیر المومنین علی ابن ابی
 طالب کا قول ہے نحن فی العلم والشجاعت سواء امیر المومنین فرماتے ہیں کہ
 ہم علم میں شجاعت میں سب برابر ہیں۔ یہ کلمات ہیں۔ سرکار دو عالم ماکان وما

یکون کے عالم ہیں۔ امیر المومنین بھی عالم ہیں۔ معصومہ عالم بھی عالم ہیں ان کو بھی ماکن و ماکیون کا علم ہے امام حسن بھی ماکن و ماکیون کے عالم ہیں سید شہداء وہ بھی ماکن و ماکیون کے عالم ہیں پیغمبر مولا علی بھی مولا حسن بھی مولا حسین بھی مولا۔ تمام سارے معصوم علی ابن الحسین وہ بھی مولا ہیں یہ کل کے کل تمام کلمات میں مساوی ہیں برابر ہیں یہ کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن بعض سے ظاہر ہوا اور بعض سے وہ صفتیں ظاہر نہیں ہوئیں۔ جو تو زمانے کے تقاضے کے مطابق ظاہر ہوئیں اس لقب سے مقرب کر دیا گیا۔

پیغمبرؐ قادر علی بھی قادر فاطمہ بھی قادر حسن بھی قادر حسین بھی قادر علی ابن الحسین بھی قادر محمد ابن علی، جعفر ابن محمد، موسیٰ ابن جعفر قادر علی ابن موسیٰ و محمد ابن علی و علی ابن محمد و حسن ابن علی اور حجتہ القائمؑ یہ منافات نہیں ہے کہ علی سب سے افضل ہیں۔ یہ منافات نہیں کلمات میں سب برابر ہیں۔ ایک لحاظ سے علی اول ہیں اور وہ آخر ہیں یہ منافات نہیں ہے۔ کلمات میں سب کی سب مساوی ہیں۔ کلمات میں سب کے سب برابر ہیں اور امام حسن امام حسین یہ سب برابر ہیں۔ درود پڑھیں

یہ کل کے کل برابر ہیں سب کے سب برابر کلمات میں کافی میں امیر المومنین کا ارشاد گرامی نحن فی العلم والشجاعت سواء ہم برابر ہیں علم میں برابر ہیں شجاعت میں برابر ہیں کل کے کل۔

ایک جملہ معترضہ مقدمہ سمجھ لیجئے دیکھئے نبی کا وظیفہ کیا ہے۔ نبی کا کلام نبی اور پیغمبر کی ذمہ داری۔ اس کا وظیفہ ان کا کلام کیا ہے شریعت کا لانا اور پہنچانا مبلغ ہیں۔ نبی وہ شریعت اللہ کی طرف سے لی اور پہنچا دی تبلیغ شریعت ہر نبی کا کلام ہے اور امام کا کلام کیا ہے۔ امام کا

قریبہ کیا ہے۔ امام کا وظیفہ اس شریعت کی حفاظت ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں یعنی شریعت کا لانا یہ نبی کا وظیفہ ہے اور شریعت کی حفاظت یہ وظیفہ امام ہے۔ نکتے کی بات یاد رکھیے گا کہ مرحلہ نبوت میں تقیہ نہیں ہے آپ سمجھ رہے ہیں۔ یعنی نبی چاہئے قتل کر دیا جائے وہ تقیہ کر کے اپنے کو بچا نہیں سکتا کہ میں نبی نہیں ہوں۔ اس لیے کہ اس کا کام ہے شریعت کو پہنچا دینا۔ اگر وہ تقیہ کرے تو نقص غرض لازم آئے گا۔ نبی کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ تقیہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن امام کیلئے تقیہ ہے۔ کیوں اس کا وظیفہ، اس کا قریبہ، شریعت کی حفاظت ہے۔ تو جس طرح سے شریعت کی حفاظت ہو۔ اگر صلح کر کے حفاظت ہو۔ تو امام صلح کرے گا اور اگر حفاظت جنگ پر موقوف ہو تو امام جنگ کرے گا۔ درود پڑھیں۔

اس کے ذمہ تو شریعت کی حفاظت ہے۔ جس طرح سے ہو شریعت کو بچانا ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہے۔ امام دیکھئے گا کہ اگر میں تلوار اٹھاتا ہوں تو اصل شریعت کے فنا ہونے کا اندیشہ ہے۔ نبوت ختم ہو جائے گی تو امام تلوار نہیں اٹھائے گا۔ کیونکہ امام کا کام ہے شریعت کی حفاظت۔ درود پڑھیں۔

اپنے نبی کی تبلیغ کے سلسلے میں جو امور پیش آئیں۔ اس پر عمل کرے گا اگر ضرورت ہو قتل کی تو قتل بھی کرے گا۔ لازمہ نبوت ہے جملہ۔ نبوت کا یعنی لوازمہ نبوت میں ایک جملہ جنگ ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں تقریباً اسی جنگیں ہیں۔ اور قرآن کیا کہتا ہے لا اکره فی الدین دین میں کوئی جبر نہیں ہے اور لازماً نبوت جملہ ہے۔ جنگ ہے۔ جملہ اور لا اکره فی الدین میں کوئی جبر نہیں یہ دونوں کیسے ہیں یہ جملہ اور یہ آیت۔ یہ دونوں بعض لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اڑا دیا کہ یہ آیت ہی منسوخ ہے۔ ایسا نہیں ہے

اور اس اطاعت میں ہمارا اور آپ کا فائدہ ہے بہر حال اس سے زیادہ میں آپ کو زحمت نہیں دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں آپ کو ایک منزل پر لے جاؤں اطاعت خدا، اطاعت رسول اور اطاعت امام کا ایک فائدہ یہ ہے۔ مثل سے سمجھ لیجئے لوہا جب آپ آگ میں ڈالتے ہیں۔ جتنا لوہا آگ کے قریب ہوتا جائے گا اتنا ہی آگ کی صفت اس لوہے میں آتی جائے گی۔ اور لوہا نکھر جائے گا۔ ایک وقت وہ آئے گا کہ وہی صفت جو آگ کی تھی لوہے میں آ جائے گی۔ آگ کی صفت جلانا روشن کرنا یہ صفتیں ساری لوہے میں آ جائیں گی۔ ابو الفضل العباس علیہ السلام جو امام حسین کے جسمانی ہی بھائی نہیں تھے بلکہ روحانی بھائی بھی تھے۔ حضرت عباس اس قلعہ سے جس قلعہ سے علی ابن ابی طالب پیغمبر اسلام کے روحانی بھائی تھے۔ دیکھئے اس اخوة کا یہ لازمہ نہیں ہے، مطلب نہیں ہے کہ یہ تمام فضائل اور کمالات میں مساوی اور برابر ہیں یہ نہیں عباس امام کے بھائی ہیں، تابع امام ہیں، کیونکہ نص نہیں ہے نص چارہ معصومین کیلئے ہے۔ کہ یہ معصوم ہیں۔ عباس کیلئے کوئی نص نہیں ہے۔ عصمت کی اس لئے میں نہیں کہتا کہ عباس معصوم ہیں۔ کیونکہ نص نہیں ہے اگر کہتا ہوں آپ کہیں گے کیا دلیل دیں نص لائیے کوئی آیت یا حدیث کیونکہ نہیں ہے۔ اس لئے میں معصوم نہیں کہتا لیکن میں یہ ضرر کہتا ہوں کوئی ڈر، نہیں کوئی خوف نہیں، دلیل رکھتا ہوں کہ منافقہ عصمت کوئی فعل جناب عباس سے سرزد نہیں ہوا۔

آپ ان کی ولادت سے لے کر وقت شہادت تک تمام حالات کا آپ جائزہ لیں کوئی بھی فعل ان کا عصمت کے خلاف نظر نہیں آئے گا۔ عصمت کے منافی نہیں ہے۔ لیکن نص نہیں ہے میں نہیں کہتا ہوں معصوم عدل کے خلاف، عدل کے منافی کوئی فعل جناب

عباس سے سرزد نہیں ہوا۔ آپ ان کی ولادت سے لے کر وقت شہادت تک تمام حالات کا جائزہ لیں کوئی بھی فعل ان کا عصمت کے خلاف نظر نہیں آئے گا۔ عصمت کے منافی نہیں ہے لیکن نص نہیں ہے میں نہیں کہتا معصوم۔ عدل کے خلاف، عدل کے منافی کوئی فعل جناب عباس سے سرزد نہیں ہوا اور اتنی اطاعت کی اطاعت امام، اطاعت خدا اتنی اطاعت کی کہ خداوند زمین آسمان کی صفت قاضی الحاجات اسم گرامی کا منظر بن کر باب الجوانح کا لقب لے لیا۔ بتائیے کوئی ایسا ہے جو حاجت مند نہیں۔ ہے کوئی ایسا آپ کو نہیں ملے جو حاجت مند نہ ہو آج میں آپ کو باب الجوانح کے دروازے پر لے جا رہا ہوں۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں ان لعمی العباس درجۃ یہبطھا جمیع الشہداء میرے چچا عباس کا ایک ایسا درجہ ہے ایک ایسے درجہ پر فائز ہیں۔ کہ تمام شہداء قیامت کی دن اس درجے پر رشک کریں گے۔ ظاہر ہے درجہ تقویٰ کے اعتبار سے ہے، علم کے اعتبار سے ہے، عبادت کے اعتبار سے ہے خداوند عالم نے میں نے دیکھا کہ جس طرح جعفر طیار کو دو پر دیئے گئے ہیں اسی طرح حضرت عباس کو بھی دیئے گئے ہیں۔ عباس اور زینب ان کو عمل کے لحاظ سے علم اور عمل کے اعتبار سے یہ درجہ ہے۔ ایمان کا اندازہ عباس کا اس سے لگائیے بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا کہ معارض امتحان میں قدم رکھتے ہی قدم ڈگ مگائے لیکن بڑے بڑے میدان امتحان میں عباس نے قدم رکھا مگر قدم کبھی ڈگ مگائے نہیں۔ جب مدینے سے نکلنے لگے بہت سے لوگ نہیں آئے حسین کے ساتھ۔ موقع تھا عباس نہ آتے۔ جس طرح بہت سے لوگ نہیں آئے محمد ابن حنفیہ نہیں آئے۔ عباس نہ آتے مگر عباس نے امام حسین کا ساتھ نہیں چھوڑا وہ آئے بہت بڑا امتحان تھا۔ ایسے مواقع آئے کہ بہت لوگ چلے گئے راستے سے عباس بھی جاسکتے تھے مگر عباس نہیں گئے ثابت قدم رہے۔ امام حسین کا

ساتھ نہیں چھوڑا دیکھئے مدینے سے اکثر و بیشتر اصحاب امام حسین اپنی اولاد کو ساتھ لائے اہل و عیال کو ساتھ لائے مگر جناب عباس دیکھئے میں نے بہت کوشش کی تمام مقاتل کتب میں دیکھا مگر یہ مرثیٰ وغیرہ میں ہو اس کا ذمہ دار نہیں ہوں مگر کوئی حدیث کوئی مقتل ان میں کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ بہت زیادہ مطالعہ کیا تمام کتابیں سامنے ہیں۔ عباس حسین کے ساتھ آئے اپنی اہل و عیال کو ساتھ نہیں لائے اولاد کو نہیں لائے۔ اس میں راز کیا تھا دیکھئے عرب کی عجیب یہ رسم تھی۔ عربوں میں یہ مشہور تھا ہر عرب کی نوک زبان پر یہ ہوتا تھا جو میدان سے بھاگنا نہیں چاہتا، چاہتا ہے کہ میدان میں اس کے قدم ثابت رہیں۔ وہ نہ بھاگے تو جنگ میں اہل و عیال کو لے جائے پھر وہ ثابت قدم رہنے پر مجبور ہے اپنے اہل و عیال کی وجہ سے یہ عربوں کے ہر ایک کی نوک زبان پر تھا کہ وہ اہل و عیال کو لے جائے ان کے خیال میں پھر وہ بھاگے گا نہیں۔ مستقل مزاج رہے گا۔ عباس اہل و عیال کو لے کر نہیں آئے یہ بتلانے کیلئے کہ میں کربلا میں ثابت قدم رہا صرف حسین کی خاطر۔ اہل و عیال کی وجہ سے نہیں صرف امام حسین کی خاطر میں ثابت قدم رہا اگر لے کر آتے اہل و عیال کو تو عباس کیلئے ضروری تھا کہ کچھ تو دیکھتے کچھ وقت صرف کرتے ان کی خدمت کیلئے اگر اہل و عیال کو لے کر آتے اور دیکھ بھل نہ کرتے تو یہ بھی اچھا نہیں تھا۔ دیکھنا ضروری تھا۔ عباس عدا "جان بوجھ کر نہیں لائے یہ بتلانا تھا کہ کربلا میں میرا سارا وقت حسین اور اخلاقیات حسین کی خدمت میں گزرا۔ میرا سارا وقت ان کی خدمت میں گزرے شیخ مفید کی روایت کے مطابق جب بھی عباس نے اجازت مانگی جنگ کی حسین نے اجازت نہیں دی اور عاشورہ کے دن عباس نے خیمے میں جانا بند کر دیا تھا۔ کیوں بند کر دیا تھا پیاس کی شدت مگر میچھوٹے چھوٹے ننھے ننھے بچے خیمے میں اپنے ناخنوں سے زمین کو کھودتے تھے کہ کوئی حصہ زمین کا خاک نکل آئے تو

بچے مٹی ہٹا کر اپنا حکم اس زمین پر رکھتے تھے اس قدر پیاس کی شدت تھی۔ ایک مرتبہ زینب نے عباس کو بلایا اور یہ دیکھایا کہ یہ بچے کیا کر رہے ہیں۔ ایک مرتبہ عباس نے دیکھا اپنی آنکھوں سے اس منظر کو اس کے بعد سے پھر خیمے میں جانا بند کر دیا کسی نے پوچھا کہ آپ خیمے میں تشریف نہیں لے جاتے کیا وجہ ہے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ مجھے بچوں سے حیاء آتی ہے۔ مجھے بچوں سے شرم آتی ہے اور بچوں کی ایک صفت جس سے چیز ملنے کی امید ہوتی ہے بچے اس کے پاس جاتے ہیں۔ یہ حسین کی کم سن بچی سیکنہ خلی کوزہ لیے ہوئے جب بھی عباس آتے تب خشک سوکھی ہوئی مشک اٹھا کر سامنے رکھ دی خلی کوزہ ہے چلی آئی اور پانی کیلے کہا الحاصل تو خیمے میں جانا بند کر دیا تھا عباس نے بار بار آپ اجازت مانگتے تھے مگر حسین اجازت نہیں دیتے تھے طے یہ ہوا کہ ایک ساتھ میدان میں جایا جائے تو حسین اور عباس ایک ساتھ جانے سے پہلے عجیب دردناک منظر ہے کہ حسین عباس سے رخصت ہو رہے ہیں۔ عباس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور روٹا شروع کیا عباس حسین سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اہل حرم کی نظر پڑ گئی زینب اور ام کلثوم نے دیکھا کہ دونوں بھائی ایک دوسرے کو رخصت کر رہے ہیں۔ تو یہ منظر دیکھ کر شیخ مفید نے لکھا کہ اب زینب اور ام کلثوم بھی آپس میں ایک دوسرے کو رخصت کرنے لگے۔ آپ نے غور نہیں کیا کہ میں نے کیا کہا کہ اہل حرم میں ایک قیامت برپا ہو گئی جب دیکھا کہ بھائی دونوں ایک دوسرے کو رخصت کر رہے ہیں اور رخصت کے وقت عجیب دردناک گلے زبان کے اوپر ہیں دونوں بھائی میدان میں آئے اور لڑتے لڑتے متفرق ہو گئے جدا ہو گئے ایک سینے ایک میسرے کے اوپر تھا۔ لیکن جب بھی حملہ کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے انا ابن رسول اللہ میں رسول اللہ کا بیٹا ہوں اور جب عباس حملہ کرتے تھے تو فرماتے تھے انا ابن امیر

المومنین میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے۔ اس کے بعد عباس عباس کی عظمت و جلالت کو آپ اچھی طرح سمجھ لیجئے گا عباس خیمے نصب ہو رہے تھے تو عباس نے یہ درخواست کی کہ میرا خیمہ سب سے آگے ہو کیوں اس لیے کہ جب مخالف کی طرف سے حملہ ہو تو سب سے پہلے میرے اوپر حملہ پر جب علم کا وقت آیا تو عباس نے بڑھ کر علم ہاتھ میں لیا کیوں اس لیے کہ اگر کسی دوسرے کے ہاتھ میں علم پہنچ گیا اور کہیں کوئی ایسا واقعہ ہوا تو میرے بھائی کا دل دکھے گا لیکن جب علم میرے پاس ہو گا تو یہ سرنگوں نہیں ہو گا اور واقعی ایسا ہی ہوا دیکھے دو علم تھے حسین کے پاس۔ ایک علم تو خیمے کے سامنے آپ نے نصب کر دیا تھا کیوں اس لیے کہ برابر فوجیں ادھر سے ادھر گزرتی تھیں تو گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں ان سے بچے خیمے میں ڈرتے تھے تو عورتوں اور بچوں کو بتا دیا تھا کہ سامنے یہ علم نصب کر دیا گیا۔ کہ دیکھو در خیمہ سے دیکھ لیتا جب تک یہ علم یہاں نصب ہے یہ علامت ہے کہ اشیاء کے شکر سے فوج حسینی میں امن و امان ہے کوئی خطرہ نہیں جب تک یہ علم سامنے ہے اور ایک علم عباس کو دیا تھا۔ عباس لڑتے لڑتے ایک وقت وہ آیا کہ عباس گھوڑے سے گرے اور بھائی کو آواز دی یا اخواہ اور کئی آپ میری خبر لیجئے شیخ مفید نے اس کو لکھا کہ جب یہ عباس نے آواز دی یا اخواہ اور کئی تو حسین چاہتے تھے کہ گھوڑے پر سوار ہوں مگر ایسا لگتا تھا کہ کوشش کر رہے ہیں مگر سوار نہیں ہو رہے۔ پریشان ہیں ایسی کیفیت ایسی حالت حسین کی ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہونے سے معذور معلوم ہوتے تھے ایک مرتبہ زینب نے خیمے سے دیکھا در خیمہ پر آکر پوچھا بھیا یہ سب کیا ہے کیا واقعہ ہو گیا آپ کیوں سوار نہیں ہو رہے تو آپ نے فرمایا بن کمر ثوبت گئی میرا بھائی مار ڈالا گیا اجرکم علی اللہ اب

حسین کسی طرح سوار ہو کر گئے۔ آپ پہنچے قریب پہنچے کسی شہید کیلئے ایسا نہیں کیا حسین جب قریب پہنچے تو آپ نے اپنا سر عباس کے بدن پر رکھا اور غش آگیا حسین کو کربلا میں تین موقعوں پر غش آیا ہے ایک تو اس وقت جب قاسم رخصت ہونے آیا تھا۔ چچا اور بھتیجا گلے مل کر اتنا روئے اتنا روئے کہ چچا اور بھتیجا دونوں غش کھا کر زمین پر گر پڑے ایک تو یہ موقع تھا دوسرا جب عباس کے بدن پر سر رکھا تھا تو غش آگیا تھا اور تیسرے اس وقت حسین کو غش آیا تھا کہ جب حسین گھوڑے سے زمین پر آئے تھے مقاتل میں ہے کہ تین گھنٹے تک حسین کو غش رہا۔ اجرکم علی اللہ جب غش سے افاتہ ہوا اب حسین چاہتے تھے کہ عباس کو خیمے کی طرف لے جائیں کچھ رفق جان باقی تھے عباس نے پوچھا ارادہ کیا ہے کہا چاہتا ہوں تمہیں خیمے میں لے جاؤں تو عباس نے منع کیا کہ مجھے نہ لے جائیے انہی مستحی من ابنتک سکیں مجھ کو آپ کی بیٹی سیکہ سے شرم آتی ہے۔ حیاء آتی ہے میں نے پانی کا وعدہ کیا تھا میں اپنے وعدے کو پورا نہیں کر سکا۔۔۔ اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے رونے اور رولانے والوں میں قرار دے یہ بھی کتب مقاتل میں دیکھا کہ عباس نے یہ بھی کہا کہ آپ نہ لیجئے اس لئے کہ جب آپ مجھے لے جائیں گے تو اہل حرم ہو سکتا ہے کہ صبر ان کے ہاتھ سے نکل جائے واقعا جب حسین جیسا صابر امام حسین کہ وقت شہادت امام حسن کے یہ نہیں فرمایا کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی لیکن عباس کے مرنے پر کہا الان انکسر ظہری کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی یہ کمر حسین کی کمر ہے۔ زینب کی کمر ہے۔ سیکہ کی کمر ٹوٹ گئی ارباب عزا عباس نے بت حفاظت کی علم کی آپ سے ایک وصیت ہے ایک سفارش ہے کہ اس وقت علم آپ کے پاس ہے آپ کو میں متوجہ کر دوں۔ انصاف سے فرمائیے کہ اگر علی اکبر زندہ ہوتے اصحاب

و انصار حبیب ابن مظاہر، مسلم ابن عویضہ اور یہ علم آتا تو یہ لوگ کس طرح اس کا استقبال کرتے۔ بہر حال اس طرح آپ اس کا استقبال کریں کہ جیسے لانے والا علم کو عباس کے پاس سے کون لایا حسین لائے تھے جیسے حسین تو سب سے پہلے علم کو حسین نے اٹھایا لے کر آئے اور تیزی کے ساتھ آئے بجائے خیمے کی طرف جانے کے حسین کا رخ اس علم کی طرف ہے کہ جو خیمے کے سامنے بچوں کی تسلی تشریف کیلئے نصب کیا گیا تھا۔ حسین اس علم کے قریب آئے اور پہلے اس علم کو آپ نے اکھاڑ کر زمین پر لٹا دیا۔ ارباب عزا انصاف سے فرمائیے جب در خیمہ سے عورتوں نے دیکھا ہو گا بچوں نے دیکھا ہو گا تو دل پر کیا گزری ہو گی سیکھ کر کم سن تھی خیمہ سے باہر نکل آئی اور دوڑ کر اپنے باپ کا دامن پکڑ لیا اور کہا ہل لک خبر عن عمی ابو الفضل العباس میرے چچا عباس کی بھی کوئی خبر ہے۔ حسین نے صاف صاف فرما دیا قد قتل عمک العباس بٹی تمہارے چچا عباس مار ڈالے گئے مگر زینب بے چین ہے در خیمہ پر کبھی اندر جاتی ہیں کبھی در خیمہ پر آ جاتی ہیں حسین چلے قریب خیمہ پہنچے ایک قدم خیمے کے اندر رکھا زینب کی نظر بھائی پر پڑی سر جھکا لیا بھائی نے زینب کو دیکھا سر جھکا دیا در خیمہ پر بھائی اور بن دونوں آنے سامنے کھڑے ہیں نہ بن بھائی کی طرف دیکھتی ہے نہ بھائی بن کی طرف دیکھتا ہے۔ آنے سامنے کھڑے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی اور بن دونوں کے بدن سے روح نکل گئی ہے۔ سکتے کا عالم ہے۔ احتصار کی حالت طاری ہے کچھ دیر تک بھائی اور بن کا یہ عالم رہا دیر کے بعد زینب نے سر اٹھایا اور ایک کلمہ فرمایا کہ صدق ابی امیر المومنین میرے باپ امیر المومنین نے سچ کہا تھا کیا کہا تھا بیسویں ماہ رمضان مبارک کی رات کہ زینب تم رسن بستہ کر لیا سے کوفہ اور کوفہ سے شام پھر لائی جاؤ گی۔ زینب کا یہ خیال تھا کہ کس کی مجال ہے عباس کی زندگی میں

کوئی زینب کے بازوؤں کو ہاتھ لگا دے صدق امیر المومنین امیر المومنین سچ کہا ہے کہ اب
زینب رسن بستہ کر پلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام پھرائی جائے گی وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون

jabir.abbas@yahoo.com

مجلس ہشتم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة الخ
 خداوند عالم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا جس کی روح ہے
 معرفت۔ عبادت کی جان اور روح معرفت ہے۔ اور انسان کو اس نے جلال اور جمل کا
 مظہر بنایا ہے۔ شکر منعم واجب ہے اس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی
 معرفت نہ ہو یہ شکر کا ادا کرنا واجب ہے۔ ضروری ہے، لازمی ہے، لیکن معرفت ہو
 تو۔ دیکھئے اس کی کلمہ حقیقت کی معرفت ممکن نہیں۔ ذات احدیت کی معرفت ممکن
 نہیں۔ کسی کیلئے یہ راستہ کھولا نہیں ہے ان اللہ احتجاب عن العقول کما
 احتجاب عن الابصار حقیقت اس کلمہ ذات کی معرفت کس کیلئے نہیں ہے۔
 لیکن اس کے وجود کا یقین ضروری ہے۔ صانع عالم کے وجود کا یقین ضروری ہے یہ بھی
 لازمی ہے اس کو پہچانا جائے۔ اس کی صفات سے کہ اس کے صفات عین ذات ہیں۔
 ظاہر بر ذات نہیں ہیں۔ عین ذات ہیں۔ یعنی خود اس کی ذات آثار صفات کا مظہر ہے۔
 یعنی ایسا نہیں ہے کہ ذات اور ہے صفات اور ہیں جیسے کہ ممکن الوجود کی ذات اور ہے
 اور اس کے صفات اور ہیں جبکہ واجب الوجود اس کی ذات اور اس کی صفات الگ
 نہیں ہے بلکہ اس کی ذات ہی اس کی صفات ہیں۔ آثار اس کی صفات کا مظہر ہیں یعنی
 آثار صفت علم خود ذات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ آثار صفت قدرت خود ذات سے ظاہر
 ہوتے ہیں۔ ممکن الوجود کی ذات سے آثار صفت علم کبھی ظاہر نہیں ہوں گے۔ جب
 تک کہ ممکن کی ذات اس سے متصف نہ ہو لیکن وہ ذات احدیت تمام آثار علم اس

سے ظاہر ہیں۔ آثار صفت علم نے کہا کہ وہ عالم ہے۔ آثار صفت خلق نے کہا کہ وہ خالق ہے۔ آثار صفت قدرت نے کہا کہ وہ قادر ہے۔ ذات ایک ہی ہے الحاصل جو صفات کے ذریعے سے مصنوع سے صنایع کا وجود معلول سے علت کا وجود۔ مخلوق سے خالق کا وجود۔ یہ امر فطری ہے طبعی ہے۔ اثر سے موثر کے وجود کا پتہ لگتا۔ یہ سامنے کی بات ہے اب شان انبیاء، شان آئمہ، شان اولیاء اور شان علماء۔ یہ ظاہر آثار کتب اور کلام سے ظاہر ہیں۔ جیسا کہ سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے المرو محبوب تحت لسان انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے تکلموا تعرفوا کلام کو پہچان لینے جاؤ گے کیا اچھی بات کسی شیخ سعدی نے تا مرد سخن گفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہ گفتہ باشد خود متکلم کی عظمت کلام سے معلوم ہو جاتی ہے۔ دعا کا فقرہ ہے یا من تجلی لعباد فی کتابہ اے وہ ذات کہ جو جلوہ گر ہوا ظاہر ہوا اپنی کتب میں بندوں کے سامنے۔ یہ کلام خدا یہ خود بتلانے کیلئے کہ آثار سے پہچانو۔ ایک فطری چیز ہے اثر سے موثر کو پہچانو کوئی اثر بغیر موثر کے وجود میں نہیں آسکتا۔ کوئی مخلوق بغیر خالق کے وجود میں نہیں آسکتی۔ کوئی معلول بغیر علت کے وجود میں نہیں آسکتا۔ آپ کمرے میں داخل ہوئے دیکھا آپ نے کہ بہترین قالین بچھا ہوا ہے۔ تو اس کی عمدہ بناوٹ سے آپ کو اس امر کا یقین ہو جائے گا کہ اس قالین کا بننے والا بڑا ماہر ہے۔ آپ نے اس کو دیکھا نہیں ہے مگر اس قالین سے ظاہر ہوا۔ سکول میں آپ داخل ہوئے دیکھا کہ طالب علم اچھی طرح امتحان دے رہے ہیں۔ سوالات ہو رہے ہیں جوابات دے رہے ہیں۔ تو آپ کو اس امر کا علم ہو جاتا ہے۔ آپ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ تعلیم دینے والا ان کا معلم استاد۔

ٹھیک ٹھاک ہے۔ ماہر ہے۔ آپ نے کس سے پہچاننا یہ طالب علموں سے آپ نے معلم کو پہچان لیا۔۔ درود پڑھیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے خداوند عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے۔ یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کس لیے آئے تھے وہ صرف اس لیے آئے تھے کہ اس نوع انسان کو اس بشر کو اللہ سے آشنا کرائیں اس کی عبادت کا راستہ ان کو بتائیں اس کی توحید سے آشنا کرنے کیلئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے اور ان سب نے آکر وہی راستہ بتایا۔ وہ ایک راستہ تھا کہ رب کی عبادت، راہ توحید اور ان سب نے آکر اخلاق کا درس دیا۔۔ درود پڑھیں۔

ان میں سب سے افضل اور اکمل خاتم النبیین ہیں۔ جیسے خود وہ اشرف، ویسے ہی یہ ہیں میں نے دیکھا کہ خاتیت یہ درجہ ہے۔ درجات میں نبوت ہے اس کے مافوق رسالت ہے اور رسالت کے مافوق اولوالعظم اور اس کے بعد خاتیت ہے۔ خاتیت قوس صعود کا نکتہ آخر ہے۔ جس طرح سے ایک وقت میں دو خدا نہیں ہو سکتے اس طرح سے ایک وقت میں دو خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔ خاتم النبیین آئے اور کہا قولوا لا الہ الا اللہ تو یہ حقیقت ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے تقریر کا خلاصہ اس کو میں ایک حدیث میں بیان کر دوں۔۔ درود پڑھیں

کہ یہ کل کے کل ڈرتے ہیں کشور سے نہیں ڈرتے ملک سے نہیں ڈرتے، ڈرتے کس سے ہیں اسلام سے ڈرتے ہیں ہر ایک کا دم نکلتا ہے یاد رکھیے میں اس کو ایک حدیث میں بیان کر دوں پوری تقریر کا خلاصہ یہ حدیث ہے کہ جس کو شیعہ سنی

دونوں نے لکھا ہے اگر اہل سنت کی کتاب میں دیکھیے تو ترمذی وغیرہ میں موجود ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے یوشق ان یتداع الیکم الامم من کل افق تدع الاکلت علی کسعتھا دیکھو قریب ہے میرے بعد تمام یعنی ہر طرف سے تم پر حملہ ہو گا۔ سب مل کر ایک مرتبہ تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ جیسے کھانے والے کھانے پر کیسے ٹوٹتے ہیں کہ جلدی سے اسے ختم کر دیا جائے۔ تو اس طرح سے ہر طرف سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہ سب چاہیں گے کہ تم کو ختم کر دیں۔ نیست و نابود کر دیں تو ایک شخص کھڑا ہو گیا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ بقلنتہ کیا ہم اقلیت میں ہوں گے۔ قلت میں ہوں گے کہ سب مل کر چاہیں گے ہمیں نیست و نابود کر دیں۔ حضرت نے فرمایا لانیس انکم لکثیر تم بہت ہو گے ولکن کم غوصع کخوصع السیل تمہاری کوئی حقیقت نہیں ہو گی جیسے خش و خاشاک نہیں ہیں۔ سیلاب اسے کیسے بہا لے جاتا ہے یجعل وھن فی قلوبکم تمہارے دلوں میں وھن کمزوری ڈال دی جائے گی اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے رعب نکال دیا جائے گا۔ لحبکم الدنیا وکراھتکم الموت تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے کراہت کرنے لگو گے۔ یہاں دیکھئے گا کہ جو موت سے کراہت نہ کرے گا اس سے سب ڈریں گے۔ درود پڑھیں۔

بہر حال نکتے کی طرف متوجہ کر دوں واقع یہی ہے کہ آج دنیا میں جہاں جہاں یہ فساد ہوتا تھا وہ سب وہیں سے ہوتا تھا اب الحمد للہ وہ سامنے آ گیا لیکن دنیا کے سارے مسلمانوں کو چاہیے کہ مل جل کر رہیں۔۔۔ نبی ایسا ہونا چاہئے کہ دشمن فائدہ نہ اٹھائے الحاصل دیکھئے قرآن سے بھی یہ سب معلوم ہوتا ہے الذین قال لھم الناس

ابوسفیان نے نعیم ابن مسعود اشجعی کو وہاں مدینہ میں بھیج دیا کہ وہاں جا کر یہ افواہ پھیلاؤ کہ بڑی طاقت ہے کفار کی الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم وخشوا هم ان سے ڈرو بڑی طاقت دیکھیے افواہوں کا اثر ان پر ہوتا ہے جہاں ایمان نہیں ہے۔ لیکن جہاں ایمان ہوتا ہے چنانچہ ذات لهم الايمان ان کے ایمان میں اضافہ ہوا قالوا حسبنا الله ونعم الوكيل کما اللہ ہمارے لیے کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے دیکھئے کتنی کامیابی ہوئی۔ درود پڑھیں۔

دیکھئے ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے متوجہ رہنا چاہئے دیکھئے یہ صرف مانت سے ڈرانا اسلحے سے لیکن جن کے دل میں ایمان ہے۔ ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ کسی طاقت سے نہیں ڈرتے۔ طاقت نہیں وہ ایک ہیں۔ جب تک شیطان زندہ ہے اس کے شر سے ضرور بچنا چاہئے یا موسیٰ معکم مالا نراء شیطان میتہ اے موسیٰ جب تک تم کو یقین نہ ہو جائے کہ شیطان مر گیا ہے اس کے کمر سے کبھی بے خوف نہ ہونا۔ یاد رکھیے گا خداوند عالم کتنا مہربان ہے قرآن آپ پڑھیں قدم قدم پر یہ بتلایا ہے کہ دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے ان شیطان للانسان قد عدو شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بھیجا یہ سب آکر بتلاتے تھے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ شیطان سے بچو اور ان کے اوصیاء جتنے ہیں وہ سب کہتے رہے دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے۔ قرآن پڑھیں آپ لا تتبعوا خطوات الشیطان شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ شیطان شیطان اس قدر ڈرایا کہ یہ دیکھو تمہارا دشمن ہے۔ قرآن دوسری آسمانی کتابیں، انبیاء سب کہہ رہے ہیں شیطان۔ تو معلوم ہوا کہ اصل ہی شیطان ہے تو اب شیطان اس سے صرف وہی شیطان

نہ سمجھ لیجئے بلکہ وجہنا لکل نبی عدوا شیاطین من الجن والانس جنوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی شیطان ہیں۔ شیطان انسی بڑا خطرناک شیطان ہے۔ اس سے بہر حال بچنے کی اشد ضرورت ہے۔ یاد رکھیے گا آپ ایک بات کہہ دوں۔ دیکھئے یہ لوگ متوجہ نہیں ہیں یہ دیکھا ہے۔ مسلمانوں میں دو بڑے بڑے فرقے ہمیشہ سے یہ شیعہ سنی، شیعہ سنی اس طرح سے یہ کہاں سے وہاں آئی حالانکہ ہمارے پیغمبر نے تو یہ درس دیا ہے کہ مسلمان کی تعریف ہے المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ حقیقی مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو نقصان نہ ہو دیکھئے اتحاد و اتفاق پر کتنا زور دیا ہے۔ نکتے کی بات یاد رکھیے یعنی ہر اس شے کو سختی کے ساتھ منع کیا ہے کہ جس سے آپس میں اختلاف کے پیدا ہونے کا ذرا سا بھی خطرہ ہو۔ عیب کیوں حرام ہے کیوں چغل خوردی حرام ہے۔ یہ تمام چیزوں کو حرام کیا اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ یہ اتحاد اور اتفاق المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ دیکھئے اصل میں لوگ سمجھ نہیں پا رہے ہیں یہ دیکھا کہ دو بڑے بڑے فرقے ہیں شیعہ سنی، شیعہ سنی ایک کا مرکز ایران ہے اور ایک کا باقی مسلمانوں کا مرکز سعودیہ مکہ ہے تو اب ان دونوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے۔ یہ دونوں یوں سمجھ لیجئے امریکہ کے یہ دونوں بل و پرتھے ان ہی سے اڑتا تھا اب ایک پر تو کٹ گیا آپ سمجھ رہے ہیں ایک پر تو کٹ گیا اب وہ کسی طرح سے چاہتا ہے واپس آئے۔ واپس تو آ نہیں سکتا تو ایک پر سے اڑتا چاہتا ہے اڑ نہیں سکتا اڑتا ہے گر جاتا ہے اور ساری تدبیریں وہ مختلف شکلوں میں ظاہر کر رہا ہے۔ درود پڑھیں۔

الحاصل میں نے تو ایک بات سامنے کی تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کر دی مختصر یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء خداوند عالم نے بیجے اور قرآن نے یہ بتلایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس سے بچو قرآن آپ پڑھئے قدم قدم پر شیطان سے ڈرایا ہے۔ یہ شیطان اس سے بچو۔ موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ شیطان مار ڈالا گیا کبھی اس کے شر سے بے خوف نہ ہونا بہر حال شیطان ختم ہو گا اس کے آثار پائے جا رہے ہیں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے ان سب نے اخلاقی درس دیا۔ اخلاق، اخلاق، اخلاق اور ان میں سے سب سے اعلیٰ اور اکمل اور افضل خاتم النبیین ہیں۔ دلیل اکملت کے اوپر یہ قرآن ہے کہ سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے آخر وقت میں جب دنیا سے جا رہے ہیں آپ نے اپنی وصیت میں جمل اور چیزوں کے متعلق فرمایا وہاں قرآن کیلئے کہا اللہ اللہ بالقرآن لا یسبقکم بالعمل بہ غیر کم دیکھو قرآن کے بارے میں ڈرتا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے اغیار قرآن کی باتوں پر قرآن کی تعلیمات پر عمل کر کے تم سے آگے نکل جائیں۔ خدا محافظ ہے قرآن کا لیکن مسلمانوں کا بھی یہ فریضہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کریں۔ نہ یہ کہ قرآن زبان پر فقط رہے۔ قرآن کی حفاظت عمل ہے۔ لیکن یہ بھی سر اللہ فی العالمین امیر المومنین نے نبج البلاغہ میں فرمایا کہ یاتنی علی الناس زمان ایک زمانہ آئے گا کہ لا یبقی فیہم من القرآن الا رسم قرآن کی رسم باقی رہ جائے گی۔ کیا مطلب یعنی صرف تلاوت تو ہو گی باقی عمل

دل نہیں ہو گا۔ یہ قرآن پر عمل نہیں ہو گا قرآن کے بارے میں خطبے ہیں پیغمبرؐ کے بھی اور امیرالمومنین کے بھی یا ایہا الناس انکم فی دار ھدن و ائتم علی ظھر سفر و سیر بکم سریح و قد رائتھم اللیل والنھار یبلیان کل جدید یقربان کل بعید و قام علیہ مقلد ابن اسود و قال یا رسول ما رار الھدن قال رار البلاء و انقطاع اور بہت ہی مشہور حدیث ہے اور آپ کے نوک زبان پر ہے کہ رب نالی القرآن والقرآن یلعنہ بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ قرآن تلاوت کرنے والے پر لعنت کرتا ہے رب نالی کا کیا مطلب ہوا یعنی جس آیت پر تلاوت کرنے والا عمل نہیں کرتا جب وہ آیت پڑھتا ہے۔ تو آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ سمجھ رہے ہیں آپ۔ مثلاً نماز نہیں پڑھتا آیت اقیموا الصلوۃ پڑھتا ہے۔ تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ زکوٰۃ واجب ہے اتوا الزکوۃ پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ روزہ نہیں رکھتا تو یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ حج واجب ہے للہ علی الناس حج البیت یہ پڑھتا ہے۔ آیت اس پر لعنت کرتی ہے اور اجر رسالت ادا نہیں کرتا تو جب یہ - قل لا اسلکم علیہ اجر الا المودۃ فی القربی پڑھتا ہے تو یہ آیت اس پر لعنت کرتی ہے۔ جس آیت پر عمل نہیں ہوتا ومن دخلہ کان امنا جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔ یہ دعا ابراہیم کا نتیجہ تھا واذ قال ابراہیم ربی اجعل ہذا البلد امنا جنب ابراہیم کی دعا ہے اس شرمکہ کو امن کی جگہ قرار دے۔ اگر کوئی ایسا کام کرے جو خلاف امن ہو وہاں پر تو یہ آیت خود اس پر لعنت کرتی ہے۔

درو پڑھیں۔

آیت ہے من دخله کان امنا جس آیت پر عمل نہیں ہو گا تو میں یہ عرض کر رہا تھا آپ کی زحمت کو کم کرنا چاہئے۔ زیادہ طول نہ ہو۔ میں آجائوں اپنے مطلب کے اوپر کہ سب سے اکمل اور افضل خاتم النبیین ہیں۔ ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے زمانے میں ایک مدرسہ کھولا اخلاق کا درس اخلاق کا۔ ہر نبی نے لیکن سب سے بڑا مدرسہ یہ وہ کس کا تھا وہ خاتم النبیین کا تھا بلکہ پیغمبرؐ نے اپنے بعثت کی یگانہ غرض اپنے اخلاق کو بتلایا بعثت لا تمم مکارم الاخلاق حضرت عیسیٰ نے بھی کھولا مگر ہمارے نبی کریم نے جو اخلاق کا مدرسہ کھولا اس سے بڑا کوئی مدرسہ نہیں اور ایسا درس اخلاق آپ کو کہیں نہیں ملے گا جیسے اس میں ہے چنانچہ آپ دیکھئے اس مدرسے محمدیہ سے جو فارغ ہو کر نکلے ہیں۔ دنیا آج تک ان کا مثل پیش نہیں کر سکتی میں چینلج کرتا ہوں آپ اس کا مثل پیش کر دیجئے۔ مدرسہ محمدیہ سے نکلنے والے ایک علی ہیں۔ اس مدرسے سے نکلنے والے مردوں میں ایک علی کی ذات ہے۔ کوئی ہے جو علی کا مثل لے آئے آپ یہ بتلایئے۔ ہے کوئی جو علی کا مثل لے آئے میں کہتا ہوں وہ جو خدا نے کہا ہے قرآن صامت کیلئے میں کہتا ہوں لے آؤ علی کا مثل علی کا کوئی مثل نہیں لا سکتا۔ اس مدرسے سے عورتوں میں ایک معصومہ عالم جناب فاطمہ ہیں۔ اس میں ان کی عظمت اور جلالت اللہ اکبر فاطمہ یہ یاد رکھیے گا ایک بات جلدی سے کہہ کر آگے بڑھ جاؤں آپ سب حضرات کیلئے یہ جناب فاطمہ کہ جن کا عمر اللہ نے نمک کو قرار دیا۔ آپ سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔ یہ نمک کیوں ایک بات سمجھ میں آئی دیکھئے جب آپ کسی کے ساتھ احسن کرتے ہیں جب احسن کا بدلہ وہ برائی کے ساتھ دیتا ہے تو

آپ کہتے ہیں بڑا نمک حرام ہے۔ کہتے ہیں کہ نہیں۔ حالانکہ اس نے پلاؤ بھی کھایا،
 حلوہ بھی کھایا ہے، لیکن کوئی نہیں کہتا حلوہ حرام پلاؤ کھایا ہے پلاؤ حرام نہیں کہتا، کتنے
 مصالحے کھائے لوگ کھایا لوگ حرام نہیں کہتا کیا کہتا ہے نمک حرام سب کھایا حلوہ
 حرام نہیں کہا لوگ حرام نہیں کہتا یہ نمک حرام کیوں کہتا ہے یہ انتخاب تمام اجزاء میں
 نمک کا کیوں ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی چیز فاطمہ کا مرنے کا نہیں ہے۔ نمک
 فاطمہ کا مقرر دیا۔ یہ بتلانے کیلئے کہ چاہے کیسی ہی عبادت ہو کسی عبادت میں کسی
 معرفت میں کسی اطاعت میں کبھی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس میں فاطمہ
 کی محبت کا نمک نہ ہو۔ اس مدرسے سے۔ فاطمہ نکلی ہیں۔ امام حسن ہزاروں مرتبہ
 پیغمبر کی خدمت میں آئے اور بے دھڑک کبھی دوش پر کبھی پشت پر وہ سوار ہو جاتے
 علی نہ جانے کتنی مرتبہ آئے اور آتے رہے لیکن میں نے کہیں نہیں دیکھا بہت مطالعہ
 کیا اور نہ سنا کہ کبھی پیغمبر تعظیم کیلئے حسین کے کھڑے ہو گئے ہوں علی کیلئے کھڑے
 ہو گئے ہوں لیکن فاطمہ جب آتی تھیں تو پیغمبر تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ فاطمہ
 جب آئیں پیغمبر تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ سمجھ میں آیا تو فاطمہ اس مدرسے سے اور
 نام لوں میں اس مدرسے سے فارغ ہو کر زینب نکلی ہے۔ آپ دیکھئے کلیسا میں جانے
 والے یا عیسیٰ کی تعریف اور مریم کی تعریف سے متاثر ہو کر آنے والے کتنے ہیں۔ جتنے
 آئے ان کا مقابلہ کر لیجئے زینب سے۔ جیسے دریا اور قطرہ وہ زہد یہاں مل نہیں سکتا جو
 زینب کے پاس ہے کہ نہ صرف والدین کیلئے علی کیلئے فاطمہ کیلئے حسن کیلئے حسین کیلئے
 قاتل فخر ہیں جناب زینب۔ یعنی تمام انسانوں کیلئے سارے جہاں کیلئے فخر ہے۔ باپ کیلئے
 زینب یعنی ذین ابیہا اپنے باپ کی زینت سر اللہ فی العالمین امیر المؤمنین علی ابن ابی

طالب علیہ السلام یہ تمام انبیاء پر فخر کریں گے زینب کے ذریعے سے۔ زینب اپنے دور میں اپنے زمانے میں مجاہدہ فی سبیل اللہ تھیں۔ اگر پیغمبر نے عورتوں سے جہاد کو نہ ہٹایا ہوتا اگر ساقط نہ ہوتا عورتوں سے جہاد تو میدان میں پہلے زینب ہوتی۔ لیکن جہاد ایک بات عرض کروں آپ سے ہم نے اور آپ نے واقعہ کر بلا نہیں سمجھا۔ یہ دیکھئے ہم نے اور آپ نے نہیں سمجھا واقعہ کر بلا یہ حسین کے اصحاب انصار ارشادات امام زین العابدین اور زینب ان کے اقوال اور خطبات ان تمام مجموعوں کا نام ہے کر بلا اگر پیغمبر قرآن نہ لاتے امیر المومنین نے نوح البلاغہ میں نہ دیا ہوتا۔ امام زین العابدین نے اگر یہ محفہ سجاد یہ مکارم الاخلاق دعا ابو حمزہ ثمالی یہ نہ ہوتا آپ یقین مانئے۔ یاد رکھیے گا کہ بشر کی سعادت اور عظمت اور جلالت اور ان کی نجات اور حیات اور زندگی کی بقاء سب کیلئے یہ واقعہ کر بلا ہدایت کیلئے۔ واقعہ کر بلا کافی ہے۔ واقعہ کر بلا میں زینب کا جہاد توجہ ہم نے واقعہ کر بلا کو ذریعہ معاش بنا لیا۔ اس لیے سارے نکات اس پر پردہ پڑ گیا اگر آپ صرف واقعہ کر بلا سمجھ لیں تو یہ انسانیت کی ہدایت کیلئے کافی ہے۔ مگر یہ ہے کہ ہم نے اس کو ذریعہ رزق بنا لیا۔ معاش بنا لیا لہذا اس پر پردہ پڑ رہا ہے واقعہ کر بلا میں ہر درس موجود ہے۔ یہ واقعہ کر بلا درس گاہ ہے۔ وہاں سے درس لینا چاہئے وہاں سے ہر چیز کا آپ کو درس ملے گا۔ دیکھئے زینب کا جہاد ہی اسیری زینب کا جہاد ہے اور بتاؤں آپ کو یہ راہ کوفہ اور شام اور قید خانے میں حسین کے بچوں کی دیکھ بھال یہی زینب کا جہاد ہے۔ اگر تمام عورتیں مل کے مردوں کے مقابلے میں آکر فخر کریں کہ ہماری صنف میں اللہ نے فاطمہ زہراء اور زینب کو پیدا کیا تو یہ حق ہے عورتوں کو یہ فخر کرنے کا کہ ہماری صنف میں اللہ نے فاطمہ زہراء کو پیدا کیا۔ ہماری صنف میں اللہ نے زینب کو

پیدا کیا۔ یہ حق ہے عورتوں کو فخر کرنے کا اور یہ حقیقت ہے۔ دیکھئے زینب نے پیغمبر اسلام سے درس لیا۔ اس کے بعد اپنی ماں فاطمہ زہراء کی آغوش میں درس لیا پھر علی سے درس لیا سبق لیا پھر اپنے بھائی حسن سے اور اس کے بعد یہ حسین کے دوش بدوش رہیں۔ آپ سمجھے نہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ حسین کے دوش بدوش زینب ہے تمام ہر چیز میں یہ بتلاؤں آپ کو شہادت کی تکمیل زینب سے۔ شہادت کی تکمیل کس سے ہے زینب سے ہے۔ یاد رکھیے گا آپ واقع کر بلا کی بقاء۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں یاد رکھیے گا کہ واقع کر بلا کی علت مبقیہ زینب ہے۔ آج واقع کر بلا مٹ گیا ہوتا اگر زینب نہ ہوتی۔ احسن ہے زینب کا کہ واقع کر بلا ہم تک پہنچا۔ بن رہے ہیں آپ اور یہ سند لی اپنے بھتیجے زین العابدین سے کوفہ میں کہ امام زین العابدین اپنی پھوپھی سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انت عالمہ غیر معلمہ آپ عالمہ غیر معلمہ ہیں آپ عالمہ ہیں آپ کو تعلیم نہیں دی گئی۔ یہ سند کس سے لی امام زین العابدین سے خدا اور اس کے رسول اور امام کی طرف سے جو حکم تھا زینب کیلئے زینب نے اس پر من وعن عمل کیا کہیں سے اس میں کمی اور زیادتی نہیں جو حکم تھا پیغمبر کا اس پر عمل کیا اور جو امام کا حکم تھا عمل کیا محدث استر آبادی نے لکھا کہ معصومہ عالمہ سیدہ زہراء کا جنازہ رات میں جا رہا تھا کیونکہ فاطمہ کی وصیت تھی میرے جنازے میں سلمان ابوذر اور حسین ہوں ان دنوں میں زینب کم سن تھیں۔ رات کا وقت ہے۔ پردہ شب میں جنازہ جا رہا تھا ایک مرتبہ امیر المومنین کے کلن میں کسی آنے والے کی چاپ سنائی دی کوئی آ رہا ہے امیر المومنین کھڑے ہو گئے۔ امام حسن سے فرمایا بیٹا دیکھو کون آ رہا ہے۔ تو امام حسن نے فرمایا بابا کوئی اور نہیں ہے زینب آ رہی ہے اللہ اکبر

آپ نے فوراً فرمایا ارجعی زینب فوراً" واپس ہو جاؤ ابھی تمہارے نکلنے کا وقت نہیں آیا۔ زینب عالمہ غیر معلمہ انہوں نے سمجھ لیا کہ میرے باپ کی جانب سے میرا وظیفہ یہ ہے کہ مجھ کو کسی حالت میں نکلنا نہیں چاہئے۔ اور واقعاً سخت سے سخت وقت آیا مگر زینب کبھی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی انیسویں ماہ رمضان مبارک میں جب فضاء میں آواز گونجی قتل علی۔ علی مار ڈالے گئے با خدا کو فے میں کوئی عورت ایسی نہیں جو مگر سے باہر نہ نکل آئی ہو۔ اس آواز کو سن کر مگر علی کی بیٹی۔ کبھی دروازے پر آتی ہے اور صحن خانہ میں چلی جاتی ہے۔ بے چہن ہے اس سے بھی زیادہ سخت مواقع آئے خیمہ میں آپ تشریف فرما ہیں کس نے آکر خبر دی کہ آپ کے دونوں فرزند عون و محمد مار ڈالے گئے لاش در خیمہ پر ہے با خدا زینب خیمے سے باہر نہیں آئیں پھر کسی نے کہا کہ آپ کا بھتیجا قاسم مار ڈالا گیا لاش در خیمہ پر ہے پال بھی ہو گئے مگر زینب باہر نہیں آئیں۔ سخت سے سخت موقع آیا عباس کی شہادت یعنی سیکڑہ کم سن تھی خیمہ سے نکل آئی مگر زینب نہیں نکلی مگر ایک وقت آیا ہے ارباب عزا ایک وقت آتا ہے وہ کونا وقت بتلاؤں دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے جب حسین کا جوان بیٹا علی اکبر گھوڑے سے گرا ہے اور اس نے الوداعی سلام کیا تو کیا ہوا معلوم ہے آپ کو۔ جب یہ آواز آئی اس وقت آپ کو رونا نہ آئے نہ رویئے گا مگر جب گھر جا کر بستر پر لیٹے گا تو سوچنے گا اس وقت جی بھر کر رو لیجئے گا اگر آپ سوچیں گے زینب نے حسین سے پہلے بھائی سے پہلے اپنے آپ کو پہنچا دیا۔ سب سے زیادہ محبت اولاد سے مل کو ہوتی ہے۔ اتنی محبت کسی کو نہیں ہوتی ہر حال زینب پھوپھی ہیں اور لیلیٰ ماں ہیں سوال یہ ہے کی لیلیٰ کو پہلے آنا چاہئے تھا نکلنا چاہئے تھا۔ زینب تو پھوپھی ہیں یہ کیوں نکل کے گئی ہیں۔

بہت پریشان تھا مطالعہ کر رہا تھا قتل دیکھ رہا تھا کہ جب علی اکبر گھوڑے سے گرے
 اور آواز دی تو خیمے میں لپٹی نے بھی اس آواز کو سنا۔ اس آواز کو سنتے ہی غش کھا کر
 مری جب غش سے افاتہ ہوا چاہتی تھی کھڑی ہو کر نے جواب دے دیا۔ قتل کی
 طرف منہ کر کے کہا بیٹا سب سے پہلے میں آتی مگر تیرے مرنے سے میری کرنے
 جواب دے دیا۔ اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے
 جعل کم اللہ من الباکین رونے اور رولانے والوں میں قرار دے زینب
 دیکھنے کو فے میں بھائی کو کہا کیا خارجی وہاں جلا کیا۔ بتلایا ایک ایک تک پہنچایا کہ یہ
 فرزند رسول ہے۔ یہ فاطمہ کا بیٹا ہے۔ زینب نے پہنچوایا اپنے بھائی کو اور خطبوں کے
 ذریعے نے جو انقلاب لائیں۔ زینب نے بازاروں میں ایسا خطبہ دیا آپ نے یقین مانے
 کہ نظروں کے سامنے یا دیواروں کے پیچھے یا چھتوں پر سے جس کسی نے سنا تو ایک
 مرتبہ سب کہنے لگے کہ علی کہاں سے آگئے۔ ایسا لوجہ تھا زینب نے کچھ خطابات کیئے
 ہیں زینب کے کچھ خطابات ہیں پہلا خطاب یہ قتل گاہ میں آنے کے بعد زینب کا پہلا
 خطاب اللہ کی طرف منہ کیا ہاتھ اٹھائے خدایا آل محمد کی اس حقیر قربانی کو قبول فرما
 لے۔ اللہ اکبر آل محمد کی قربانی قبول فرما اور دوسرا خطاب اپنے ٹاتا سے کیا شیخ جعفر
 شتری لکھتے ہیں کہ اس وقت حالت زینب کی ایسی تھی کہ قریب تھا کہ روح زینب
 کے بدن سے نکل جائے۔ پیغمبر آئے ٹاتا کو دیکھ کر زینب سنبھل گئی ٹاتا سے خطاب کیا
 یا جلد نانا صلی علیک ملائکتہ السماء ٹاتا آپ پر آسمان کے فرشتوں
 نے نماز پڑھی وہنا حسین مرمل بالدمہ ٹاتا یہ آپ کا حسین اجر کم علی اللہ
 مزبوح الراس من القفا مسلوب العمامہ والردم۔ اجر کم علی اللہ

تیسرا خطاب زینب نے اپنے باپ امیر المومنین سے کیا ہے کہ بابا آپ نے اس کو گوارہ نہیں کیا کہ میرے قد و قامت پر کسی نامحرم کی نظر پڑے۔ ماں کے جنازے میں آپ نے شریک ہونے نہیں دیا۔ بابا آپ کی بیٹی زینب اسیر ہے۔ اجر کم علی اللہ ایک خطاب ماں سے کیا ماں سے ایک کلمہ کہا کہ میں تمام معنی میں نیابت کر رہی ہوں واقعا "فاطمہ کی جگہ کے اوپر زینب خدمت انجام دے رہی تھی اجر کم علی اللہ لیکن ایک خطاب ارباب عزاء دلوں پر ہاتھ رکھ لیجئے گا چند خطابات اپنے بھائی سے کیے ہیں ایک تو جب مقل پہنچی زینب نے دیکھا ایک جسم تیروں سے چھلنی ہے منہ کے بل لاش پڑی ہوئی ہے متوجہ کیسے ہوئی دیکھا نظر جمی ہوئی تھی کہ قتل گاہ میں کس کی لاش ہے سمجھ میں نہیں آ رہا ایک مرتبہ دیکھا کہ فرات کی طرف سے دو کبوتر آ گئے ان کی منقاروں میں پانی تھا کئی ہوئی گردن پر ان کبوتروں نے پانی بہایا اور چلے گئے۔ اب زینب کی توجہ ہوئی اللہ اکبر اب پہچانا کما انت احسی الحسین تو ہی میرا بھائی ہے اجر کم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم میں نہ رولائے انت اخئی کیا تو ہی میرا بھائی۔ زینب کا ایک اور خطاب چلتے ہوئے کہا چند خطابات ہیں ایک تو اس وقت بھی ہے جب نوک نیزہ پر پہلی مرتبہ زینب نے سر دیکھا ایک بار کہا تھا کہ بھیا جب تک تیرے سر پر عمامہ تھا زینب کے سر پر چادر تھی تیرے سر سے عمامہ اترا زینب کے سر سے چادر اتر گئی۔ اجر کم علی اللہ ارباب عزاء ایک خطاب سنئے آپ۔ زینب نے اپنے بھائی سے خطاب کیا کہا بھیا شقیانے قتل کیا جو مصیبت پہنچائی وہ تو پہنچائی۔ ہو سکتا ہے کہ میں ساری مصیبت تیری بھول جاؤں زینب بھول جائے مگر ایک مصیبت تیری زینب کبھی نہیں بھول سکتی وہ کیا فرات کے کنارے پیاسا زنج ہوتا وہ زینب کبھی نہیں بھول سکتی وسیعلم الذین ظلموا ای

منقلب ینقلبون

مجلس نہم

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة الخ
یہ آیت یہ مجلس حسین ہے۔ یہ روزہ خالی ہے۔ یہ آیت اور خداوند عالم ہے قاری پڑھنے والا ان اللہ اشتری من المومنین یقیناً اللہ نے خریدا۔ اشتری کے معنی خریدنے کے ہیں اشتری کے دو معنی ہیں عربی لغت میں۔ اشتری کے معنی بیچنے کے بھی ہیں۔ خریدنے کے ہیں۔ یہاں خریدنے کے ہیں۔ یقیناً اللہ نے خریدا من المومنین مومنین سے انفسهم ان کے نفسوں کو۔ ان کی جانوں کو۔ واموالهم اور ان کے مالوں کو خریدا بان لهم الجنة اس امر کے بدلے میں ان کیلئے جنت ہے۔ یعنی جنت کے عوض میں خریدا۔ جان لی اور جنت دی۔ وہ مومنین کون سے ہیں کہ جن سے خریدا ان کے علائم بتلائے ہیں یقاتلون فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ اللہ کی راہ میں قتل کریں گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے فیقتلون اور اللہ کی راہ میں کفار اور مشرکین اور منافقین کو قتل کریں گے ویقتلون اور آخر میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جائیں۔ قتل کر دیئے جائیں گے۔ درود پڑھیں

یقتلون آخر میں وہ قتل کر دیئے جائیں گے دیکھئے خداوند عالم نے اپنے حبیب ہی سے یہ واقع بیان نہیں کیا۔ میں ہر مجلس میں یہ بتلاتا چلا آ رہا ہوں تقریباً یہ اوصاف یہ صفات جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ علائم جو اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ صرف امام حسین پر منتبق ہوئے ہیں اس لئے کہ حسین نے بچا۔ عالم زر میں اور صرف حسین ہیں جنہوں نے اپنی جان اپنے اموال کوئی چیز حسین نے نہیں رکھی۔ اپنے لئے سب بچ دیا اور

اس طرح کسی نے بھی نہیں۔ آپ دیکھئے جائزہ لیجئے انبیاء اوصیاء آئمہ میں کسی نے سوائے حسین کے سارے اموال کو نہیں بیچا۔ حسین نے اپنے لیے کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ جان کے ساتھ ساتھ مال اور جو کچھ حسین کے پاس تھا سب بیچ دیا۔ اللہ کی راہ میں اور جنت لے لی۔ یہ جنت حسین کی ہے۔ خداوند عالم نے اس واقع کو صرف اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ سے ذکر نہیں کیا۔ توریت میں زبور میں انجیل میں قرآن میں ساری آسمانی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حسین یہ قطب ہے عالین کا۔ جملہ انبیاء اوصیاء اولیاء اور مومنین کے قلوب حسین کے پاس ہیں۔ سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے ان الحسین محبتہ مکتونہ فی قلوب المومنین یقیناً حسین کی ایک خاص محبت ہے۔ مخصوص ہے مومنین کے دلوں میں جو کسی اور کی نہیں ہے۔ ایک خاص محبت ان الحسین محبتہ مکتونہ ایک چھپی ہوئی محبت ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ خاص محبت ہے۔ مومنین کے دلوں میں جو اور کسی معصوم کی کسی امام کی وہ نہیں ہے۔ حسین کی زیارت میں ایک فقرہ ہے اس سے بھی استفادہ ہوتا ہے کہ خاص محبت قلوب من والاہ قبرہ ان لوگوں کے دل جو حسین سے محبت رکھتے ہیں حسین کی قبر ہے۔ قلوب من والاہ قبرہ ان لوگوں کے دل حسین کی قبر ہیں جو حسین سے محبت رکھتے ہیں۔ حسین سے مودت رکھتے ہیں۔ جو حسین کو چاہتے ہیں حسین کی قبر ہے۔ یہ لفظ قبر سے کیوں تعبیر کیا۔ قبر کیوں فرمایا ایک قبر میں دو شخص دفن نہیں ہو سکتے۔ ایک قبر میں ایک ہی ہونا چاہئے تو اس قبر سے تعبیر فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو خاص محبت حسین کی دلوں میں ہے اس میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔ درود پڑھیں ایک خاص محبت ہے حسین سے اس میں کوئی شریک نہیں ہے اور یہ مناقات نہیں۔

ہے ان کی محبت ہے اور خود اللہ نے بھی حکم دیا ہے۔ پیغمبر اسلام نے بھی حسین سے اس خاص محبت کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے تمام آئمہ طاہرین نے بھی اس محبت کا حکم دیا ہے۔ زیارت کا۔ حسین پر رونے کا گریہ کرنے کا۔ ایک خاص حکم۔ وہ آئمہ طاہرین بھی حسین کے بارے میں بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ یہ صادق آل محمد نے کہا حسین برگزیدہ خدا ہیں فرزند محمد مصطفیٰ ﷺ فرزند علی مرتضیٰ نور چشم فاطمہ زہراء حسین از خود کچھ نہیں رکھتے۔ جو کچھ حسین کے پاس ہے یا جو کچھ حسین کا ہے وہ سب اللہ کا ہے۔ ہر وہ شے جو حسین کی طرف منسوب ہے۔ وہ اللہ کی طرف ہے۔ حسین کی معرفت اللہ کی معرفت ہے۔ حسین سے محبت اللہ سے محبت ہے۔ حسین کی دوستی۔ اچھا اور حسین کا نہ پہچانا۔ اللہ کا نہ پہچانا ہے اور حسین کو اذیت اللہ کو اذیت دینا ہے۔ مختصر یہ کہ ہر چیز حسین کی اللہ کی ہے۔ حسین کا خون اللہ کا خون ہے۔ آپ زیارت میں نہیں پڑھتے اسلام علیک یا ثار اللہ وابن ثارہ والوتر الموت۔ صلوات

حسین بے مثل اور عجیب ہیں۔ حسین کا کوئی مثل نہیں ہے۔ حسین پر گریہ میں چاہتا ہوں کہ با معرفت ہو۔ بالبصیرت ہو۔ آج یہ واضع کر دوں مقدمہ ہے۔ تمہید ہے۔ حسین کی مصیبت ایک ایسی مصیبت ہے۔ کہ جس کے سامنے بھی یہ مصیبت بیان ہو وہ گریہ کو ضبط نہیں کر سکتا۔ چاہے کسی کتب فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ جو بھی ہو۔ حسین کی مصیبت ہی ایسی ہے۔ بعا" از حیث بمعیت۔ وہ متاثر ہو گا اور روئے گا۔ یہ دیکھے اس طرح کا رونا کہ وہ کونسا رونا ہے کہ جو حسین کو مطلوب ہے اور حسین کو پسند ہے اور حسین کی مادر گرامی کے جو صاحب عزا ہیں۔ حقیقت میں مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ اور وہ دیکھ رہی ہیں۔ آپ کو دیکھ رہی ہیں۔ آپ کے رونے کو بھی دیکھ رہی ہیں۔ آئمہ طاہرین یہ مجالس میں موجود

ہوتے ہیں۔ یہ ایک خصوصیت مجلس عزہ حسین کی یہ ہے۔ کہ مجلس عزہ حسین میں معصوم شریک ہوتے ہیں۔ معصومہ عالم شریک ہوتی ہیں۔ یہ سب شریک ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک دو نہیں سینکڑوں حدیثیں ہیں۔ اس وقت شریک ہوتے ہیں اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ معصومین مجلسوں میں آتے ہیں دیکھتے ہیں۔ اور اس کے بعد ظاہر ہے وہ آپ کیساتھ۔ سامنے کی بات ہے۔ اگر کسی کا کوئی بیٹا مر جاتا ہے اور آپ کسی مجلس میں وارد ہوتے ہیں اور اس مجلس میں آپ کے بیٹے کی تعزیت کے سلسلے میں مشاودہ مجلس ہے۔ تو آپ اہل مجلس کے شریک ہو جائیں۔ تعزیت ہے آپ بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔ کہ معصومین مجلس میں آتے ہیں اس سلسلے میں ایک دو نہیں سینکڑوں حدیثیں ہیں اس وقت شریک ہوتے ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا معصومین مجلسوں میں آتے ہیں دیکھتے ہیں آپ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے تو معصومین مجلس میں آتے ہیں اور رونے میں آپ کے شریک ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور استغفار کرتے ہیں۔ آپ مصیبت سے متاثر ہو کر روتے ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کی دعا اور ان کا استغفار خالص ہو گا۔ وہیں تو کوئی نہ ریاء کا شائبہ ہے اور نہ کوئی اور چیز۔ ان کی دعا بھی خالص۔ اور ان کا استغفار بھی خالص۔ اور ان کی دعا رد نہیں ہوتی۔ صلوات۔

معصومین دعا کرتے ہیں بالخصوص جناب سیدہ — عزاداری۔ بہت زیادہ احادیث میں چھان بین کیا تلاش کیل۔ عزاداری سید شہداء میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی عبادت۔ اجر و ثواب کے لحاظ سے نظر نہیں آتی۔ سب اجر کے اعتبار سے۔ ثواب کے لحاظ سے اہمیت کے اعتبار سے یہ عزاداری سب نے اس کو اہمیت دی ہے۔ یہ امام حسین کا واقع کوئی عام نہیں ہے۔ سب نے اس کو اہمیت دی ہے لیکن بہر حال یہ با معرفت ہونا

چاہئے۔ گریہ با معرفت حسین یہ چند دن آپ کے ہیں یہ مقدمہ ہے کہ آپ با معرفت با بصیرت متوجہ ہوں۔ میں نے بتلایا آپ کو کہ حسین کی مصیبت کوئی نہیں روک سکتا۔ کتنا ہی سنگ دل کیوں نہ ہو۔ مختصر یہ کہ اگر غیروں کے سامنے ہندوؤں کے سامنے بھی اگر یہ مصائب بیان ہوں تو وہ بھی اپنے گریے کو ضبط نہیں کر سکتے۔ جیسے جب اہل بیت مجلس یزید میں وارد ہوئے وہاں جتنے بھی غیر مسلم تھے ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو ان کی مصیبت سے متاثر ہو کر رویا نہ ہو۔ دربار میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے گریہ نہ کیا۔ خود یزید باوجود اتنا سنگ دل ہونے کے وہ یزید بھی رویا۔ اٹھا کر دیکھے تاریخ۔ سنگ دل ہونے کے باوجود یزید بھی رویا۔ جناب سیکھ کا بیان ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے یزید سے زیادہ سنگ دل نہیں دیکھا وہ بھی رویا اور کہنے لگا ایک امر تھا ایک واقعہ تھا ہو گیا۔ وہ بھی رویا دیکھئے مصیبت ایسی ہے کہ کوئی بھی نہ گے۔ اس کے سامنے مصیبت حسین بیان ہو گی وہ متاثر ہو گا۔ یہ رونا حسین کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ با بصیرت با معرفت رونا قیمت رکھتا ہے۔ دیکھئے یہ سمجھ کر کہ حسین کیا ہیں۔ حسین کی کوئی چیز از خود نہیں ہے یہ حسین کا خون رسول کا ہے۔ حسین کے ہاتھ پر بیت کرنا اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے حسین یہ سمجھئے۔ متوجہ رہنا چاہئے کہ حسین کون ہیں یہ حسین واقعا" یہ عالم امکان کا جو ہر اور خلاصہ ہے اور انتخاب ہیں۔ عالم امکان میں حسین کا کوئی مثل نہیں ہے حسین جو ہر عالم امکان کا قطب۔ حسین کو سمجھ لیجئے کہ خاتم النبیین جیسا شخص حسین کا نانا ہے اور علی مرتضیٰ جیسا شخص حسین کا باپ ہے اور فاطمہ زہراء جیسی ماں ہیں۔ کسی کانسب کسی کا حسب حسین کی مانند نہیں ہے۔ توجہ اگر آپ غور کریں فکر کریں حسین بے مثل ہیں حسین حسب و نسب میں کوئی حسین کا شریک نہیں ہے۔ بتایا میں نے خاتم النبیین جیسا حسن کا نانا علی مرتضیٰ جیسا باپ اور فاطمہ

زہراء یہ حسین کی ماں ہے ہمارے نبی کریم کا نسب بھی وہ نہیں ہے جو حسین کا ہے۔ پیغمبر کا بھی نسب نہیں ہے جیسے تانا حسین کے ویسے پیغمبر کے بھی نہیں ہیں جیسے باپ حسین کے ویسے رسول اللہ کے باپ نہیں ہیں جیسی ماں حسین کی ویسی پیغمبر کی ماں نہیں ہے۔
صلوات۔

سمجھ لیجئے آپ ویسی ماں پیغمبر کی بھی نہیں ہے۔ تٹائے آپ ہمارے نبی کریم کے پدر بزرگوار عبداللہ ہیں یہ عبداللہ باپ ہیں۔ کیا یہ امیر المومنین کے مقابل میں ہیں۔ نہیں ہیں۔ الحاصل امیر المومنین کی نسل میں امام حسین جیسے امیر المومنین کے بیٹے حسین کے تانا ویسے تانا امیر المومنین کے نہیں ہیں۔ امیر المومنین کی ماں فاطمہ بنت اسد ہیں۔ لیکن فاطمہ بنت اسد کہاں اور فاطمہ زہرا کہاں۔ صلوات۔

جیسا بھائی حسین کا بتائیے۔ حسن بھتی یہ کہے آپ حسن کے تانا بھی ویسے۔ حسن کے باپ بھی ویسے۔ فرق ایک چیز میں الگ ہی ہے حسین حسین بے مثل ہیں۔ کیوں دیکھئے جیسی اولاد حسین کی ویسی حسن کی نہیں ہے۔ حسین کی اولاد کا جائزہ لیجئے آپ حسین کی اولاد میں ایک علی ابن الحسین۔ یہ حسین کی اولاد ہیں کون پیش کر سکتا ہے۔ کون ہے علی ابن الحسین کا مثل۔ لائیے آپ مختصر سے خلاصہ کے ساتھ علی ابن الحسین ایک جماعت اچھی خاصی داخل ہو گئی خانہ کعبہ میں اور سخت گرمی تھی بارش نہیں ہو رہی تھی یہ پیاس کا ہر شخص پر غلبہ تھا۔ پیاس نے پریشان کر رکھا تھا یہ ساری جماعت مل کر دعا کر رہی ہے مگر کسی کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ ان میں ایک مالک نام کا شخص بھی ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک جوان آیا اور اس نے ہم میں سے ہر ایک کا نام لے لے کر پکارنا شروع کیا کہ۔ اے فلاں کیا تم میں

کوئی اس قائل نہیں ہے کہ جس کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ تم میں کوئی نہیں ایسا دیکھئے
حضرت نے بتلایا نکتے کی بات یاد رکھئے گا۔ حضرت نے بتلایا کہ اللہ جس کو دوست رکھتا ہے
اس کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ صلوات۔

جیسے اللہ دوست رکھے گا اس کی دعا کبھی رد نہیں ہوگی۔ تو کیا تم میں کوئی ایسا نہیں کہ
جیسے اللہ دوست رکھتا ہو۔ پھر آپ خود آئے دو رکعت نماز پڑھی اور جانب آسمان ہاتھ بلند
کئے خدایا تجھ کو اس محبت کا واسطہ جو تجھ کو مجھ سے ہے۔ ان لوگوں کو پانی سے سیراب فرما۔
ادھر دعا کے الفاظ تمام ہوئے ادھر ابر آیا اور برسا۔ صلوات

یہ ہے حسین کا بیٹا۔ دعا کی پانی برسا ایک شخص آگے بڑھا اس نے کہا قسم ہے خدا کی
آپ کو۔ آپ کون ہیں۔ پہلے یہ پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ آپ کو دوست رکھتا
ہے کہا کہ اللہ اگر مجھے دوست نہ رکھتا تو میں یہاں کبھی بھی نہیں آتا۔ میں آیا ہوں تو محبت
اس کی مجھے کھینچ کر یہاں لائی ہے۔ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اس کی محبت مجھے کھینچ کر لائی کہا
آپ بتلا دیجئے آپ کو اس کی قسم آپ کون ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ علی ابن الحسین ہیں
صلوات۔

آپ ان کی شخصیت دیکھیں یہ حسین کا بیٹا ہے۔ سب پہچانتے ہیں۔ فرزدق نے کیا کہا
تھا ہشام کے سامنے هذا الذی تعرفه بطحا والبیت يعرفه والحل والحرم
خانہ کعبہ پہچانتا ہے۔ حل و حرم پہچانتے ہیں۔ ان کی تعریف توصیف میں اس نے دریا بہا دیا۔
الحاصل یہ علی ابن الحسین حسین کی اولاد ہیں۔ بتائیے امام حسن کی اولاد میں ایسا نہیں ملے گا
اور حسین کی اولاد میں امام محمد باقر کہ پیغمبر نے۔ سرکار دو عالم نے جابر ابن عبد اللہ انصاری

کے ذریعے سے خصوصی سلام کھلایا تھا۔ جابر نے آکر سلام امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں نقل کیا۔ اس کے بعد جب جابر بیمار ہو گئے۔ حضرت بات چیت کیلئے تہار داری کیلئے گئے۔ جابر ابن عبد اللہ کی۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا۔ اس سے آپ کی عظمت اور جلالت کا اندازہ ہو گا کہ حسین ابن علی کی اولاد میں کیسے کیسے بچے تھے۔ امام محمد باقر نے جابر سے پوچھا جابر کیا حال ہے۔ تو جابر نے کہا مولیٰ اب تو میں اپنے کو اس منزل پر پا رہا ہوں کہ میں موت کو حیات پر ترجیح دیتا ہوں۔ مرض کو میں صحت پر ترجیح دیتا ہوں اور فقر و فاقہ کو توغمری پر مال داری پر ترجیح دیتا ہوں۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جابر دیکھو۔ تم میں اور ہم میں فرق یہ ہے۔ یعنی حضرت نے فرمایا آل میں اور اصحاب میں فرق یہ ہے کہ تم موت کو حیات پر ترجیح دیتے ہو مرض کو صحت پر ترجیح دیتے ہو فقر و فاقہ کو مال داری پر ترجیح دیتے ہو لیکن ہم اس حالت کو ترجیح دیتے ہیں کہ جس حالت میں اللہ ہم کو رکھے۔ اگر وہ مرض کی حالت میں رکھے تو مرض کو۔ اگر وہ صحت میں رکھے تو ہم صحت کو ترجیح دیتے ہیں۔ صلوات

ہم تو اللہ کے تابع ہیں۔ اللہ ہم کو جس حالت میں رکھے۔ دیکھا آپ نے حسین کا ایک بیٹا یہ امام ہے اور حسین کا ایک بیٹا صادق آل محمد ہے۔ جن کے بارے میں امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ماریت اقمہ من جعفر ابن محمد میں نے جعفر ابن محمد سے بڑا قسمی نہیں دیکھا۔ نہیں پایا۔ اور ایک دفعہ جب امام جعفر صادق پر نظر پڑی تو اس نے کہا تھا ماہذا بشر یہ تو بشر نہیں ہیں۔ صادق آل محمد کی شان میں کہا تھا کہ یہ بشر نہیں ہیں۔ صادق آل محمد ان کی کنیت ابو عبد اللہ حسین کا ایک بیٹا باب الحوائج امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ ان کا یہ بیٹا منیٰ میں سے گزر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک عورت عجوزہ بوڑھیا۔ وہ رو

رہی ہے اور اس کے ارد گرد اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ بھی رو رہے ہیں اور سامنے ایک گائے مری ہوئی پڑی ہے۔ امام کی کیا صفت ہے کہ ایک تو اس کو ہر گھر کی خبر ہو اور حکم خدا سے مردے جلائے۔ حضرت نے فرمایا انا افعَل ذالک میں تو ایسا کرتا ہوں اما عندک فخمسہ دنانیر تمہارے پاس پانچ دنار ہیں یہ سمجھ لیجئے کہ جب امام کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس پانچ دنار ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ کیسے ہیں۔ حلال طریقے سے اس نے حاصل کیا ہے یا حرام طریقے سے اس نے حاصل کیئے۔ ہیں کس قسم کا ہے۔ یہ بھی امام کو معلوم ہو گا۔ کہا تمہارے پاس پانچ دنار ہیں یہ بھی معلوم ہو گا امام کو اس میں سے حق نکلا ہے غس نکلا ہے یا نہیں نکلا۔ سب امام کو معلوم ہو گا اور جلانے کا مسئلہ یہ ہے تیری زوجہ تیری بیوی ایک سال پہلے مری ہے قد احییتھا الساعہ میں نے ابھی اس کو زندہ کیا ہے اور زندہ کر کے تیرے گھر بھیج دیا ہے۔ صلوات۔

وہ گھر آیا دیکھا کہ اس کی بیوی گھر میں موجود ہے۔ اس سے پوچھا اس نے بیان کیا کہ اس طرح سے میں زندہ ہوئی۔ تو امام رضا علیہ السلام کا حلیہ بیان کیا کہ کس طرح کا ہے۔ ان کے حکم سے میں زندہ ہوئی ایک سال تک وہ وہاں رہی تو حسین کا ایک بیٹا یہ بھی ہے۔ دیکھئے آپ کہ اللہ نے جو حسین کو اولاد دی ہے اس کا کوئی مثل پیش نہیں کر سکتا اور حسین کا ایک بیٹا امام محمد تقی علیہ السلام ہیں۔ حسین کا فرزند محمد تقی محمد جواد لقب ہے اور جواد معلوم ہے امام جواد یہ لقب کہاں سے کب اور کس وقت --- ویسے تو تمام القابات من جانب اللہ ہیں جواد کے لقب سے آپ بہت زیادہ مشہور ہوئے۔ یہ نفائض الاخبار میں دیکھا کہ ام الفضل کو تکلیف تھی اس امر سے کہ میرے باپ مامون نے میرا عقد کیوں امام محمد تقی سے کر دیا۔ کسی مل دار سے کیا ہوتا دین کے لحاظ سے صحیح ہے مگر دنیا ان کے پاس نہیں

ہے یعنی ہماری اور آپ کی زبان میں اس کو یہ کیا خبر ہے کہ کائنات ان کی ٹھوکروں پر ہے۔ وہ یہ سمجھ رہی ہے کہ میرے باپ نے میری شادی ایک غریب سے کر دی ہے۔ بہر حال میں ماموں کی بیٹی ہوں کسی ایسے شخص سے میرا عقد ہونا چاہئے تھا کہ جو میرے باپ کے ٹکر کا ہو۔ مالدار ہو یہ عورتوں میں خبر گشت کرنے لگی کہ ام الفضل ناراحت ہے۔ پریشان ہے اس عقد سے اس کو دنیا چاہئے کوئی مال دار ہونا چاہئے۔ دنیا دار ہونا چاہئے کوئی ظاہری مال دار ہو وہ ناراحت ہے پریشان ہے۔ اسے دنیا چاہئے یہاں دنیا نہیں ہے۔ ظاہری اسے وہ آزادی نہیں ہے وہ ماموں کی بیٹی ہے۔ کچھ تقاضے ہیں اس کو آزاد ہونا چاہے جو باتیں باپ کے گھر ہیں وہ باتیں امام محمد تقی کے گھر تو نہیں ہیں۔ یہ بات جب عورتوں میں مشہور ہوئی تو عورتوں سے مردوں میں آئی۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ عورتوں کی صفت ہے کہ وہ ہنضم ہی نہیں کر سکتیں کسی بات کو بھی۔ جب تک کہ وہ بیان نہ کر لیں۔ آپ چاہئے کسی مرتبے پر عمدے پر فائز ہوں۔ عورتوں میں یہ خاص بات ہے کہ وہ ہنضم نہیں کر سکتیں۔ ہر طرف چرچا ماموں تک بات پہنچی ماموں نے دیکھا کہ میری بیٹی پریشان ہے تو وہ پریشان ہوا۔ تو امام محمد تقی علیہ السلام نے ماموں کو پیغام دیا کہ ماموں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تمام فقراء پر ایک ایسا احسان کروں کہ آج تک کسی نے فقراء پر ایسا احسان نہ کیا ہو۔ بہت بڑا دعویٰ ہے کہ کسی نے ایسا احسان نہ کیا ہو مگر اس شرط کے ساتھ کہ اعلان تمہاری طرف سے ہو گا۔ شہابی اعلان ہو۔ تمام فقراء جو ملک میں ہیں ان سب کو یہ اطلاع دی جائے خبر دی جائے۔ کہ فلاں تاریخ کو سب مسجد میں جمع ہو جائیں اور حسین کا بیٹا یہ احسان کرنا چاہا رہا ہے۔ اعلان ہو جائے سب کو بتلا دیا جائے وہ آجائیں میں احسان کروں اولین و آخرین میں ایسا کسی نے احسان نہیں کیا۔ جیسا میں کرنا چاہ رہا ہوں اعلان ہوا ماموں کی طرف سے فرمان جاری ہو گیا۔

مقررہ تاریخ پر تمام فقراء مسجد میں جمع ہو گئے۔ قتل رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ تمام لوگوں کا مجمع ہے کہ امام محمد تقی اتنا بڑا دعویٰ کیا احسان فرما رہے ہیں مگر ہر شخص کو اس امر کا یقین ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ان کے ہاں جھوٹ نہیں ہے جھوٹ تو اللہ نے ان سے دور رکھا ہے۔ کبھی بھی جھوٹ ان کے پاس نہیں آیا تمام امراء و ساء علماء جو حلا تمام عورتیں مرد ایک مجمع ہے۔ یہ دیکھنے آرہے ہیں کہ امام کیونکر اور کیسے احسان فرما رہے ہیں۔ مسجد میں مخلوط مجمع ہے۔ فقراء ہیں ایک فقیر یہاں ہے اس کے ارد گرد دوسرے لوگ بھی ہیں۔ اس طرح کا مجمع ہے۔ حضرت منبر پر تشریف لے آئے۔ سامنے یہاں ماموں و وزراء سب بیٹھے ہیں۔ امام منبر پر آتے ہیں آپ نے حمد و ثناء کے دریا بہا دیئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب ایسا دور آگیا ہے۔ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ آل محمد سے رشتے کو لوگ عیب سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس دنیا نہیں ہے۔ تو میں آج یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ دنیا ہماری ٹھوکروں پر ہے۔ ہم نے جان بوجھ کر دنیا کو منہ نہیں لگایا ہے اس وجہ سے بھی ہم نے دنیا کو منہ نہیں لگایا۔ قمی مسئلہ ہے کہ باپ جسے طلاق دے دے وہ اولاد پر حرام ہو جاتی ہے۔ تو علی تو دنیا کو طلاق دے چکے تھے پھر کیسے منہ لگاتے۔ یہ تو حرام تھی ان کے اوپر۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ خطبہ ختم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہذا احساننا علی الفقراء یہ ہمارا احسان ہے تمام فقیروں پر۔ ادھر یہ فرمایا ادھر آپ کی آستین مبارک سے جواہرات کی تھیلیاں نکلنا شروع ہوئیں۔ اور ہر فقیر کی آغوش میں آکر گری جیسے آپ کا ہاتھ غلطی نہیں کرتا۔ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے ہاتھ سے غلطی ہو گئی ہو لقمہ ادھر ادھر چلا گیا ہو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تو جیسے آپ کا ہاتھ کھانے کے مسئلے پر غلطی نہیں کرتا یا شہد کی مکھی۔ ایک جیسے گھر ہیں سب کے۔ مگر کبھی کوئی مکھی دوسرے کے

گھر میں نہیں جائے گی۔ غلطی نہیں کرتی یہ دنیا میں آپ نے ایک نمونہ دیکھ لیا امام نے۔ قیامت کے دن بھی تو ہر شخص کے نامہ اعمال یہ سب کے نامہ اعمال یہ فائلیں تیار ہو رہی ہیں وہ دو ہیں فرشتے جو لکھ رہے ہیں اور تیار کر رہے ہیں۔ دو رات میں رہتے ہیں دو دن میں رہتے ہیں مایلفظ من قول الادیہ رقیب عتید اور اس نامہ اعمال کو امام نے طائر کہا ہے وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہم و نخرج له یوم القیامہ کتابا یلقاہ منشورا تو قیامت کے دن اولین و آخرین کا جمع ہو گا۔ یہ نامہ اعمال ایسے نہیں کہ بلا بلا کر دیا جائے گا۔ یہ سب کچھ نہیں۔ جیسے ایک مرتبہ آپ کیوتروں کو اڑا دیتے ہیں اسی طرح نامہ اعمال میدانِ حشر میں ایک دفعہ اڑا دیئے جائیں گے۔ جس کا نامہ اعمال ہو گا اگر دائیں ہاتھ میں آیا تو اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ خیریت ہے۔ اگر بائیں ہاتھ میں۔ ہر حال ہر ایک کے ہاتھ میں آجائے گا۔ تلقین میں آپ اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں آپ تلقین میں نہیں پڑھتے الجنت حق و النار حق و نطائر الکتب حق اور نامہ اعمال کا قیامت کے دن اڑیا جانا حق ہے۔ صلوات۔

کل انسان الزمنہ طاہرہ فی عنقہ و نخرج له یوم القیامہ کتابا یلقاہ منشورا ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں ہو گا اور اس نامہ اعمال کے حساب سے اسے حساب دیا جائے گا۔ سوالات ہوں گے یہ تم نے کیوں کیا۔ الحاصل تو حضرت نے فرمایا ہذا احساننا علی الفقراء یہ ہمارا احسان ہے فقیروں کے اوپر۔ تو جو اہرات کی تمیلیں نکلتیں اور ہر فقیر کی گود میں آکر گرکتی تھیں۔ یہ مل ایک ایسی چیز ہے اس میں ایک ایسی کناس ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ اب اغنیاء مل داروں نے دیکھا کہ فقراء تو ہم سے آگے نکل گئے بیٹھے بیٹھے آگے ہو گئے۔ یہ آدمی انسان ایسا ہے کہ

دیکھا کہ کسی کے پاس موٹر سائیکل گزر گئی تو پریشان ہو جاتا ہے کہ میرے پاس نہیں ہے۔ اب وہاں یہ اغنیاء گھبرا گئے۔ کہ فقراء ہم سے آگے ہو گئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہ سب خواہش مند ہیں تو حضرت نے فقراء کے بعد کہا کہ تم بھی لے لو ہذا احساننا علی الاغنیاء یہ ہمارا احسان ہے مال داروں پر اور تحلیاں جواہرات کی نکلنے لگیں۔ اب کسی فقیر کی آغوش میں نہیں جا رہی ہیں۔ صرف مال داروں کے آغوش میں تھیلی گر گئی۔ اب وزراء کے منہ میں پانی آ گیا کہ بادشاہ کی خدمت کا کیا صلہ ملا۔ یہ تو لوگ ہم سے آگے بڑھ گئے۔ دیکھا یہ خواہش مند ہیں تو آپ نے فرمایا ہذا احساننا علی الوزراء یہ ہمارا احسان ہے وزیروں پر۔ تحلیاں آ رہی ہیں اور وزیروں کی آغوش میں آ رہی ہیں۔ اب ماموں کے منہ میں پانی آیا کہ وزراء تو آگے نکل گئے تو آپ نے فرمایا ہذا احساننا علی المامون یہ ہمارا احسان ہے ماموں پر۔ تھیلی ماموں کی آغوش میں گری۔ آستین سے نکل کر۔ تو اس دن سے آپ کو جواد کے نام سے پکارا جانے لگا۔ صلوات

یہ ہے حسین کی اولاد۔ ایک امام علی نقی ایک امام حسن عسکری اور ایک بیٹا حسین محمدی آخر الزماں کہ جس کے پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ حسین کا جب وہی بیٹا آئے گا تو یملاء الارض قسطا وعدلا جو پیغمبر چاہتے تھے نظام عدل کو نافذ کرنا چاہ رہے تھے نہیں ہوا ان اللہ یا مرو بالعدل والا حسان نہیں ہو سکا تو خدا نے ان کو باقی رکھا ہے۔ تو یہ آئیں گے اور امیر المومنین کی دلی خواہش یہ تھی۔ امیر المومنین کا نظریہ یہ تھا کہ روح زمین پر کسی غیر عادل کو رہنے کا حق نہیں ہے۔ تو امام عصر جب آئیں گے تو زمین پر کوئی غیر عادل نہیں ہو گا سب زمین پر عادل ہوں گے یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملت ظلما وجورا کہ امام کا تصور ہو گا جمعہ کے دن۔ اس سال عاشورہ بھی

جمعہ کے دن ہو گا۔ یاد رکھیے تاکہ آپ نہ بھولیں۔ جمعہ اور عاشورہ جب ایک دن آئے تو امام کو یاد رکھیے۔ امام آئیں گے تو خود بخود علم کا پھر اراکھل جائے گا۔ ذوالفقار خود بخود نیام سے نکل آئے گی۔ اخراج یا ولی اللہ اے ولی اللہ اٹھئے۔ الحاصل یہ ہے کہ ایسی اولاد کسی کو حاصل نہیں جیسی حسین کو ملی۔ حسین کا واقع ایسا واقع نہیں ہے یہ حسین بے مثل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حسین کے گہوارے سے مس ہونے کے بعد ملک اپنے کو بے مثل سمجھنے لگا۔ کیا فطرس نہیں آیا تھا۔ فطرس آیا تھا۔ گہوارے سے مس کیا بل و پر اس کے واپس آ گئے اور یہ تمام آسمانوں پر ہر طرف یہ جاتا تھا اور یہ اعلان کرتا تھا من مثلی میرا مثل کون ہو گا انا عتیق الحسین میں حسین کا آزاد کردہ ہوں۔ میرا مثل کون ہو گا بتائیے آپ صرف گہوارے سے مس ہونے کے بعد۔۔۔ یہ آدم کا سجدہ فرشتوں نے کیا مگر میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی فرشتے نے گیس فخر کیا ہو کہ میں نے آدم کو سجدہ کیا ہے۔ لیکن اللہ ربے یہ آل محمد کو کیا عظمت حاصل تھی کہ اگر کسی نے ولادت کی مبارک باد دی تو وہ جا کر کہہ رہا ہے کہ میں حسین کی ولادت کی مبارک باد دے کر آ رہا ہوں۔ والی کہتی ہے میں حسین کی قابلہ ہوں۔ ہر شخص جو درد رکھتا ہے وہ حسین کی بارگاہ میں آ رہا ہے۔ حسین کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اس کو اللہ نے تمام انبیاء سے بیان کیا۔ یہی وجہ تھی جنت آدم کے سامنے بیان کیا اور آدم کے سامنے جب اسماء آئے تو لفظ حسین کے نام پر بے چین ہو گئے۔ تڑپ کر سوال کرتے ہیں۔ خدایا اس نام میں بڑا درد ہے۔ کیا بات ہے کہ جب میں اس نام کو دیکھتا ہوں یہ حقیقت ہے۔ کہ کچھ اسماء ہیں جو رقت خیز ہیں جن میں درد ہے ان سے دل پر چوٹ پڑتی ہے ایک تو حسین ہیں۔ ایک کریم۔ ایک زینب۔ یہ کیسا واقع ہے کہ ابھی واقع ہوا نہیں اور حسین کی مجلس شروع ہو گئی۔ آدم سے کہا۔ آدم

یہ ایسا ہے تمہاری اولاد میں ایک شخص ہو گا پیغمبر آخر زمان کا بیٹا۔ حسین نواسہ رسول امت ان کی اس کو قتل کرے گی اور ایک کلمہ کہا کہ لو تر آء ہ اے آدم اگر تم اس کو دیکھتے اس کی مصیبت کے سامنے تمام مصائب صحیح ہیں۔ اگر تم اسے دیکھتے کہ کس طرح سے وہ پیاسا ہو گا۔ تو پیاس حسین جناب آدم کے سامنے بیان ہوئی۔ خداوند عالم جبرائیل کے ذریعے سے حسین کی پیاس کا ذکر کر رہا ہے کہ وہ ایسی پیاس ہو گی کہ سارا عالم پیاس سے دھواں نظر آئے گا۔ یہ حسین کی پیاس کا ذکر جبرائیل جناب آدم سے کر رہے ہیں۔ آدم بے چین ہو گئے سن کر اور واقعاً ایسا ہے کہ عجیب پیاس تھی دیکھئے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس پر حسین کی پیاس کا اثر نہ ہو۔ امام عصر بھی جب آئیں گے تو تمام مصیبتوں میں امام حسین کی پیاس کا انتخاب فرمائیں گے اور تمام اہل عالم سے یہ فرمائیں گے یا اهل العالم ان الحسین قتلوه عطشانا اے اہل عالم میرے جد امجد حسین کو پیاسا مار ڈالا گیا۔ اجر کم علی اللہ کیسی پیاس تھی یلوق لسانا من شدہ العطش جتنے اسباب پیاس لگنے کے ہوتے ہیں وہ سب جمع ہو گئے تھے۔ حسین میں دیکھئے پیاس ایک تو چلنے پھرنے سے پیاس لگتی ہے۔ کیا حسین یہ جو آنے والا دن ہے کل کا معلوم ہے آپ کو کہ حسین دن بھر حسین کا کام کیا تھا۔ دن بھر حسین وقت شعلات تک لاشوں کے اٹھانے میں دن گزرا۔ ابھی ایک لاش لا کر رکھی دوسری آواز آگئی یا اخاہ اور کنی یا عمہ اور کنی یا مولیٰ آپ میری خبر لیجئے یہ دن بھر ہوا۔ اس سے پیاس تھی۔ گرمی کی وجہ سے بھی پیاس زیادہ لگتی ہے اور کر ملا کی گرمی جب قلعہ شعلات پر سے پردہ ہٹایا گیا۔ حسین کو کیوں اتنا بڑا درجہ ملا کہا صبر کی وجہ سے تو ابلیس کہتا ہے حسین اگر یہ گرمی اور زیادہ ہو جائے تو حسین صبر نہیں کر سکتے تو فوراً فرشتوں کو حکم ہوا کہ آفتاب کی ساری شعاعوں کو ہر طرف سے سیٹ کر زمین کر ملا پر ڈال

دو۔ اللہ اکبر میں نے کتب مقاتل میں دیکھا کہ حسین کا سارا بدن زخمی تھا تو ان زخموں میں خون کھولنے لگا۔ اتنی شدید گرمی تھی اور زخموں پر زخم جتنے تیر لگتے تھے۔ حسین کا چہرہ اتنا ہی دھلکا جاتا تھا اور مناجات کرتے تھے ترکت الخلق طرافی ہر اک خدایا میں نے تیری محبت میں ساری کائنات کو چھوڑ دیا وایتمنم العیال کی لراک تیری محبت میں۔ میں نے اپنے بچوں کو یتیم کیا۔ سیکڑ کو تیری محبت میں میں نے یتیم کیا فلو قطعنی بالحب اربا۔ لما جن الفواد الی سواک یہ زخم کیا ہیں یہ تیروں کے زخم پر نیزوں کے زخم کیا ہیں۔ اگر حسین تیری محبت میں کڑے کڑے کر دیا جائے تو حسین کا دل تیری طرف سے کبھی مڑ نہیں سکتا۔ یہ حقیقت ہے پیاس کے لگنے کا ایک سبب آپ دوڑائیے گھوڑے کو اسپ روانی ہے۔ ہوا جب آتی ہے تو منہ خشک ہو جاتا ہے پیاس بڑھ جاتی ہے حسین گھوڑے پر سوار ہو کر برابر مشق میں آرہے تھے جارہے تھے اور ایک وجہ پیاس کے لگنے کی کیا ہے۔ بیداری جاگنا آپ جاگئے پیاس لگے گی۔ حسین شب عاشور ایک منٹ کیلئے بھی نہیں سوئے۔ ساری رات حسین اور حسین کے ساتھ جتنے بھی خیمے میں تھے کسی نے رات کو آرام نہیں کیا۔ کوئی نہیں سویا۔ عورتوں کا یہ عالم تھا کہ رات میں سات مائیں تھیں۔ کل سات مائیں ان کا کالم کیا تھا کہ رات بھر اپنے بچوں کو یہ سمجھاتی رہیں کہ بچو یہ دیکھو کل فاطمہ کے سامنے ہمیں شرمندگی نہ ہو۔ کل قریانی آل محمد کا دن ہے زینب اپنے بچوں کو سمجھا رہی ہیں۔ عون و محمد کو صبح کو یہ ساری گودیاں خالی ہو گئیں۔ پیاس کی وجہ ایک سبب یہ بھی ہے۔ جب غش سے افتادہ ہو۔۔۔ غش سے افتادہ ہونے کے بعد پیاس شدید ہو جاتی ہے۔ تیز ہو جاتی ہے حسین کو تین مرتبہ غش آیا ہے عاشور کے دن ایک تو اس وقت جب آپ کا بھتیجا قاسم رخصت آخر کیلئے آیا اور حسین کے قدموں پر اپنے منہ کو

لنا شروع کیا۔ کہا چچا جان جنگ کیلئے جانے کی مجھے اجازت دیجئے اس وقت حسین فرماتے ہیں
 اتمشی برجلک الی الموت کیا تم اپنے قدموں سے موت کی طرف جا رہے ہو۔
 کیا کتا ہے چچا جان آپ تو دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں اجرکم علی اللہ۔ اجازت دی سینے
 سے لگایا۔ خوب روئے حسین بھتیجے کے ساتھ مل کر اتنا روئے کہ چچا اور بھتیجا دونوں غش
 کر زمین پر گرے۔ اس کے بعد جب غش سے افاقہ ہوا تو قاسم کو اجازت دی۔ وہ گئے اور
 تھوڑی دیر کے بعد ایک مرتبہ آواز دی یا غی اور کئی چچا جان میری مدد کیجئے حسین گئے اشتیاء
 چاہتے تھے کہ قاسم کو قتل کریں اس نے مدد مانگ لی۔ فوج آگئی۔ حسین دفاع کر رہے تھے۔
 اس دفاع کی حالت میں قاسم کی لاش گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے آگئی۔ لیکن رفق جان باقی
 تھی۔ حسین دفاع کرتے جاتے تھے ایک مرتبہ ایک ٹحیف آواز حسین کے کان میں آئی چچا
 جان جنگ روک دیجئے سینے کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ اجرکم علی اللہ خدا آپ کو کسی غم
 میں نہ رولائے سوائے غم حسین کے۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا اتصال کس رات سے
 ہے۔ یہ قیامت کی رات ہے قیامت کی رات شب عاشور۔ آپ کو معلوم ہے ذرا آپ اپنے
 دلوں کی سوئی کر بلا کی طرف موڑیں۔ دیکھئے حسین کے خیے میں کیا عالم ہے۔ آج کی رات
 مہلت کی رات ہے۔ یہ مہلت لی ہے حسین نے۔ عبادت کیلئے دوسرے حسین کب بے
 ہوش ہوئے۔ حسین اس وقت بے ہوش ہوئے جب عباس نے آواز دی یا اخاہ اور کئی جب
 حسین کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔ عباس کے بدن پر سر رکھا حسین کو غش آگیا اور تیرے کب
 غش آیا جب حسین ذوالجناح گھوڑے سے زمین پر آئے تو اس وقت آپ کو غش آیا ملاش
 ساعت تین ساعت ابو مخنف نے لکھا کہ تین گھنٹے حسین بے ہوش رہے۔ جب ہوش
 آیا تو حسین نے دیکھا میرے سینے پر کوئی موجود ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا اتعرفنی

مجھے پہچانتا ہے۔ کس کے سینے پر تو سوار ہے۔ تو کتا ہے شمر کہ ہاں میں پہچانتا ہوں۔ آپ محمد مصطفیٰ کے بیٹے ہیں میں جانتا ہوں۔ آپ ساقی کوثر کے بیٹے ہیں میں جانتا ہوں۔ پہچانتا ہوں کہ آپ فاطمہ کے لال ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں شمر اگر تو مجھے قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو مجھے ایک گھونٹ پانی کا پیلا دے۔۔۔ اجر کم علی اللہ ایک ایسا کلمہ اس ملعون نے کہا پانی تمہارا تو خیال ہے کہ تمہارے باپ ساقی کوثر ہیں وہ تمہیں سیراب کریں گے۔ دیکھئے ایک بہت بڑی جبارت فوج اشتیاء کی کہ وہ حسین سے طنزاً "کنے لگی۔ یہ بہت زیادہ شہرت دے دی تھی بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی جب ملتے تھے کہ خارجی نے خروج کیا ہے۔ عورتیں ایک دوسرے سے کہتی تھیں حسین بار بار عاشور کے دن کیوں روئے رسول اوڑھ کر آ رہے ہیں۔ کبھی آپ علامہ رسول پہن کر آ رہے ہیں اور بار بار اپنا نسب نامہ جو بیان کر رہے ہیں انا ابن ثاقبی کوثر میں ثاقی کوثر کا بیٹا ہوں۔ پیاسا فزع کیا جا رہا ہوں۔ یہ بار بار بتلا رہے تھے کہ وہاں لڑنے کیلئے چاہئے والے بھی آ گئے تھے۔ بہت سے واپس آئے بھی ابھی ابھی میرے ذہن میں یہ بات آئی جیسے معلوم ہوا ہو کہ اسے بھی بیان کر دوں۔ ایک شخص شام سے حسین کا چاہنے والا وارد کوفہ ہوا۔ دوست سے ملاقات ہوئی پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ کر بلا نہیں گئے۔ کہاں سے آ رہے ہو۔ پوچھا کر بلا میں کیا ہے۔ کہا خارجی نے خروج کیا ہے۔ کہنے کا کوئی اثر نہیں ہو۔ مگر آیا۔ دق الباب کیا میری جوان بیٹی دروازے پر آئی کہتی ہے دیکھتے ہی۔ خیرت ہے پوچھنے کے بعد کہتی ہے بابا کیا آپ کر بلا نہیں گئے۔ بیٹی کر بلا میں کیا ہے کہا آپ کو نہیں معلوم دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ خارجی نے خروج کیا ہے۔ کہتا ہے جب میری بیٹی نے مجھ سے کہا تو مجھے جلال آ گیا۔ میں نے سامن رکھا اور سامن رکھ کر میں ٹکلتا چاہ رہا تھا کہ میری بیٹی مجھ سے کہتی ہے دعائیں دیں کہا بابا جب آپ کر بلا سے واپس

آئیں تو میرے لئے کریلا سے ایک انگوٹھی لیتے آئیے گا۔ کہا میں نکلا۔ جب باہر آیا تو یہ حسین کا آخری حملہ تھا۔ فوج دار العمار سے ٹکرا رہی تھی تو میں جس سے پوچھتا ہوں مال الخبر واقع کیا ہے۔ تو کسی کے حواس قابو میں نہیں ہیں۔ سب بھاگ رہے ہیں۔ میں مجمع سے ہٹ کر ایک ٹیلے پر آگیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگوار حملہ کر رہے ہیں کہ جن کے چہرے سے نور ساطع ہے۔ ہاتھ میں ذوالفقار ہے یہ عالم دیکھ کر میں گھبرایا کہ لوگ ان کو خارجی کہتے ہیں۔ حق تو ان کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اتنے میں مجمع کالی کی طرح پھنا اور وہ بزرگوار میرے پاس آگئے اور قریب آ کر اپنی انگشت مبارک سے انگوٹھی نکالی اور مجھ کو دی اور مجھ سے کہا کہ تم اپنی بیچی کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ خارجی نے خروج نہیں کیا۔ ارے میں فاطمہ کا بیٹا ہوں۔ اجر کم علی اللہ فاطمہ کا بیٹا حسین ہوں۔ یہ سنتا تھا وہ غش کھا کر زمین پر گرنا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے کہا کہ اب امام سے اجازت لے کر مجھے لڑنا چاہئے کہا میں مقتل گاہ کی طرف چلا جب کچھ دور چلا تھا دیکھا۔ سیاہ آندھیاں چل رہی ہیں زمین میں زلزلہ اور فضاء میں آواز گونج رہی تھی الا قتل الحسين بکربلا ذبح الحسين بکربلا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون